وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض

اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے
کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دیگا

خلافت بلافصل

اس مختصر لیکن جامع کتاب میں اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے
کہ وعدۂ الٰہی کے مطابق خلافت خلفائے راشدین بحو معرض وجود میں آئی اہل
حق ہے جسکا انکار گمراہی ہے جبکہ شیعہ حضرات معترض ہیں کہ حضور کے بعد خلیفہ بلافصل
حضرت علیؓ تھے اصحاب ثلاثہ نے اُن سے زبردستی خلافت چھین لی لیکن شیعہ
حضرات کے دلائل تار عنکبوت سے بھی کمزور ہیں حضرت علی علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

مؤلفہ

مولانا غلام رسول غازی قادری نوشاہی

خطیب جامع مسجد نور گنج حسین آباد نارووال (سیالکوٹ)

الناشر

مدینہ بکڈپو چوک فاروقی حسینی ظفروال روڈ نارووال

جملہ حقوق بحق مصنف و پبلشرز محفوظ ہیں

ابوالعباس غلام رسول نمازی قادری نوشاہی خطیب
جامعہ مسجد نور گنج حسین آباد نارووال ضلع سیالکوٹ

مقام اشاعت : مدینہ بک ڈپو نارووال

تاریخ اشاعت : یکم جنوری ۱۹۸۱ء

بار : ————— اوّل

تعداد : ————— ایک ہزار

ہدیہ : ————— [redacted] روپے

طابع : ————— شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

کتابت : بشیر احمد خوشنویس حضرت کیلیانوالہ
ضلع گوجرانوالہ

رازِ حقیقت

قارئین حضرات توجہ فرمائیں کہ جیسے تو روافض کو شروع سے کر کلمہ اذان و قرآن اکبر نماز، روزہ، حلال وحرام بلکہ فریضہ حج تک اہلِ اسلام بالخصوص اہلِ سنت جماعت سے مختلف ہیں، لیکن شیعہ ذاکرین جب سٹیج پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو سینہ کوبی سے پیشتر ابتدا ہی میں یہ جملہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ لعنت بر دشمنانِ اہلِ بیت، حقیقت میں یہ تبرّہ بازی یارانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بالخصوص سیدنا صدیقِ اکبرؓ، فاروقِ اعظمؓ، جناب عثمانِ غنیؓ پر کرتے ہیں جنہوں نے بقولِ روافض حضرت علیؓ شیر خدا سے حقِ خلافت زبردستی چھین لیا۔ رب کریم نے متعدد بار قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر دیگر امور کے ساتھ ولایتِ علیؓ کے بارے میں تبلیغ فرماتے رہے بالخصوص خمِ غدیر کے موقعہ پر مولا علیؓ کو پگڑی بند ہوا کر جسے خلافتِ بلافصل کی سب سے بڑی دلیل سمجھا جاتا ہے ہزاروں کے مجمع عام میں بالخصوص اصحابِ ثلاثہؓ کو مزید تلقین فرمائی لیکن حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کو خلافت سے محروم کر کے حضرت ابوبکرؓ کو زبردستی خلیفہ بنا لیا گیا۔ یہ تمام افسانے ڈرامائی انداز کے ساتھ میں خلال کرتے ہیں کے لئے مقررینِ روافض سامعین کی داد وصول کرتے ہوئے چلا چلا کر سنائیں گے کتاب مذکور میں روافض کی معتبر کتب بالخصوص حضرت علیؓ کے مکتوبات جو نہج البلاغہ میں محفوظ ہیں سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ دعوۃ النبی کے مطابق خلافت حضرت علیؓ چوتھے درجے پر تھی تبھی تو آپ نے صدیقِ اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی اور تمام عمر ان کی اقتدار میں نمازیں بھی ادا کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت کی عقیدت کے پھول درشان یارانِ رسولِ مقبولؐ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی اُس اَفضَلُ الخَلقِ بَعدَ الرُّسُل
ثانیَ اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام
اَصدَقُ الصّادِقیں سَیِّدُ المُتَّقیں
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سَقَر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امامُ الھُدیٰ
تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

منقول از حدائقِ بخشش ص ۳۵ جلد دوم

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

دُرِّ منثور قرآں کی سلک بہی
زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ھُدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

سیدنا علی رضی اللہ عنہ

مرتضیٰ شیرِ حق اَشجَعُ الاَشجَعین
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

منقول از حدائقِ بخشش ص ۳۵ جلد دوم

خلفائے راشدین ایمان لائے اور ہجرت فرمائی اللہ کے ہاں اُن کے بہت بڑے درجات ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں اُن کا بڑا درجہ ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔

بیعتِ رضوان میں شمولیت فرمانے والے صحابہؓ جن میں خلفاء راشدین بھی شامل ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب پر راضی ہوا اور اُنہیں جنت کے ٹکٹ عطا فرما دیئے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

ترجمہ: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

ترجمہ مقبول: اُن سب لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ضرور اُن کو اس زمین میں جانشین بنائے گا جیسا کہ اس نے پہلوں کو جانشین بنایا تھا اور ضرور اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کر لیا ہے اُن کی خاطر سے پائیدار کر دے گا اور ضرور اُن کے خوف کو امن سے بدل دے گا اُس وقت وہ میری ہی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے گا نافرمان وہی ہیں۔

حاشیہ ترجمہ مقبول | تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قائم آلِ محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر مجمع البیان میں روایت

اہلِ بیت مروی ہے کہ یہ آیت مہدی آلِ محمدؐ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین نے اس آیت کو تلاوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ یہ ہم اہلِ بیت کے شیعہ ہیں جن کے لئے خدا تعالیٰ یہ سب کچھ ہم ہی میں سے ایک شخص کے ہاتھوں انجام دے گا جو اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں جناب رسولِ خدا فرما گئے ہیں کہ اگر تمام دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا تعالیٰ اس کو طولانی کر دے گا تاکہ میری اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام میرا نام ہوگا حاکم ہو جائے گا اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح معمور کر دے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔

الکافی میں امام جعفر صادق سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آپ حضرت نے زمانہ غیبت کے مومنین کو حضرت نوحؑ کے زمانہ کے مومنین سے تشبیہ دی ہے اور زمانہ غیبت کے طویل ہونے کی مدلل وجہیں ارشاد فرمائی ہیں اس کے آخر میں راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کی ابن رسول اللہ یہ ناصبی (اہل سنت) تو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے فرمایا خدا ناصبیوں (سنیوں) کی کبھی ہدایت نہ فرمائے بھلا وہ دین جس کو خدا اور اس کے رسولؐ نے پسند کیا تھا ان میں سے کسی کے زمانہ میں ایسا مستحکم ہوا جیسا کہ خدا کا منشا تھا اس لئے کہ امرِ خلافت کے بارے میں تمام امت میں انتشار پھیلا رہا خوف لوگوں کے دلوں سے کبھی دور نہ ہوا اور شک ان کے دلوں سے کبھی نہ گیا۔ اور خاص کر جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کے زمانہ میں تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے اور فتنہ ان سب کے

دلوں میں پورے جوش سے پھیلے رہے اور لڑائیاں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جاری رہیں۔

حضرت علیؓ کے زمانہ میں بہت سے مسلمان مُرتد ہو گئے

غازی :۔ قارئین حضرات اگر حاشیہ ترجمہ مقبول غور سے مطالعہ فرمائیں گے تو بہت سے مسائل خود بخود حل نظر آئیں گے۔ صاحب ترجمہ مقبول نے تفسیر قمی تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی کے حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ مذکورہ آیت خلافت ابوبکر صدیقؓ فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے حق میں نازل نہ ہوئی۔ ان سب کے دور میں تو بدامنی رہی لہٰذا وعدہ خداوندی پورا نہ ہوسکا بہت کر یہ قائم آلِ محمدؐ امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے بلکہ حضرت علیؓ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حکیم سید مقبول صاحب نے یوں گوہر افشانی کی ہے کہ حیدرِ کرار کے دور میں تو بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے۔ اب یہ جسارت محبِ واہلِ اہل بیتؓ یا اُن کی اولاد سید مقبول جیسے اُن کی شان میں کر سکتے تھا۔

معاف کرنا | جس باب مدینۃ العلم کے چہرہ مقدس و منور کو دیکھنا عبادتِ الٰہی میں شامل ہو اُن کے ارشادات عالیہ سُن کر مسلمان مُرتد ہو جائیں۔ حضرت علیؓ سے آج کل کے شیعہ ذاکرین و مقررین ہی اچھا ان کے سیلنٹ لے گئے جن کی تقاریر سُن کر سینکڑوں سنّی العقیدہ مسلمان (معاذاللہ ثم معاذاللہ) چند منٹوں میں مذہب شیعہ خیر البریہ اختیار کر لیتے ہیں۔

آپ وہ مدۃ العمر ذمہ دری سے مطابق اہلِ سنت و جماعت کو تو حق حاصل ہے کہ وہ مذکورہ آیت کریمہ سے خلفائے راشدین کی خلافت بہ بانگ دُہل پیش کریں مگر شیعہ مفسرین قرآن نے شیعہ ذاکرین و منقرین کو حکم دیا ہے چونکہ یہ آیت کریمہ امام مہدیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے اسے حضرت علیؑ کی خلافت کے ثبوت میں ہرگز پیش نہ کیا جائے۔

روزمرہ کی دُعاؤں میں سے حضرت علیؑ کی ایک اہم دُعا

روالعشق کی معتبر کتاب صحیفہ علویہ مرتبہ مولانا مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ص ۲۸

اَللّٰھُمَّ اُشْھِدُ لَکَ وَکَفٰی بِکَ شَھِیْدًا فَاشْھَدْ لِیْ اَنَّکَ رَبِّیْ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ رَسُوْلُکَ نَبِیِّیْ وَ اَنَّ الْاَوْصِیَآءَ مِنْ بَعْدِہٖ اَئِمَّتِیْ وَاَنَّ الدِّیْنَ الَّذِیْ شَرَعْتَ دِیْنِیْ وَ اَنَّ الْکِتَابَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نُوْرِیْ

ترجمہ اے خدا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تجھے گواہ بنانا ہی کافی ہے تو میرا گواہ ہے کہ تو ہی اور فقط تو ہی میرا پروردگار ہے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ تیرے فرستادہ اور میرے نبی ہیں اور اُن کے بعد اُن کی وصیت سے نامزد شدہ حضرات میرے امام اور جو دین تُو نے شریعت کی صورت میں پیش فرمایا ہے وہ میرا دین ہے اور بلاشبہ جو کتاب تُو نے محمدؐ اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

پر نازل فرمائی ہے وہی میرے لئے نُور ہے۔

ثانی حضرت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات میں سب سے پیشتر حمدِ الٰہی بعد ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار ساتھ ہی رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریم پر درود پاک شامل ہے۔ تیسرا جُملہ شیرِ خدا رضہ کا خاص طور پہ قابلِ غور ہے وہ یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کی وصیت سے نامزد شدہ حضرات میرے امام ہیں اب یہ جملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کا خصوصی توجہ طلب ہے کہ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضہ کے درمیان وہ کون سے ائمہ ہیں جن کی تقلید روزمرہ کی دعاؤں میں آپ نے شامل کر رکھی ہے

وہ بلا مبالغہ امام الصحابہ سیدنا صدیق اکبر رضہ، سیدنا فاروقِ اعظم رضہ، سیدنا عثمان غنی رضہ جاں نثارانِ مصطفےٰ ہی ہیں۔ لاجرم حضرت علیؓ نے قرآن کریم کی آیت کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کو دعائیہ کلمات میں شامل و ضم فرما کر ناطقِ قرآن ہونے کا مقام و مرتبہ حاصل کیا ہے۔

ثالث حضرت حیدرِ کرار کے مذکورہ دُعائیہ کلمات نے خلافت بلافصل کی تمام دیواریں منہدم کر دی ہیں اور اصحابِ ثلاثہ کو یکے بعد دیگرے امام تسلیم کرتے ہوئے اُن کی تعظیم و تقلید کو واجب قرار دیا ہے۔

کیا ولایت و امامت بھی کوئی چھین سکتا ہے!

حضرات عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت علی رضہ امام الائمہ شیرِ خدا مرتضیٰ پیشوائے اولیاء تاجدار ھل اتیٰ مشکل کشا قاتلِ مرحب، فاتح خیبر

نفسِ رسولؐ زوجِ بتولؓ میرے مصطفےؐ کے ویرِ صحابہؓ کے ہمشیرسِتیوں کے پیر تھے
آپ بابِ مدینۃ العلم ہونے کے ساتھ امیرالمومنین امام المتقین اشجع الاشجعین
اصلِ نسلِ سخاوتِ بہرِ وصلِ خدا ساقئِ شیر و شریعت باب فضلِ ولایت بھی تھے
کیا یہ تمام درجات و کمالات حیدرِ کرّار سے کوئی چھین سکتا ہے؟ یہ سوال اگر
کسی طفلِ مکتب سے بھی کیا جائے تو وہ بھی فوراً جواب دے گا حضورِ والا یہ تمام
مراتب و کمالات موصوف کی ذات کے ساتھ مختص ہیں انہیں کوئی نہیں غصب
کر سکتا روافض کا آئے دن یہ واویلا کہ اجی حضرت علیؓ سے اصحابِ ثلاثہؓ نے جو
حضورؐ کے بعد خلیفہ بلافصل تھے ولایت وامامت کا حق چھین لیا اس کی مثال یوں
پیش کی جا سکتی ہے جیسا کہ کوئی پہلوان جو پانچ من وزنی اٹھاتا ہو صبح ہوتے ہی
شور و غل شروع کر دے دیکھئے حضرات میرے پڑوسی دشمن نے میری ساری
قوت چھین لی ہے۔ اب وہ میرے سامنے چھ من وزنی پتھر اٹھا لیتا ہے اور
میں ادھ سیر بھی اٹھا کر نہیں چل سکتا میرے پڑوسی نے مجھے میرے حق سے
محروم کر دیا ہے علاوہ ازیں کوئی حافظِ قرآن رمضانِ کریم کے دنوں میں یوں واویلا
شروع کر دے پکڑو میرے دشمن کو جس نے مجھ سے ہائے بسم اللہ سے لے
کر والناس تک سارے کا سارا قرآن چھین لیا ہے اب مجھے ایک سورت بھی
یاد نہیں رہی اور وہ پورے قرآن کا حافظ بن چکا ہے یہ تمام باتیں ایک
دیوانے کی بڑ سے زیادہ فوقیت نہیں رکھتی۔

اب تو قارئین حضرات | میں حقیقت تک پہنچ چکے ہوں گے کہ حیدرِ کرّار کے
کمالات و خصوصیات ولایت و درجات آپ

کی ذات کے ساتھ مختص ہیں جنہیں کوئی مخالف نہیں چھین سکتا۔ ہاں البتہ اگر
خلافت چھن چکی ہو تو اس پر بحث کی جا سکتی ہے۔

حضرت علیؓ کی جرأت و جوانمردی کی داستان

حضرات آپ کو کبھی سیاہ پوشان ماتمیان کی مجالس میں حاضری کا موقعہ ملا
ہوگا روافض کے ذاکرین و مقررین جب بھی کبھی سٹیج پر تشریف لاتے ہیں تو
ہر جگہ پروگرام سے قبل حضرت علیؓ کے فضائل مراتب کے ساتھ اُن کی
جرأت و جوانمردی کے اس قدر افسانے بیان کرتے ہیں کہ بیگانے تو درکنار
یگانے بھی متاثر نظر آتے ہیں۔

مثلاً ایک مرتبہ صغر سنی کی حالت میں حضرت علیؓ پنگھوڑے میں کھیل
رہے تھے اچانک ایک اژدہا نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ چونکہ
شیرِ خدا تھے مولا علیؓ نے اُس موذی کے دونوں جبڑے پکڑ کر اس طرح دو
ٹکڑے کئے جیسا کہ خیاط کپڑے کو چیرتا ہے۔ ایک دائیں اور دوسرا بائیں
پھینک دیا نیز جنگِ خیبر کے موقعہ پر درِ خیبر جو بقول روافض کسی دیگر سے فتح
نہیں ہوتا تھا۔ کواڑ کو جسے چالیس پہلوانانِ نامی نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ آپ
نے بائیں ہاتھ سے اُٹھا کر کئی گزوں کے فاصلے پر پھینک دیا۔ علاوہ ازیں
آپ کے قبضے میں بحوالہ اصولِ کافی عصائے موسیٰؑ انگشتری سلیمانؑ اور
اسم اعظم بھی تھا۔

لہ خیبر ترجمہ مقبول ص ۴۶۵

اسلام میں حضرت علیؓ اللہ کے شیر ہیں اُن کی خلافت کیسے چھن گئی

حضرات حضرت علیؓ کی جرأت و جوانمردی کے بارے میں کسی مسلمان تو درکنار کافر کو بھی شک کی گنجائش نہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں حیدرِ کرار کی ذات شیرِ خدا بھی ہو، باقی اصحابِ ثلاثہؓ بقولِ روافض (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جنگوں سے بھاگنے والے ہوں۔ وہ اللہ کی مخالفت حضرت علیؓ کے پیشِ نظر ہو شیرِ یزدان کی خلافت دن دہاڑے چھین لی جائے اور وہ خاموش تماشائی بن کر بیٹھے رہیں۔ یہ فلسفہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

آشعر شعائر اللہ کی توہین ہوتے دیکھ کر حضرت علیؓ کیوں خاموش رہے یہ جرأت و جوانمردی کے جوہر رب جلیل نے آپ کو کس لیے عطا فرمائے تھے روافض شیرِ خدا کو لاہور کے مسلمانوں تو جوانوں جیسا بھی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غیرت مند نہیں سمجھتے۔ مثلاً ایک مرتبہ لاہور کارپوریشن والوں نے سڑک کا سروے کیا تو درمیان میں چند مساجد و معابر آ گئے کارپوریشن والوں نے انہیں مسمار کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو قبل از وقت غیور مسلمانوں نے اربابِ بست و کشاد کو آگاہ کر دیا اگر مسجدوں اور مقبروں کو گرانے کا پروگرام ہے تو آپ لوگ اُسے ترک کر دیں ورنہ حالات کی تمام تر ذمہ داری آپ لوگوں پر عائد ہوگی یہ زندہ مثال ہمارے سامنے

لاہور میں دو موریہ پل سے لے کر بھاٹی گیٹ تک آج بھی موجود ہے جامعہ مسجدیں، اور مقبرے ہے کئی سو سالوں سے آباد ہیں آج بھی اس مادر پدر آزاد دور میں کوئی غاصب طاقت سے کسی کا حق چھین لے تو مغضوب کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر طاقت سے اپنا حق واپس لے اگرچہ اُسے کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ دوسری صورت میں اگر چہ بے بس ہو تو فریقِ مخالف کے خلاف کورٹ میں دعویٰ کرے خواہ اُسے مطلوبہ مکان و دکان کی مالیت سے دگنی رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے وہ اپنا حق حاصل کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھے گا مدعی کے خاموش بیٹھ رہنے سے تو دانشور لوگ یہی نتیجہ اخذ کریں گے اوباش لوگوں نے خواہ مخواہ شور مچا رکھا ہے مدعی تو فریقِ مخالف کے ساتھ شیر و شکر ہے اُن کا آپس میں لین دین نشست و برخاست سب کچھ مشترک ہے اب مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے از یں وجہ تماشائیوں کو مدعی کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے ورنہ کسی وقت بھی ملتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھر سکتا ہے۔

حیدری غازی صاحب مجھے اکثر مرتبہ آپ کی تقاریر سننے کا موقعہ ملا ہے آپ اکثر مرتبہ فرمایا کرتے ہیں کہ مولا علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی اقتدا میں نمازیں ادا کی ہیں بلکہ آپ نے ایک مرتبہ یوں فرمایا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقتِ وصال جب کہ آپ کی طبیعت ناساز تھی صحابہؓ مسجد میں منتظر تھے کہ حضور تشریف لا کر نماز پڑھائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ کو کہو کہ وہ مستحقِ امامت پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائے ایسی جھوٹی، واہیانہ باتیں آپ جیسے فاضل کو زیب نہیں دیتیں۔ حیدری صاحب

آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ روافض کی معتبر کتابوں سے مستند حوالہ جات کے ساتھ آپ کی فرمائش پوری کر دی جائے گی۔

مولا علیؓ نے عمر بھر صدیق اکبرؓ کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں

حوالہ نمبر ۱: ضمیمہ ترجمہ مقبول ص ۱۵ مصنفہ مولوی حکیم حاجی سید مقبول احمد دہلوی۔ ناشر افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور۔

"پھر حضرت (علیؓ) اُٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابو بکرؓ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے خالد بن ولید بھی تلوار حمائل کئے برابر آ کھڑا ہوا پس جب ابو بکرؓ تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھا تو اپنے حکم دینے پر نادم ہوا اور فتنہ و فساد اور حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت سے وہ خوفزدہ ہو گیا بہت دیر تک سوچتا رہا اور سلام پھیرنے کی جسارت نہ کر سکا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ کہیں ابو بکرؓ کو نماز میں سہو ہو گیا۔ بالآخر وہ خالد کی طرف منہ کر کے کہنے لگا میاں خالد سنتے ہو جو حکم میں نے تمہیں دیا تھا اس کی تعمیل نہ کرنا۔"

قارئین: حضرات میرے ذمہ ضمیمہ ترجمہ مقبول سے یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت علیؓ نے ابو بکر صدیقؓ کی امامت میں نماز ادا کی ہے جس کا انکار دلیل محبت نہیں۔ باقی رہی دیگر داستان الف لیلہ کہ خالدؓ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے ابو بکرؓ تشہد میں مجھول گئے یہ تمام باتیں حقیقہ ... پر پردہ ڈالنے کے

لئے گھڑی گئی ہیں جب مولا علیؓ کا صدیق اکبرؓ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے تو سید مقبول صاحب کو اُلٹا کان پکڑنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ سیدھا کان نزدیک ہی آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے۔

حوالہ نمبر ۲: کتاب ابطال الاستدلال لابی الزیغ والضلال ص ۱۵ مؤلفہ امیر الدین جائنٹ مؤلف کتاب فلک النجاۃ ناشر منیجر امامیہ کتب خانہ لاہور۔

"اگر کبھی یہ صورت (حضرت علیؓ کا ابو بکر صدیقؓ کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنا) وقوع میں آئی ہو تو جواب اس کا بچند وجوہ عرض کیا جاتا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے صحیح نماز الگ ادا کر کے پھر اُسی کو مکرر (دوبارہ) تقیۃً و مصلحتاً حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے بھی پڑھ لیا ہو گا چنانچہ حق الیقین فارسی مطبوعہ ایران ص ۸۵ میں بالصراحت یہ قضیہ اس طرح مروی ہے اور اس طرح کا عمل مطابق حکم رسول خدا صلعم و موافق عمل دیگر صحابہؓ ہے پس ایسی اقتدا حضرت امیر کی ابو بکرؓ صاحب کے پیچھے مخالف کے لئے کچھ مفید نہیں۔" انتہی

حاشیہ مذکورہ کتاب ص ۱۵: شیعہ کے نزدیک مخالف کے پیچھے نماز بہ نیت انفراد (اکیلے) درست ہے ایسے پیش نماز کو بمنزلہ ستون یا دیوار تصور کیا جاتا ہے۔

قارئین: حضرات صاحب کتاب ابطال الاستدلال جناب امیر الدین صاحب ترجمہ مقبول حکیم سید مقبول محمد دہلوی کے نفس ناطقہ معلوم ہوتے ہیں

مذکورہ کتاب میں شیعہ سُنّی تقریباً پچاس اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے موصوف نے مسئلہ نماز پر بھی بحث کی ہے بمصنف مذکورہ نے جناب حیدرِ کرّار کو ایک عام نمازی سے بھی بڑھ کر ڈرپوک ثابت کیا ہے۔

معاف کرنا جب شیرِ خدا نے فرض نماز علیحدہ ادا کرلی تھی تو پھر اُس فرض نماز کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ایک غاصبِ خلافت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے پڑھنا جوانمردی ہے یا بزدلی۔ آج ہم غلامانِ حیدرِ کرّار اہلِ سنّت کسی بدمذہب کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور نہ ہی ہمارا مذہب ہمیں اجازت دیتا ہے تو پھر حیدرِ کرّارؓ جیسے شیرِ یزدان نے تقیۃً دوبارہ صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی۔ معاف کرنا اگر ابوبکر صدیقؓ فریضۂ امامت کے قابل نہیں تھے تو پھر حیدرِ کرّار نے دیگر نمازیوں کو کیوں نہ مطلع کیا کہ یہ شخص غاصبِ خلافت ہے اس کے پیچھے نمازیں پڑھ کر عاقبت خراب نہ کرو وہ لوگ بیگانے تو نہیں تھے حیدرِ کرّار کے تابعین میں سے تھے۔

ایک مشورہ اگر حضرت علیؓ تقیۃً صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔ کوئی علیحدہ مسجد بنوانے کی ضرورت پیش نہ آئی تو پھر آج کے مومنین اُن کی تعلیمات پر عمل کیوں نہیں کرتے آپ لوگوں نے تو ایک نہیں سینکڑوں مسجدیں اور امام باڑے علیحدہ علیحدہ بنا رکھے ہیں۔ ہے کوئی اس دور میں مومن حضرت علیؓ کے طریقۂ نماز پر عمل کرنے والا وہ یقیناً سارے عالم میں غلامانِ حیدرِ کرّار اہلِ سنّت حضرات ہی نظر آئیں گے۔

حوالہ نمبر ۳ ۔ کتاب غزواتِ حیدری ترجمہ حملہ حیدری ص ۱۲۷ مترجم سیّد

محسن علی صاحب اسیر ابن سیّد میر علی صاحب، مطبع منشی نول کشور واقعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"القصّہ جب وہ رات گذری اور سپیدۂ سحر نے روئے عالم پر چادرِ نور بچھائی اتفاقاً حکم قدر سے ابوبکرؓ اُس وقت ایسا محوِ خواب ہوئے کہ تاریکیٔ شب نے ساتھ روشنیٔ صبح کے بدل کیا۔ پس بے اختیار اُٹھے اور گذرنے وقت سے بہت گھبرائے ناچار اگر اقامت کہی اور جماعت اہلِ دین نے متعقب اُن کے صف باندھی چنانچہ اُس صف میں شاہِ لافتاد علیؓ بھی تھے اور خالدؓ بھی پہلوئے مبارک میں جا کھڑا ہوا اور نماز فرض ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں ادا کی"

حوالہ نمبر ۴ :- کتاب احتجاج طبرسی مطبع مرتضویہ نجفِ اشرف ص ۹۰ پر مرقوم ہے "ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ"

ترجمہ: پھر حضرت علیؓ اُٹھے اور نماز کے لئے تیار ہوئے اور مسجدِ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔

حوالہ نمبر ۵ :- کتاب منتخب التواریخ فارسی ص ۱۰۰ تالیف حاجی محمد ہاشم خراسانی رافضی مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران پر درج ہے:

"پس فرستادند خالد بن ولید را حاضر نمودند گفتند ما مکلف بزرگی تجودا یم خالد گفت آنچہ امر کنید اطاعت می کنم ولو بقتل علی بن ابی طالب گفت مطلب ہمیں است برو بمسجد وقتِ نماز صبح پہلوے او بایست چوں سلام نماز دادہ شد گردن امیر المومنین بزن ودر احتجاج

طبرسی است کہ جناب اسماء بنت عمیس کہ زوجۂ ابوبکر بود این سخن را
شنید و خادمۂ خاص را فرستاد بخانۂ امیرالمومنین و گفت اِنَّ الْمَلَاَ
یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ پس جاریہ آمدہ و این آیۃ را خواند امیرالمومنین
فرمود در جہا اللہ قولی لولا تک فمن یقتل الناکثین والقاسطین والمارقین
آمد در مسجد بجہت ادائے نمودن نماز صبح در حال تشہد پشیمان شاد و
قبل از سلام دادن سہ مرتبہ گفت یا خالد لا تفعل ما امرتک السلام و
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ترجمہ :- پھر لوگوں نے قاصد بھیج کر خالد بن ولید کو حاضر کیا اور کہا ہم تجھے
ایک بڑی تکلیف دینا چاہتے ہیں خالد نے کہا حکم کرو۔ اطاعت
کروں گا خواہ علی بن ابی طالب کے قتل کی تکلیف کیوں نہ ہو ابوبکر
نے کہا ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ مسجد میں وقتِ نماز علیؓ کے پہلو
میں کھڑے ہو جب نماز کا سلام ہو امیرالمومنین کی گردن اڑا دو۔ احتجاج
طبرسی میں ہے کہ جناب اسماء بنت عمیس کہ زوجہ ابوبکرؓ تھیں اس بات
کو سن کر اپنی خادمہ کو امیرالمومنین کے گھر روانہ کیا اور کہا ان الملاء
یاتمرون بک لیقتلوک (یعنی قوم نے تیرے قتل کا مشورہ کیا ہے)
پھر خادمہ نے آکر یہ آیت مذکورہ پڑھی امیرالمومنین نے خادمہ کو فرمایا
اپنی مالکہ کو کہہ دینا کہ ناکثین قاسطین مارقین کو کون قتل کرے گا۔ پھر
مسجد میں نماز صبح ادا کرنے کے لئے آئے تو ابوبکرؓ تشہد میں
پشیمان ہو گئے اور سلام کہنے سے قبل تین مرتبہ کہا یا خالد لا

تفعل ما امرتک (اے خالد میں نے تمہیں جو امر کیا تھا اس پر عمل نہ
کرنا) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :

حوالہ نمبر ۶ :- کتاب حق الیقین فارسی ص ۱۹۲ مطبوعہ شرکت سہامی تہران مصنفہ
محمد باقر بن محمد تقی مجلسی رافضی :

"پس حضرت امیرالمومنین برخاست و مہیائی نماز شد و
بمسجد آمد و پشت سر ابوبکر ایستاد از برائے تقیہ و نماز خود را تنہائی
بعمل آورد :"

ترجمہ :- پھر حضرت امیرالمومنین (جناب علیؓ) اُٹھے اور نماز کے لئے
تیار ہوئے اور مسجد نبوی میں آئے اور رہا تھا اپنا ابوبکر صدیقؓ کے
پیچھے رکھا تقیہ کے ساتھ اور نماز اپنی تنہائی کی صورت میں ادا کی :

حوالہ نمبر ۷ :- روافض کی مشہور معتبر کتاب شرح نہج البلاغت درۂ نجفیہ ص ۲۲۵
پر مرقوم ہے :

حتی اشتد بہ المرض امر ابا بکر ان یصلی بالناس ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ وان ابا بکر صلی بالناس بعد ذلک یومین ۔

ترجمہ :- پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سخت ہو گیا تو ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں اور بیشک
جناب ابوبکر صدیقؓ اُس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
میں تمام لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ پھر حضور وصال
فرما گئے :

نمازی۔ حضرات فقیر نے روافض کی معتبر کتابوں کے مستند حوالہ جات کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت علی رضؓ نے ابوبکر صدیق رضؓ کی اقتداء میں فرض نمازیں ادا کی ہیں۔ اگرچہ شیعہ مصنفین نے واقعہ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے لیکن پھر بھی میرا موقف روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ فقیر نے انہی کتابوں کے حوالہ جات پیش کئے ہیں جو موجود ہیں ورنہ دیگر کتب روافض مثلاً مراۃ العقول شرح فروع و اصول مصنفہ ملاں باقر مجلسی وغیرہ۔ مزید کتب نے بھی میرے موقف کی تائید کی ہے۔

حضرات مخبر صادق علیہ السلام نے اپنی موجودگی میں مستقل امامت پر ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ میرے بعد اگرچہ خلیفہ اول امام الصحابہ ہوگا تو وہ میار غار یار غار صدیق اکبر رضؓ ہے اگر یہی حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضؓ کے حق میں فرماتے تو کس مومن کو انکار کی گنجائش تھی لیکن میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت بلا فصل کے تمام تنازعات کو قبل از وصال ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل فرما دیا۔ اب ایسے حل شدہ مسئلہ پر واویلا تو درکنار خلاف تبصرہ کرنا بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں بلکہ عداوت ہے۔

ایک سُنّی دوست

مولانا تقیہ کیسی سپر ہے جسے مولا علی رضؓ دوران نماز استعمال فرماتے ہیں

نمازی۔ میرے عزیز آپ لوگ لاجرم تقیہ کے فضائل و مراتب سے او جزا

سن کر کف افسوس ملیں گے کہ ہم لوگ زندگی بھر کیوں ایسے محبوب و مقبول فریضہ سے محروم رہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

پہلا حوالہ:۔ روافض کی معتبر کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۰۴ تا ص ۲۲۴۔ باب التقیہ مترجم ادیب اعظم مولوی سید ظفر حسن ناشر شمیم بک ڈپو ناظم آباد ۲ کراچی

حقیقت تقیہ صفحہ مذکور۔ قال ابو جعفر علیہ السلام حالطوھم بالبرانیہ وخالفوھم بالجوانیہ

ترجمہ۔ فرمایا حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے مخالفین سے بظاہر میل ملاپ رکھو اور باطن میں مخالفت رکھو

نمازی۔ اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ روافض نے اہل سنت کے ساتھ بظاہر میل ملاپ تقیۃً رکھا ہوا ہے ورنہ اندرونی طور پر یہ لوگ مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے سخت مخالف ہیں۔

دوسرا حوالہ کتاب حیات القلوب فارسی جلد اول ص ۵۹۵ مطبوعہ لکھنؤ مصنفہ ملاں باقر مجلسی رافضی تبرائی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"و در چند حدیث معتبر دیگر فرمود کہ تقیہ ہیچ کس بتقیہ اصحاب کہف نمی رسید بدرستیکہ ایشاں زنارہا بستند و بعید گاہ مشرکان حاضر می شدند پس خدا ثواب ایشاں را مضاعف گردانید"

ترجمہ۔ اور دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ کسی شخص کا تقیہ اصحاب کہف کے تقیہ کے برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ جنیو ڈالتے تھے اور کفار و مشرکین

کی عیدوں میں شامل ہوا کرتے تھے اور خدا نے ان کا ثواب دو نا کر دیا۔

غازی :۔ روافض کے خاتم المحدثین ملاں باقر مجلسی نے تو واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ تقیہ جھوٹ بولنے کو کہتے ہیں اصحاب کہف بڑے تقیہ باز تھے وہ اس قدر جھوٹ بولتے تھے کہ مسلمان ہو کر جنو سن لیتے تھے اور مشرک بن کر کفار کی عیدوں میں شامل ہو جایا کرتے تھے اور اس کا ثواب بہت بڑا حاصل ہوتا۔ الغرض شیعہ حضرات خود تو جھوٹ بول کر دل کی تسلی بنائیں اور تقیہ کے مزے اُڑائیں لیکن ان کی بے لگام زبان و قلم سے پاک لوگ اولیاء و ائمہ اطہار انبیاء و رسول بھی نہ بچ سکے۔

تیسرا حوالہ | الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴۳؛

"قال ابو جعفر علیہ السلام التقیۃ من دینی ودین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔

ترجمہ۔ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے جس کے لئے تقیہ نہیں اس کے لئے دین نہیں۔

چوتھا حوالہ | الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴۴؛

"قال لی ابو عبد اللہ یا ابا عمر ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ والتقیۃ فی کل شیء

ترجمہ :۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ تقیہ میں نو حصے دین ہے جو وقت ضرورت تقیہ نہ کرے اس کا دین نہیں اور تقیہ ہر شے میں ہے۔

غازی :۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اس دور بسارت، اس صورت میں تو کسی دکاندار کو صبح سے لے کر شام تک سو گاہک کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقعہ ملے تو وہ نوے ساتھ تقیہ جھوٹ بولے اور دس کے ساتھ سچی بات کرے "تقیہ" ہر شے میں ہونے کی صورت میں تو سو کے ساتھ بھی جھوٹ بولنا جائز ہو گا۔ مثلاً ایک شخص کے پاس شکر گڑھ کا ریلوے ٹکٹ ہو تو کوئی دوسرا پوچھے جناب کدھر جانے کا پروگرام ہے تو وہ کہہ دے شاہدرہ جا رہا ہوں، تو پھر منافقت کسے کہیں گے۔

تقیہ کے ساتھ منافق کے پیچھے نماز پڑھنا

ایک نماز کے بدلے ساتھ نمازوں کا ثواب۔

پانچواں حوالہ :۔ کتاب آثار حیدری ص ۱۹۵ مولفہ مولوی مستید شریف ۔۔۔ ناشر امامیہ کتب خانہ لاہور مغل حویلی موچی دروازہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے کسی شیعہ کو کسی منافق کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا اور اس شیعہ کو بھی یہ معلوم ہو گیا کہ حضرت نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا ہے اس لئے وہ حاضر خدمت ہوا اور عرض کی اے فرزند رسول میں حضور سے عذر کرتا ہوں کہ میں نے تقیہ کے سبب فلاں شخص منافق کے پیچھے نماز پڑھی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ضرور تنہا ہی نماز کو ادا کرتا حضرت نے فرمایا اے مرد مومن عذر کرنے کی بے شک

تجھ کو ضرورت تھی اسے خدا کے مومن بندے اُس وقت ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فرشتے برابر تجھ پر درود بھیج رہے ہیں اور تیرے پیش نماز پر لعنت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تیری اس نماز کو جو حالت تقیہ میں تو نے ادا کی ہے سات سو نمازوں کے برابر لکھیں، پس تجھ پر تقیہ لازم ہے۔

ناظرین۔ حضرات منافقین کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (پارہ ۵ النساء) بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

عجیب فلسفہ ہے کہ امام تو ہو منافق جس کا ٹھکانا جہنم ہے اور تقیہ باز مقتدی مومن کو بجائے امام کے ساتھ حشر ہونے کے ایک نماز کے بدلے سات سو نمازوں کا ثواب میسر ہو یہ منطق دانشوروں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ مثلاً ڈرائیور تو گاڑی لے کر فیصل آباد جا رہا ہو اور مسافر کے پاس راولپنڈی کا ٹکٹ ہو اس کا حشر اظہر من الشمس ہے ساتھ ہی قارئین حضرات کی معلومات میں اضافہ کے طور پر یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ عقیدۂ اہل سنت کے مطابق خانہ کعبہ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور مدینہ منورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ایک نماز کے عوض پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ ایسے فخر کی بات ہے کہ روافض کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ سراغ ملا ہے کہ منافق امام کے پیچھے تقیۃً ایک نماز پڑھنے سے سات سو نماز کا ثواب ہے اور ساتھ

ہی پیش امام پر فرشتے لعنت برسا رہے ہیں حق تو یہ تھا کہ اس تقیہ باز مقتدی کو جہنم کی سیر کرائی جاتی یاد رہے منافق امام سے مراد عقیدۂ روافض کے مطابق سنی امام ہی ہوگا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقیۃً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا جائز ہے

چھٹا حوالہ روافض کی معتبر کتاب آثارِ حیدری مرتبہ سید شریف حسین ص ۲۰، ۲۱:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کی کہ اے فرزندِ رسول میں جو آج محلہ کرخ میں سے گزرا تو لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص محمد ابن علی امام روافض کا ہم نشین ہے۔ اس سے پوچھو کہ رسولِ خدا کے بعد سب سے بہتر کون ہے اگر اس نے جواب دیا کہ بعد رسولِ خدا سب سے بہتر ہے تو اس کو قتل کر دینا اور اگر کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے تو چھوڑ دینا۔ غرض ایک جمعیت نے مجھ پر ہجوم کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ بعد رسولِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس کون شخص ہے تب میں نے اُن کو جواب دیا کہ خیر الناس بعد رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔"

ساتواں حوالہ ۔ کتاب مذکور ص ۲۲۰

"ایک شخص نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں

مرض کی آج میں شہر کے عام لوگوں کی ایک جماعت میں جا پھنسا اور اُنھوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے اے شخص کیا تو ابو جزو بن قحافہ کی امامت کا قائل نہیں، سچ ہے اے فرزند رسول ہمیں کی یہ بات سن کر میں ڈرا اور میں نے نہیں کا ارادہ کر کے اور ڈر کے تقیہ کہہ دیا کہ ہاں اس کا قائل ہوں :

امام صادق علیہ السلام کا پیغام ایک شیعہ کے نام!

حوالہ آٹھواں۔ الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۲۵

"قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔"

ترجمہ۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اے سلیمان تم اُس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا خدا نے اُسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اُسے ذلیل کیا۔"

غازی۔ روافض کو ائمہ اطہار کے فرمانِ عالیہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ آٹھ دن گھوڑا بازی، تعزیہ سازی، عشرہ و چہلم کی مجالس، سینہ کوبی، زنجیر زنی، ہائے وائے سب کچھ چھپانے کا حکم ہے۔ اور آج کل کے مومنین، محبانِ سیاہ پوشان انہیں ظاہر کر کے خواہ مخواہ ذلیل ہوتے اور آلِ رسول کی نافرمانی کرتے ہیں۔

قائم آلِ محمد کے ظہور کے بعد تقیہ جیسے محبوب عمل کو ترک کر دیا جائے گا

نواں حوالہ۔ الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۲۴

"قال ابو عبد اللہ سمعت ابی یقول لا واللہ ما علی وجہ الارض شیء احب الی من التقیۃ یا حبیب انہ من کانت لہ التقیۃ رفعہ اللہ یا حبیب من لم تکن لہ التقیۃ وضعہ اللہ یا حبیب ان الناس انما ھم فی ھدنۃ فلو قد کان ذلک کان ھذا۔"

ترجمہ۔ فرمایا حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ روئے زمین پر میرے نزدیک تقیہ سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں جو تقیہ ... کرے گا خدا اُس کو بلند مرتبہ دے گا اے حبیب جو تقیہ نہ کرے گا۔ اللہ اس کو پست کر دے گا۔ اے حبیب امن زمانہ میں مخالفین سکون و فراغت میں ہیں جب ظہور حضرت حجت (امام مہدیؑ) ہوگا تو اس وقت تقیہ ترک ہوگا۔"

غازی۔ العیاذ باللہ تقیہ روافض کو ائمہ معصومین کی طرف سے ایک ایسا نسخہ تریاق ملا ہے جو ہر مرض کے لئے ہر موسم میں اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے جس کے استعمال سے زکام و نسیان بلکہ بڑے سے بڑا مرض مرض و یرقان تک مرہم عیسٰی کا کام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جو مومن تقیہ کرے (جھوٹ بولے گا) اس کے درجات

بلند و بالا ہوتے چلے جائیں گے اور تقیہ ترک کرنے والا دن بدن خوردو پست ہوتا چلا جائے گا یہ جملہ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے اگر تو حقیقی دین میں تقیہ (یعنی جھوٹ) کا دخل ہے تو بارھویں امام مہدی کے ظہور کے وقت اسے ترک کر دیا جانے گا۔ اس کا مفہوم ہم جیسے گناہگاروں کی سمجھ سے بالاتر ہے جب قائم آلِ محمدؑ تشریف لائیں گے جو بقول صاحبِ اصول کافی یعقوب کلینی ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں اور تشریف آوری کے لئے حالات کے منتظر ہیں اور تبھی کما حقہ سمجھائیں گے۔

حضرات | تقیہ و متعہ جیسے افعال حرام رسوائے اسلام ساٸل یہودی سبائی پارٹی کی اختراع و ایجاد ہیں۔ جنہیں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے گھڑا گیا ہے معاف کرنا مومنین حضرات رنجیدہ نہ ہوں تو عبداللہ ابن سبا کا حسب و نسب پیش کروں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ روافض کی مستند نایاب کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۷۱ پر مرقوم ہے!

وان عبد اللہ بن سبا کان یہودیا . . قال لنا

خالف الشیعۃ اہل التشیع والرفض ماخوذ من الیہودیۃ

ترجمہ: بے شک عبداللہ بن سبا یہودی تھا فرمایا جو شخص بھی شیعہ کا مخالف ہے وہ یہی کہتا ہے کہ تشیع اور رفض کی بنیاد یہودیت ہے۔

حضرات اسلام تو ایسی خرافات و کراسات کو مٹانے کے لئے آیا ہے لہذا سبائی پارٹی نے شراب کی بوتل پر شربت روح افزا لیبل لگا کر جھوٹ کا

نام تقیہ اور زنا کا نام متعہ ایجاد کر کے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی جسارت کی ہے مخالفینِ اسلام کے پاس اسلام پر حملہ آور ہونے کے لئے تقیہ اور متعہ دو بہت بڑے محاذ ہیں۔ جنہوں نے اہلِ اسلام کے لئے بہت بڑی مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔

دنیائے روافض سے ایک سوال

روافض اگر برا محسوس نہ کریں تو ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر دین کے نو حصے تقیہ بلندی درجات کا آلہ عزت و ناموس کا رکھوالا میدان میں سپر راحتِ جان و جگر حکمرانِ محافظِ ایمان فیصلہ اٹل ہزاروں مشکلات کا حل اور شادِ مصطفٰے آنکھوں کی ضیا نورِ جبین ائمہ دینِ حق کو چھپا کر آرام پاؤ غرضیکہ تمام امور کا واحد حل ایک تقیہ تھا ہے تو پھر نواسۂ رسول شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ اس نعمتِ یزدان سے کیوں محروم رہے۔ بقولِ روافض تقیہ کے سہارے مولا علیؓ صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں بھی ادا کرتے رہے اور ان کے دستِ حق پر بیعت بھی فرمائی۔ انہیں خلیفہ اول بھی تسلیم کیا تو پھر ان کے فرزند ارجمند نواسۂ رسولؐ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اولادِ رسولؐ کو معاذ اللہ ہلاکت میں کیوں ڈالا اور تقیہ جیسے محبوب فریضہ پر عمل کیوں نہ کیا۔ اگر مولا علیؓ کی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ بھی یزید کو تقیۃً خلیفہ برحق سمجھ کر اس کے ہاتھ پر بیعت فرما لیتے تو مجبان سیاہ پوشان مومنین کو آئے دن ہائے وائے سینہ کوبی واویلا نہ کرنا پڑتا۔

بلند وبالا ہوتے چلے جائیں گے اور تقیہ ترک کرنے والا دن بدن خورد و پست ہوتا چلا جائے گا یہ جملہ خاص طور پر قابل توجہ ہے اگر نو حصے دین میں تقیہ (یعنی جھوٹ) کا دخل ہے تو پھر بارہویں امام صاحب کے ظہور کے وقت اسے ترک کر دیا جائے گا اس کا مفہوم ہم جیسے گنہگاروں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ جب قائم آل محمد تشریف لائیں گے جو بقول صاحب اصول کافی یعقوب کلینی ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں اور تشریف آوری کے لئے حالات کے منتظر ہیں وہی کما حقہ سمجھائیں گے۔

حضرات تقیہ و متعہ جیسے افعال حرام رسوائے اسلام سائل یہودی سبائی پارٹی کی اختراع و ایجاد ہیں۔ جنہیں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے گھڑا گیا ہے معاف کرنا مومنین حضرات رنجیدہ نہ ہوں تو عبداللہ ابن سبا کا حسب و نسب پیش کروں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ روافض کی مستند نایاب کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۷۱ پر مرقوم ہے۔

"ان عبد اللہ بن سبا کان یھودیا . . . قال من خالف الشیعۃ اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیھودیۃ۔"

ترجمہ: بے شک عبداللہ بن سبا یہودی تھا فرمایا جو شخص بھی شیعہ کا مخالف ہے وہ یہی کہتا ہے کہ تشیع اور رفض کی جڑ یہودیت ہے۔

حضرات اسلام تو ایسی خرافات و کثافات کو مٹانے کے لئے آیا ہے لہذا سبائی پارٹی نے شراب کی بوتل پر شربت روح افزا لیبل لگا کر جھوٹ کا نام تقیہ اور زنا کا نام متعہ ایجاد کر کے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنے کی [illegible] ہے مخالفین اسلام کے پاس اسلام پر حملہ آور ہونے کے لئے تقیہ اور متعہ دو بہت بڑے محاذ ہیں۔ جنہوں نے اہل اسلام کے لئے بہت بڑی مشکلات پیدا کر رکھی ہیں۔

دنیائے روافض سے ایک سوال

روافض اگر بُرا محسوس نہ کریں تو ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر دین کے نو حصے تقیہ بلندئی درجات کا آلہ عزت و ناموس کا رکھوالا میدان میں سپر راحت جان و جگر حکم رحمان محافظ ایمان فیصلہ اٹل ہزاروں مشکلات کا حل ارشاد مصطفےٰ آنکھوں کی ضیا نور جبین ائمہ دین حق کو چھپاؤ آرام پاؤ غرضیکہ تمام امراض کا واحد حل ایک تقیہ ہی ہے تو پھر نواسہ رسول شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ اس نعمت یزدان سے کیوں محروم رہے۔ بقول روافض تقیہ کے سہارے مولا علیؓ صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں بھی ادا کرتے رہے اور ان کے دست حق پر بیعت بھی فرمائی۔ انہیں خلیفہ اول بھی تسلیم کیا تو پھر ان کے فرزند ارجمند نواسہ رسولؐ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اولاد رسولؐ کو معاذ اللہ ہلاکت میں کیوں ڈالا اور تقیہ جیسے محبوب فریضہ پر عمل کیوں نہ کیا۔ اگر مولا علیؓ کی طرح امام حسینؓ بھی یزید کو تقیۃً خلیفہ برحق سمجھ کر اس کے ہاتھ پر بیعت فرما لیتے تو محبان سیاہ پوشان مومنین کو آئے دن ہائے وائے سینہ کوبی واویلا نہ کرنا پڑتا۔

حضرات امام عالی مقام نے ذوالفقارِ حیدری سے تقیہ کی بنیادوں کو اکھاڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے فی نارِ جہنم پھینک دیا اور ادھر کربلا میں یزید کی بیعت کو ٹھکرا کر نواسۂ رسول نے ثابت کر دیا کہ حق والے تقیہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوتے آپ نے یزیدیوں کے مطالبات کو ٹھکراتے ہوئے میدانِ کربلا میں ببانگِ دُہل فرمایا لعنتیو! جو سر قادرِ مطلق کے آگے جھک چکا ہے وہ یزید جیسے فاسق و فاجر کے آگے جھک نہیں سکتا اور جن ہاتھوں نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے وہ یزید جیسے دشمنِ اسلام کی بیعت نہیں کر سکتا تو نواسۂ رسول نے ہمراہ رفقاء میدانِ کربلا میں سر کٹوا کر نیزے پر قرآن سُنا کر حق کا بول بالا کر دیا اُدھر مولا علیؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو امامِ برحق سمجھتے ہوئے اُن کے ہاتھوں پر بیعت بھی فرمائی۔ عمر بھر اُن کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے یہ تقیہ نہیں بلکہ عین منشاءِ خداوندِ قدوس ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اصحابِ ثلاثہ حضرت صدیق اکبرؓ، فاروقِ اعظمؓ، جناب عثمان غنیؓ کے مشیرِ اوّل ہوتے کا اعزاز مولا علیؓ شیرِ خدا کو حاصل ہے۔

روافض کا عقیدہ کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام معصوم نہیں ہیں

پیشتر ازیں کہ میں اصولِ کافی مصدقہ امام غائب کے حوالہ جات پیش کروں۔ اوّل بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی و سرپرست ماہنامہ نور ستید ظفر حسین کے قلم سے کتاب الشافی ترجمہ اصول کافی کی اہمیت جلد اوّل ص ۲ سے پیش کرتا ہوں۔ یہ کتاب حضرت صاحب الامر العصر والزمان عجل اللہ کی نیابتِ صغریٰ اور نوابِ ا . .

موجودگی میں لکھی گئی ہے۔

"انہی خصوصیات کی بنا پر بلا خوف و تردید کہا جا سکتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک فنِ حدیث میں اصولِ کافی کے پایہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔"

کفر کے اصول اور ارکان

الشافی ترجمہ اصولِ کافی جلد دوم ص ۳۰۸

"قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلثۃ الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فان آدم حین نھی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منھا والاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لآدم فابی واما الحسد فابنا آدم حیث قتل احدھما صاحبہ"

ترجمہ۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اصولِ کفر تین ہیں۔ حرص، تکبر کرنا، اور حسد کرنا۔ حرص ہی تو تھی جس نے شجرِ ممنوعہ سے آدم کو کھانے پر آمادہ کیا حالانکہ خدا نے اُس سے روکا تھا اور تکبر ہی تھا جس نے ابلیس کو سجدۂ آدم سے روکا اور حسد ہی تو تھا جس نے قابیل فرزندِ آدم کو اپنے بھائی ہابیل کے قتل پر آمادہ کیا۔

غازی ۔ شاباش لاکھ مرتبہ شاباش خلف الرشید ہوں تو روافض جیسے جن کے سینوں میں امہات المومنین یارانِ مصطفےٰ بالخصوص اصحابِ ثلاثہ کے متعلق تو آتشِ انتقام بھڑک ہی رہی تھی لیکن اُنہوں نے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو بھی

ابلیس وقابیل کا رفیق بنا دیا جس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا حشر بھی ابلیس وقابیل کے ساتھ ہو گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اگر آدم علیہ السلام گناہ نہ کرتے تو کوئی مومن گناہ نہ کرتا

حیات القلوب جلد اول ص ۵۰ مصنفہ ملاں باقر مجلسی:

"بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر منقول است کہ اگر آدم گناہ نمی کرد ہیچ مومنے ہرگز گناہ نمی کرد و اگر اللہ تعالیٰ توبہ آدم قبول نمی کرد توبہ ہیچ گناہ گارے را ہرگز قبول نمی کرد۔"

ترجمہ۔ معتبر سند سے حضرت امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اگر آدم علیہ السلام گناہ نہ کرتے تو کوئی مومن گناہ نہ کرتا اور اگر اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول نہ کرتا تو کسی گناہگار کی بھی توبہ قبول نہ فرماتا۔

نمازی۔ جیتے رہو تبرائیو سیاہ پوشو۔۔۔ آدم کے بیٹو تم نے ایصال ثواب کے بجائے تمام کائنات کے مومنین کے گناہوں کا موجب آدم علیہ السلام کو ٹھہرایا ہے۔ ادھر تقیہ اور متعہ کرتے ہوئے تم مزے اڑا رہے ہو ادھر انسانوں کے جدِ امجد بابا آدم علیہ السلام کی روحِ مقدس کو تڑپا رہے ہو۔ کچھ تو شرم کرو۔

آدم علیہ السلام کا گناہ اعلانِ نبوت سے پیشتر تھا

حیات القلوب جلد اول ص ۱۴۱:

"و ایں از آدم پیش از پیغمبری بود و ایں نیز گناہ بزرگی نبود کہ باآں مستحق دخولِ آتش شود بلکہ از گناہ ہائے کوچک بخشندہ شدہ بود کہ بر پیغمبراں جائز است پیش از آں کہ وحی بر ایشاں نازل شود۔"

ترجمہ۔ یہ گناہ آدم علیہ السلام سے قبل از نبوت سرزد ہوا تھا اور یہ گناہ کبیرہ نہ تھا جس کی وجہ سے مستحق نار ہو جاتے بلکہ صغیرہ گناہوں سے تھا (اور بخشا گیا) اور صغیرہ گناہ پیغمبروں سے وحی نازل ہونے سے پہلے سرزد ہو سکتا ہے۔

نمازی۔ اصولِ کافی کی مذکورہ عبارت میں آدم علیہ السلام کے گناہ کو اصولِ کفر اور ارکان کفر سے شمار کیا گیا ہے۔ اور ملاں باقر مجلسی نے حیات القلوب میں اسی گناہ کو صغیرہ بنایا ہے۔ ان دونوں عبارتوں میں کھلی تفریق ہے۔ اس قسم کی صورت شیعہ کتب میں اکثر جگہ پائی جاتی ہے۔

عقیدۂ روافض کے مطابق ائمہ اثنا عشر معصوم عن الخطا ہیں

الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۲۱۹:

"عن امیر المومنین علیہ السلام ان اللہ تبارک وتعالیٰ طہرنا وعصمنا وجعلنا شہداء علی خلقہ وحجتہ فی ارضہ وجعلنا مع القرآن وجعل القرآن معنا لا نفارقہ ولا یفارقنا۔"

ترجمہ۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے ہم کو پاک کیا ہے اور معصوم بنایا ہے اور اپنی مخلوق پر گواہ بنایا ہے اور زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے اور قرآن کو ہمارے ساتھ کیا ہے اور ہم کو قرآن کے ساتھ نہ ہم اُس سے جُدا ہوں گے نہ وہ ہم سے۔

روافض بوجہ عصمت آئمہ اثنا عشر کی اطاعت فرض سمجھتے ہیں

اصول الشرعیہ فی عقائد الشیعہ ص ۱۹۱ مرتبہ شیخ محمد حسین مجتہد العصر سرگودھا۔

(۱) مؤلف مذکور رقم طراز ہے کہ:

"یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پیغمبر اسلام کے بعد ان کی مسند کا صحیح وارث خلیفہ جانشین اور اپنا ہادی دینا و دین حضرت امیر المومنین (مولا علی) اور اُن کی اولاد امجاد میں سے گیارہ ائمہ طاہرین کو جانتے ہیں اور بوجہ عصمت اُن کی اطاعت مطلقہ کو واجب اور باعث نجات اور مخالفت کو موجب ہلاکت کو یقین جانتے ہیں اور اُن کے مخالفین کو اس منصب جلیل کا نااہل اور مقام اہل کا غاصب سمجھتے ہیں۔"

عقیدۂ روافض کے مطابق ائمہ اثنا عشر کا مقام انبیاء سے بلند و بالا ہے

۱۔ کتاب اصول الشرعیہ فی عقائد الشیعہ مرتبہ شیخ محمد حسین آف سرگودھا ص ۱۹۹ پر مرقوم ہے:

"ہم (شیعہ) اگر صرف یہ کہ ائمہ اہل بیت کو تمام اُمت محمدیہ سے اشرف و افضل سمجھتے ہیں بلکہ سرکار دو عالم کے سوا باقی تمام مخلوق خود رکنار دوسرے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین سے بھی ان ذوات مقدسہ کو افضل و اعلیٰ سمجھتے ہیں۔"

۲۔ توضیح المسائل مرتبہ سید زوار حسین ہمدانی ص ۱۳:

"مخفی نہ رہے کہ جو دلیل نبوت کے لئے تحریر ہوئی کہ خلق انبیاء کی محتاج ہے وہی امامت میں بھی جاری و ساری ہے کیونکہ ولایت مطلقہ اور نصب امام اللہ کی جانب سے دین خاتم النبیین کے باقی رہنے کے لئے اور اللہ کی حجت بندوں پر تمام ہونے کے لئے اور احکام الٰہی کے لئے ضروری ہے اور چونکہ امامت بھی نبوت کی طرح منصب الٰہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بندوں میں سے چاہے نبوت اور رسالت کے لئے جلیل القدر عہدہ کے لئے منتخب کرے۔ اسی طرح امامت کے معاملہ میں کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں بلکہ پروردگار عالم جسے

چاہتا ہے اپنے نبیؐ کے ذریعہ محافظِ دین تعین کر لیتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مولا علیؓ ہم مرتبہ ہیں

الشافی ترجمہ اصولِ کافی جلد اول ص ۲۲۶

"حدثنا سعید الاعرج وسلیمان بن خالد علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فابتدأنا فقال یا سلیمان ما جاء عن امیر المومنین علیہ السلام یوخذ بہ وما نھی عنہ ینتھی عنہ جری لہ من الفضل ما جری لرسول اللہ

ترجمہ۔ سعید اعرج سے مروی ہے کہ میں اور سلیمان آئے خدمت میں ابو عبداللہ علیہ السلام کے ہم نے کلام شروع کیا فرمایا اے سلیمان جو امیرالمومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے وہ لینا چاہیئے اور جس سے منع کیا گیا ہے اُس کو ترک کرنا چاہیئے۔ علیؓ کی فضیلت وہی ہے جیسے رسولؐ کی۔

ناظرین! یہ حضرات عقیدۂ روافض کے مطابق ائمہ اثنا عشر منصوص من اللہ اور معصوم عن الخطا بھی ہیں۔ پیشِ شجرۂ اولادِ ائمہ اثنا عشر پیش کیا جاتا ہے جس کے مطالعہ سے یہ مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا

(شجرہ ص ۳۹ پر ملاحظہ فرمایئے)

شجرہ اولادِ ائمہ اثنا عشر بحوالہ ارشاد شیخ مفید مطبوعہ تہران

نمبر شمار	اسماءِ پاک	تعداد فرزندان	تعداد امام
۱	حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریف	۱۷ بیٹے	صرف ۲ امام
۲	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۸ بیٹے	کوئی امام نہیں
۳	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۴ "	صرف ایک امام
۴	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۱۱ "	صرف ایک امام
۵	حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۵ "	" "
۶	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۷ "	" "
۷	حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	۱۹ "	" "
۸	حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	ایک بیٹا	وہی امام
۹	حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۲ بیٹے	صرف ایک امام
۱۰	حضرت امام محمد نقی رضی اللہ عنہ	۴ "	" "
۱۱	حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	ایک بیٹا	وہی امام
۱۲	حضرت امام محمد مہدی صاحب	العصر والزمان ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔	

اور مولا علیؓ کا جمع کیا ہوا قرآن بغل میں دبائے ہوئے غائب ہو گئے اور تشریف آوری کے لئے حالات کے منتظر ہیں۔ بحوالہ یعقوب کلینی و دیگر شیعہ کتب۔

شجرہ مذکورہ بنظرِ غور مطالعہ کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ اثنا عشر

کے صاحبزادگان کی تعداد مجموعی طور پر بحوالہ شیعہ کتب ارشاد و مفید چوہتر ہے دیگر امامت کے قابل کیوں نہیں۔ تقیہ ان باسٹھ فرزندان ائمہ کو معصومیت و امامت سے کس اصول کے مطابق محروم رکھا گیا۔ ان میں سے بارہ ہستیوں کا انتخاب کس نے کیا کہاں مرقوم ہے۔ ہمارے اہل سنت و جماعت کے قرآن میں تو ان کے اسمائے گرامی موجود نہیں ممکن ہے مولا علی رض کے جمع کردہ قرآن میں نص قطعی درج ہوں جو حیدر کرار کے حکم سے ائمہ اطہار کی وساطت سے بارہویں امام تک پہنچا صاحب العصر حالات کے منتظر ہیں جب حضور تشریف لائیں گے تو اصلی قرآن کی زیارت ہوگی خدا کرے ہمارے جیتے جی یہ ڈوبا ہوا سورج طلوع ہو جائے۔

معصوم کا انتخاب خالق کائنات کی طرف سے ہوتا ہے

پارہ ۸ رکوع اول سورۃ انعام؛

"اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ"

ترجمہ۔ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

روافض کے پاس میرے ان سوالات کے کیا جوابات ہیں۔ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں۔ ان کا انتخاب تو مولا کریم کرے۔ جن پر قرآن شاہد ہے۔ وہ مخلوق یعنی ائمہ اثنا عشر جن کا مقام انبیاء سے بلند و بالا ہو ان کا ذکر بائے بسم اللہ سے لے کر والناس کی سین تک نص قطعی قرآن میں نہ ہو اور پھر ان ہستیوں کا معصوم ہونا عقلاً نقلاً اصول کے خلاف ہے۔ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ائمہ اثنا عشر کو پاکیزگی و طہارت کے درجات اور شہادت کے

انعامات تو عطا ہوئے لیکن معصوم کی سند عطا فرمانا رب کریم کا کام ہے جو صرف انبیاء کرام کا خاصہ ہے۔ ﴿ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

انبیاء کرام کی طرح ائمہ اثنا عشر کو معصوم عن الخطا سمجھنا شرک فی النبوت ہے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ائمہ اطہار کو مولا علی رض شیر خدا سے لے کر بارہویں امام تک صرف پاکیزگی و طہارت کی وجہ سے انبیاء کرام سے بڑھ کر ارفع و اعلیٰ درجات و مقامات حاصل ہوئے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ دیگر انبیاء کے علاوہ جناب ابراہیم علیہ السلام جدِ انبیاء جنہوں نے نمرود کی خدائی کے پرخچے اڑا دیئے جناب موسیٰ علیہ السلام نے باذن اللہ فرعونوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غرق کر دیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے مخالفین کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا پھر کیا وجہ ہے کہ رب کریم نے انبیاء کے درجات کو ائمہ اطہار کے قدموں کے نیچے رکھا و نقل اللہ (نعوذ باللہ) کے ماتحت اصحابِ ثلاثہ جناب سیدنا صدیق اکبر رض، فاروق اعظم رض، عثمان غنی رض جنہوں نے اسلام کے نام پر تن من دھن سب کچھ نثار کر دیا۔ جن کے دورِ خلافت میں فتوحاتِ اسلامیہ کا دائرہ مدینہ منورہ سے بڑھ کر شام، مصر، عراق، جزیرہ، خوزستان، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران، روم، بیت المقدس وغیرہ تک وسیع ہو جائے۔ ان مقدس ہستیوں کو تو روافض دائرہ اسلام سے خارج بلکہ ان پر تبرہ بازی عین ایمان سمجھیں لیکن مولا علی رض شیر خدا جن کے پوتے پاپ ساکو

دورِ خلافت میں ایک انچ زمین بھی فتح نہ ہوئی بقول صاحب ترجمہ مقبول:

"حضرت علی رض کے دورِ خلافت میں بہت سے لوگ مرتد ہو گئے دیگر ائمہ اطہار بھی شریعت و طریقت کا درس دیتے ہوئے شہید ہو گئے بالخصوص امام منتظر تو اصلی قرآن لے کر کچھ اس طرح غائب ہوئے ہیں آج تک اُن کی طرف سے کوئی خیریت کا پیغام بھی نہیں آیا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ انبیاء کرام کی طرح ائمہ اثنا عشر کو معصوم عن الخطاء سمجھنا شرک فی النبوت ہے"۔

حیدری۔ مولانا آپ ہمیشہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ مولا علی رض کو خلیفہ بلا فصل قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت کرو بلکہ آپ اصحاب ثلاثہ کی خلافت بالخصوص صدیق اکبر رض کو خلیفہ اول نص سے ثابت کر دو تو پھر ہم امیر المومنین (علی رض) کا نام قرآن سے دکھا دیں گے۔

غازی۔ حیدری صاحب اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق خلافت منصوص بالعلم نہیں بلکہ منصوص بالصفات اور موعود بالایمان ہے جس کا ظاہری سبب اجماع ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین میں کسی کا نام لے کر مخصوص طور پر اُس کی خلافت کا اعلان نہیں کیا گیا نہ جناب سیدنا صدیق اکبر رض عمر فاروق رض اور نہ ہی عثمان غنی رض و حیدر کرار رضی اللہ عنہم کا بلکہ صرف منصب ایمان اور اعمال صالحہ پر خلافت کو صالحین پر منصوص اور موعود کیا گیا ہے جس کو شوریٰ اور اجماع نے ظاہر کر دیا ہے لہٰذا خلافت منصوص و موعود بالصفات ہے۔

عقیدہ روافض کے مطابق ائمہ اثنا عشر منصوص من اللہ ہیں

الشافی ترجمہ اصول کافی جلد اول ص ۲۹۰:

"عن أبي الحسن عليه السلام في قول الله عز وجل ومن أضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله قال يعني من اتخذ دينه رأيه بغير إمام من أئمة الهدى۔"

ترجمہ۔ راوی کہتا ہے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اُس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنا دین اپنی رائے سے بنا لے بغیر منصوص من اللہ ائمہ کی ہدایت کے۔

غازی۔ حیدری صاحب اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ گزشتہ اوراق میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اُن کی خلافت کا معیار منصوص بالصفات اور موعود بالایمان ہے ساتھ ہی تبرائیوں حیدری سشرائیوں محبان سیاہ پوشان کا عقیدہ بھی واضح ہو چکا ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ فریقین کے عقائد و اصول کو قرآن کی نص قطعی سے ثابت کیا جائے تاکہ قارئین اور سامعین حضرات کو حق و باطل کا کما حقہ پتہ چل جائے۔

اہلِ سنّت کے اصولِ دین ارشادِ رحمۃ اللعالمین

مشکوٰۃ شریف ص ۱۲:

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔"

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد پانچ اصولوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج اور رمضان کے روزے۔

اہلِ سنّت کے اصول وایمان ثبوت از نصِ قرآن

۱۔ توحید ورسالت:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پارہ ۲۶ سورۃ محمد

ترجمہ۔ تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد اللہ کا رسول ہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ محمد

۲-۳۔ نماز وزکوٰۃ: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

۴۔ حج:

"وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔" (پارہ ۴ سورۃ آلِ عمران)

ترجمہ۔ اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

۵۔ رمضان کے روزے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔" پارہ ۲ سورۃ البقرۃ

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ اگلوں پر فرض ہوئے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

حیدری رمولانا ہمارے اصولِ دین بھی قرآن سے ثابت ہیں۔

روافض کے اصولِ دین

توضیح المسائل ص ۷ سید زوار حسین فاضل عراق مطبوعہ کتب خانہ شاہ نجف صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"جاننا چاہیئے کہ اصولِ دین پانچ ہیں (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) قیامت

۱۔ توحید:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء رکوع ۶)

ترجمہ مقبول۔ کہ سوائے تیرے کوئی معبود نہیں میں تو اندھیرے میں آپھنسا۔

۲۔ عدل:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (پارہ ۸ سورہ الانعام رکوع ۱۹)

ترجمہ مقبول۔ اور تمہارے رب کا کلمہ از روئے صدق و عدل کے پورا ہوا۔

۳۔ نبوت:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (پارہ ۲۲ رکوع ۳)

ترجمہ مقبول۔ اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشنی پہنچانے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

۴۔ امامت:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (پارہ ۶ سورۃ المائدہ)

ترجمہ مقبول۔ سوائے اس کے نہیں ہے کہ حاکم تمہارا اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں نماز پڑھتے ہیں حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

۵۔ قیامت:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (پارہ ۱۷ سورہ الحج)

ترجمہ مقبول۔ اے آدمیو تم اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔

فاروقی۔ حیدری صاحب آپ نے اصولِ دین بیان کرتے ہوئے حضرت علی رض کی امامت و خلافت کے بارے میں جو قرآن کریم کی آیت کریمہ دلیل کے طور پر اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پیش کی ہے اسے مولا علی رض کی خلافت سے کوئی تعلق نہیں نیز ہمارا اور آپ کا اختلاف مطلق خلافت کے بارے میں نہیں خلیفہ تو ہم بھی شیرِ خدا کو تسلیم کرتے ہیں۔ سنی شیعہ اختلاف مولا علی رض کی خلافت بلافصل کے بارے میں ہے۔ آپ کے خیال میں ولی کے معنی خلیفہ بلافصل کے ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول کا ولی ہونا بھی خلیفہ بلافصل کے معنی میں ہوگا آیت مذکور میں الَّذِیْنَ اٰمَنُوا یُقِیْمُوْنَ یُؤْتُوْنَ رٰكِعُوْنَ۔ تمام جمع کے صیغے ہیں اس کے مصداق واحد حضرت علی رض کیسے ہو سکتے ہیں۔ اس نصِ قرآن سے قطعاً حضرت علی رض خلیفہ بلافصل ثابت نہیں ہوتے۔

حیدری۔ مولانا خلیفہ بلافصل وہ ہوگا جس نے حالتِ رکوع میں سائل کو انگوٹھی عطا کی تھی وہ حضرت علی رض کی ذات و برکات ہے۔ چنانچہ انما ولیکم اللہ و رسولہ کے ماتحت آپ کے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے حاشیہ پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے واضح طور پر تشریح کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی اللہ تعالیٰ رض کی

شان میں نازل ہوئی ہے آپ نے نماز کی حالت میں سائل کو انگشتری صدقہ دی تھی۔

نمازی۔ حیدری صاحب آپ نے عسب عادت مکمل عبارت نہیں پڑھی آگے تحریر ہے وہ انگشتری انگشتِ مبارک میں ڈھیلی تھی عمل قلیل سے نکل گئی لیکن امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس کا شدومد سے رد کیا ہے اور اس کے بطلان پر بہت وجوہ قائم کئے ہیں۔ نیز اگر حالتِ رکوع میں ایک انگوٹھی عطا کرنے کو معیارِ خلافت بلافصل بنا لیا جائے تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حق مقدم ہے جنہوں نے ایک نہیں چالیس انگشتریاں سائل کو حالتِ رکوع میں تقسیم فرمائیں چنانچہ روافض کی معتبر تفسیر صافی مؤلفہ فتح اللہ کاشانی مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ آیت مذکورہ کے ماتحت جلد اول ص ۴۵۰ نیز مناقب آلِ ابی طالب جلد ثانی مطبوعہ نجف ص ۲۰۹ پر مرقوم ہے:

"رُوِیَ عن عمر بن الخطاب انہ قال واللہ لقد تصدقت باربعین خاتما"۔ تفسیر صافی کے حوالہ سے صاحب ترجمہ مقبول نے اپنے ضمیمہ کے ص ۱۰۰ پر نقل کیا ہے روایت ہیں عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ واللہ میں نے چالیس انگوٹھیاں حالتِ رکوع میں تصدق کیں۔

حیدری۔ مولانا عقیدۂ اہلِ سنت کے مطابق اصحابِ ثلاثہ رض کی خلافت اصولِ دینا میں سے نہیں اُسے کوئی مانے یا نہ مانے کوئی فرق نہیں۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ اصحابِ ثلاثہ رض کی خلافت کا منکر کیسا ہے۔

نمازی۔ حیدری صاحب مولا علی رض کی خلافتِ بلافصل پر بحث چل رہی تھی، آپ مجھے اُلجھانے کی کوشش کر رہے ہیں انشاءاللہ العزیز آپ کے تمام سوالوں کے جوابات محققانہ انداز اور ٹھنڈے پیشانی سے دیتے ہوئے حضرت علی رض کو کتبِ روافض سے چوتھا خلیفہ ثابت کروں گا ذرا انتظار فرمائیں۔ باقی اصحابِ ثلاثہ رض کی خلافت کے بارے میں اگر سے کوئی مانے یا نہ مانے اس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ روافض کے اصولِ دین میں سے نہیں انہیں کوئی مانے یا نہ مانے پھر بھی مومن ہی کہلائے گا؟ یا نہیں۔

ثانیاً اصحابِ ثلاثہ رض کی خلافت کا منکر از روئے قرآن فاسق کہلائے گا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ"۔

حیدری۔ مولانا "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"

اس آیتِ کریمہ کے مصداق حضرت علی رض ہمارے بارہ خلفاء ہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ میں تم سے ویسے خلفاء بناؤں گا جیسے تم میں سے پہلے لوگوں میں بنائے تھے۔ ربِ کریم نے آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"۔

بے شک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اسی طرح جناب داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ"۔

اے داؤد علیہ السلام تحقیق ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا ارشادِ باری تعالیٰ

ہے۔

"یٰهَارُوْنُ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ"

اے ہارون میری قوم میں میرے خلیفہ ہو۔

یہ آیات صراحتاً بتلا رہی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ائمہ اثنا عشر ہی خلافت کے مستحق ہیں۔

غازی۔ حیدری صاحب میں شروع میں ترجمہ مقبول کے حوالہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی رضہ کے بارے میں نہیں امام مہدی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ شاید آپ کا حافظہ کمزور ہے یا دانستہ چشم پوشی سے کام لے رہے ہو آپ کی اور ہماری بحث خلیفۃ الرسول کے بارے میں ہے جناب آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، موسیٰ و ہارون علیہما السلام خلیفۃ اللہ ہیں جناب علی المرتضیٰ رضہ خلیفۃ الرسول ہیں۔ انبیاء کی خلافت کے ساتھ غیر نبی کی خلافت کا مقابلہ کرنا لاعلمی اور جہالت ہے۔ آپ قیامت تک حضرت علی رضہ کو خلیفہ بلا فصل نص قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ حیدری صاحب ابھی تو میں حیدر کرار کی خلافت کا نص قرآن سے مطالبہ کر رہا ہوں تو آپ عاجز آ چکے ہیں اور غیر متعلقہ آیات کا سہارا لے کر فیس حلال کر رہے ہیں نہ معلوم جناب کا اس وقت کیا حشر ہوگا جب کہ میں ائمہ اثنا عشر کی امامت و خلافت نص قرآن سے ثابت کرنے کا مطالبہ کروں گا۔

شیر خدا کا فرمان واجب الاعلان کہ ائمہ نبی نہیں ہیں

اب ملاحظہ فرمائیے ترجمہ اصولِ کافی جلد اول ص ۳۰۸:

۱. قال ابو جعفر علیہ السلام ابما الوقوف علینا فی الحلال والحرام فاما النبوۃ فلا

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے واجب ہے مخلوق پر کہ امر حلال و حرام کو ہم سے معلوم کریں ائمہ ثلاثہ کی طرف رجوع کریں لیکن نبوت ہم میں نہیں ہے۔

۲. رجال کشی مطبع المصطفویہ بمبئی ص ۱۹۴

قال من قال انا انبیاء فعلیہ لعنۃ اللہ ومن شک فی ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام جو ہمیں انبیاء کی صف میں شمار کرے اس پر اللہ کی لعنت اور جو اس میں شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔

غازی۔ اب امام جعفر صادق بالخصوص حضرت علی رضہ کے فرمان کے مطابق امام ائمہ نبی نہیں ہیں۔ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ہمیں مقام نبوت تک نہ پہنچاؤ ہم اولیاء اللہ ہیں نہ کہ نبی اللہ جیسا کہ کوئی شخص کسی دوسرے بزرگ کو دیکھ کر کہہ دے سنائیے شاہ صاحب کیا حال ہے تو وہ فوراً جواب دے جناب میں سید نہیں ہوں میں تو سیدوں کا غلام ہوں۔ مجھے سید کے مرتبہ

تک نہ پہنچا۔ خادموں کی صف میں جگہ مل جائے۔ جب بھی بڑی بات ہے۔ اب شبیر خدا کے واضح اعلان کے بعد کہ ہم نبی نہیں ہیں۔ آپ کی خلافت کو انبیائے الٰہی کی خلافتوں کے میزان پر رکھ کر وزن کرنا ہدایت نہیں گمراہی ہے۔

حیدری: مولانا آپ نے متعدد بار مطالبہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام قرآن سے ثابت کرو۔ لیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے پارہ ۱۶ سورہ مریم:

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

ہم نے انبیاء علیہم السلام کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زبان صدق بنا دیا۔ ہمارے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ انبیاء کی لسان صدق ہیں۔ اب جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام قرآن سے ثابت ہو چکا ہے تو خلیفہ بلا فصل بھی وہی ہوئے۔

غازی: حیدری صاحب آپ نے اپنے ترجمہ مقبول ص ۴۹۱ کا بھی مطالعہ کر لیا ہوتا جب کہ سید مقبول احمد صاحب نے ترجمہ کرتے ہوئے یوں گوہر افشانی کی ہے اور ہم نے اُن سب کے لیے ذکر خیر بلند مرتبہ کا مقرر کیا۔ بفرض محال اگر علیاً سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہوں تو اس آیت کا خلافت بلا فصل سے کیا تعلق ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ علی رضی اللہ عنہ لسان صدق ہیں جس سے آپ کی فضیلت ثابت ہوگی۔ جس کے ہم منکر نہیں۔ خلافت بلا فصل تو درکنار مطلق خلافت سے بھی اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔

حیدری: مولانا اگر لفظ علیاً سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی ذات کریم

ہو تو اس میں کونسی نحوی غلطی ہوگی۔

غازی: حیدری صاحب اگر لفظ علیاً سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ اس میں کوئی نحوی غلطی نہیں تو پھر مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی پر لعنت و ملامت کیوں۔ وہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں آیات قرآنی اپنے لیے مخصوص سمجھتا ہے۔ صرف اختصار کے طور پر ایک دو حوالے پیش کرتا ہوں جیسا کہ دجال قادیان نے اپنی مشہور کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ پر واضح طور پر دعویٰ کیا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ۔

خدا نے بدر میں یعنی چودھویں صدی میں تمہیں ذلت میں پاکر تمہاری مدد کی۔

حالانکہ اس آیت کریمہ کا صحیح ترجمہ یوں ہے:

"بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔"

اس میں چودھویں صدی کے لفظوں کا اضافہ مسیلمہ کذاب کے برادر خورد مسیلمہ پنجاب نے عالم اسلام کو دھوکا دینے کے لیے کیا ہے۔ آگے ملاحظہ فرمایئے۔ یہی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۷۰ پر مرقوم ہے:

الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ

خدا نے تجھے قرآن سکھایا یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کیے۔

حالانکہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے:

"رحمان نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔"

آگے چلیئے حیدری صاحب آج اگر کوئی کذاب مرزا کے قادیانی کی طرح دعویٰ نبوت کرے اور اس کا نام نصر اللہ ہو تو وہ قرآن کریم کی ایک آیت نہیں بلکہ پوری سورت اپنی نبوت کے جواز میں پیش کرے تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔

مثلاً : إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا

ترجمہ : جب آیا نصر اللہ ہو گئی اس کی فتح اور تم دیکھو لوگوں کو داخل ہوتے جاتے ہیں اس کے دین میں فوجوں کی فوجیں۔

حالانکہ صحیح ترجمہ یوں ہے :

"جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے ہیں"

حیدری صاحب مدعی نبوت کے ترجمہ میں کونسی نحوی غلطی ہے تو پھر آپ نصر اللہ نامی شیطان کو نبی مان لیں گے ؟ فتراتی صاحب آپ کے پاس اگر کوئی حضرت علی رضہ کی خلافت بلافصل کے بارے میں نص قطعی ہے تو پیش کیجئے ورنہ آگے چلیئے کیونکہ ما تم قلیل ہے اور سفر طویل ہے۔

حیدری : مولانا مسلمانانِ عالم اپنی نمازوں میں آلِ محمدؐ اور آلِ ابراہیمؑ پر درود پاک پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

الہٰی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر

صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔" جس طرح ابراہیم علیہ السلام کی آل میں خلافت رکھی گئی ہے۔ اسی طرح خلافت " آلِ محمدؐ کو ہے نہ کہ اصحاب ثلاثہ کو جو عمر کا اکثر حصہ اسلام سے باہر رہے۔

فاروقی : حیدری صاحب حضرت علی رضہ کی خلافت کے بارے میں کوئی آیت پیش کرو یہ مسئلہ آپ کے ہاں اصول دین میں سے ہے آپ نے عاجز آ کر درود پاک پڑھنا شروع کر دیا ہے یہ مجلس نعت خوانی ہے ! درود پاک میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت علی رضہ خلیفہ بلافصل تھے اور یہ کہاں مرقوم ہے کہ جس پر درود پاک پڑھا جائے وہی خلیفہ ہوگا۔ آپ نے جو آل ابراہیمؑ نبی تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں نبوت نہیں۔ درود پاک کوئی حضرت علی رضہ کی خلافت کے لیے آیت قرآنی ہے یا حدیث متواتر اہلسنت ہے ؟

حیدری : مولانا اہل سنت کی معتبر کتابوں بالخصوص مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴ پر مرقوم ہے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے :

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ ۔

جس کا میں مولا اس کا علی ہو مولا۔

دیکھیے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب کا مولا فرمائیں اس کی خلافت بلافصل میں کون شک کر سکتا ہے۔

فاروقی : حیدری صاحب مولا علی رضہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کے آپ کو بہت دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔ لہٰذا مولیٰ کا معنی خلیفہ بلافصل

کسی لغت کی کتاب سے ثابت نہیں۔ دیکھیے مولا بمعنی آقا کتاب ہدایت ص ۱۳۰ قاموس جو لغت عربی کی مستند کتاب ہے جلد ۴ ص ۳۰۲ پر مرقوم ہے:

اَلْمَوْلٰی۔ اَلْمَالِکُ وَالْعَبْدُ وَالصَّاحِبُ وَالْقَرِیْبُ۔ کَابْنِ الْعَمِّ وَنَحْوِہٖ وَالْجَارُ وَالْحَلِیْفُ وَالْاِبْنُ وَالْعَمُّ وَالشَّرِیْکُ وَالرَّبُّ وَالنَّاصِرُ وَالْمُنْعِمُ وَالْمُنْعَمُ عَلَیْہِ وَالصِّھْرُ۔

ترجمہ: مولا کا معنی مالک اور غلام اور صاحب اور قریبی رشتہ دار جیسا چچازاد بھائی وغیرہ اور پڑوسی اور حلیف اور بیٹا اور چچا اور ساتھی اور آقا اور مددگار اور داماد ہے۔

ایسا مشترک لفظ جس کے مختلف معانی ہوں استدلال کس طرح ہو سکتا ہے اس مقام پر مولیٰ کا معنی محب اور دوست ہی درست ہوگا۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۲ پر مرقوم ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو فرمایا:

اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔

تو کیا زید بن حارثہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

یعنی اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ ہے اور جبریل اور صالح مومن مولیٰ ہیں۔

تو کیا اس کا یہی مطلب کرو گے کہ اللہ اور جبریل اور صالح مومن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ بلافصل ہیں۔ علاوہ ازیں شیعہ حضرات ہمیشہ کہا کرتے ہیں ہمارے مولانا ذاکر حسین صاحب مولانا کفایت حسین صاحب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولانا ذوالفقار علی صاحب تو کیا سب مولانا صاحبان خلیفہ بلافصل ہی ہیں۔ یہی لفظ مولا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کے متعلق فرمایا۔ حیدری صاحب لفظ مولیٰ کے معنی تو مطلق خلافت ہی نہیں۔ آپ اسے خلافت بلافصل کے طور پر استعمال فرما رہے ہیں۔ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

حیدری: مولانا اہل سنت کی معتبر کتاب جامع ترمذی جلد دوم ص ۲۳۵ اور مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴ پر مرقوم ہے۔ فرمایا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے:

اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ۔

تحقیق علی رض مجھ سے ہے اور میں علی رض سے ہوں اور علی رض ہر مومن کا میرے بعد ولی ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد تو مولانا آپ کی تشفی ہو گئی ہوگی میرے بعد متصل حضرت علی رض خلیفہ ہیں۔ آپ بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ تفسیر خلافت بلافصل ثابت کرو جو بر این ناطقہ سے ثابت ہو چکی ہے من بعدی ہمیشہ اتصال کو چاہتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے دیگر کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔

غازی: حیدری صاحب آپ نے جو حدیث پیش کی ہے یہ اہل سنت

کی جامع ترمذی اور مشکوٰۃ شریف کتب حدیث میں حضرت علیؓ کے مناقب کے باب میں مرقوم ہے کیونکہ ہم آپ کے فضائل و کمال کے قائل ہیں ۔ ہم اہل سنت صحیح معنوں میں آپ کو شیر خدا سمجھتے ہیں۔ ایک طرف تو آپ کے ذاکرین جب منبر پر تشریف لاتے ہیں تو حضرت علیؓ کو مصطفیٰ سے ملا دیتے ہیں اور دوسری طرف جب تبرائی محدثین قلم اٹھاتے ہیں تو ملا باقر مجلسی جیسے اپنی مستند کتاب جلاء العیون اردو جلد اول ص ۲۰۶ پر یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں ۔

کہ صدیق اکبرؓ کی بیعت کے لیے اشقیائے امت علی کے گلے مبارک میں حضرت (علیؓ) میں رسیمان (یعنی رسی) ڈال کر مسجد میں لے گئے ؛

یہ تو ہیں اہل سنت تو برداشت نہیں کر سکتے دشمنانِ اہل بیتؓ نے افواہ پھیلا رکھی ہے ۔ مولا علیؓ ایک طرف تو شیر ہو اور دوسری طرف نہ ہو یہ تو لفظ اسد کی توہین ہے ۔ دیگر مذکورہ حدیث کی اسناد میں جعفر بن سلیمان راوی رافضی ہے ۔ میزان الاعتدال جلد اول ص ۱۹۱ پر مرقوم ہے ۔

قال جریر بن تریکم جعفر بسبب الی الرفض

جریر بن میزید نے کہا کہ یہ جعفر رافضی بیان کیا جاتا ہے ۔

ایسی روایت ہمارے لیے قابل قبول نہیں۔ اسے استدلال میں پیش کرنا ظلم ہے۔ اگر بالفرض اس روایت کے ضعف کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی اس روایت کو خلافت بلافصل سے دور کا بھی واسطہ نہیں ! البتہ خارجیوں کی تردید کے لیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ میرے بعد ہر مومن

کا دوست ہے وا ہما معنی کا ثانت کی کسی لغت کی اسد میں خلیفہ بلا فصل نہیں ہے ۔ باقی رہا حیدری صاحب آپ کا یہ مسئلہ ! حیدری ہمیشہ انتہاں کو جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں تھا یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ نے کبھی اپنی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا اور شاہی یہ شیعہ ذاکرین کے بس کی بات ہے مجالس خوانی کے لیے تصدیق و تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ۔

دیکھیے شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۱۹۰ مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شمعون را وصی خود گردانید و شمعون یحییٰ بن زکریا را و یحییٰ منذر را و منذر سلیمہ را و سلیمہ بردہ را علیہم السلام و بردہ وصیتہا و کتاب را بمن تسلیم نمود ۔

حیدری صاحب مطالعہ فرمایئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم کے درمیان کتنے نبی گزرے ہیں ۔ شمعون ۔ یحییٰ ۔ منذر ۔ سلیمہ ۔ بردہ ۔ اب ذرا گوش و ہوش سے فرمایئے کہ آپ کا ادعی کا اتصال کہاں گیا ! نیز روافض کی مستند کتاب شرح نہج البلاغۃ دُرّہ نجفیہ ص ۱۹۰ پر مرقوم ہے ۔

رُوِیَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ اَخْبَرَ اَنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ تَمْلِكُ الْخِلَافَةَ بَعْدَهٗ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے خبر دی تھی کہ عنقریب بنی امیہ میرے بعد خلافت کے مالک ہوں گے ؛

اہلسنت میاں جی صاحب فرمایا ہے کہ بنی اُمیہ متصل بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت کے مالک بنے ؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی امیہ کے درمیان متعدد خلفاء گزرے ہیں ۔ اسی قاعدہ کے مطابق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضہ کے درمیان دیگر خلفاء ہونے سے حضرت علی رضہ کا بین بعدی خلیفہ ہونا درست رہتا ہے ۔

مدّتِ خلافت خلفائے راشدین از کتب شیعہ

خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبرؓ

تاریخ روضۃ الصفا جلد اوّل مطبوعہ لکھنؤ جزو دوم ص ۲۹ ::

" چوں مدت دو سال وسہ ماہ از خلافت ابوبکر گزشت درماہ چہارم بیمار گشت ، ودر ایام مرض فرمود کہ عمر بن خطاب در صلوٰۃ خمس امام اصحاب باشند ص ۲۳۰ علی رضہ گفت ای طلحہ با ہیچ کس را بغیر از عمر رضہ اطاعت نمی کنم بخدا سوگند کہ متحمل ایں بار گراں جز او را کسی نمی بینم ہمہ از اوصاف او بیان کردہ بخدمت ابی بکر توجہ نمودہ گفت ای خلیفہ رسول خدا پسندیدہ شما پسندیدہ ماست رضائی ما منظور برضائی شما است بر ہمگنان معلوم است کہ مدت الحیات بروجہ احسن زیستی و پیوستہ بنظر رحمت در جمال امت نگریستی

باری سبحانہ تعالیٰ ترا جزای خیر دہاد و بعنایت و مغفرت خود مخصوص گرداند "

ترجمہ : جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دو سال تین ماہ گزر گئے تو چوتھے مہینے میں بیمار ہوئے ۔ اور مرض کے دنوں میں فرمایا کہ حضرت عمر رضہ پانچوں نمازوں میں اصحاب کبار کے امام رہیں ص ۲۳۰ پر ہے ۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے طلحہ میں حضرت عمر رضہ کے سوا کسی کی اطاعت نہیں کرنا چاہتا خدا کی قسم میں ان کے سوا کسی کو اس خلافت کے بار گراں کا متحمل نہیں جانتا ۔ اور حضرت عمر فاروق رضہ کے اوصاف حمیدہ کو بیان کیا ۔ (طلحہ) ملے ابوبکر رضہ کو متوجہ ہو کر کہا اے خلیفہ رسول خدا آپ کا پسندیدہ ہمارا پسندیدہ ہے اور ہماری رضا مندی آپ کی رضا کے ساتھ ہے سب کو معلوم ہے آپ نے تمام زندگی احسن طریق سے بسر فرمائی اور امت کو رحمت کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ آپ کو جزا عطا کرے اور عنایت و مغفرت کے ساتھ مخصوص کرے ۔

منتخب التواریخ مؤلفہ حاجی محمد ہاشم خراسانی مطبوعہ طہران ص ۱۲۹ پر مرقوم ہے :

" و در مصباح شیخ طوسی می فرماید روز سہ شنبہ ہفتم جمادی الاخر ابوبکر از دنیا رفت در سنہ سیزدہم ہجری و بنا بر قول شیخ مدتِ خلافت " ابابکر دو سال وسہ ماہ و بیست و ہفت روز بودہ چوں سہ روز بعد از رحلت حضرت پیغمبر بخلافت نشست و پدر ابی بکر ابو قحافہ بن عثمان بن عامر

بن لعب ابن سعد بن تیم بن مرہ بن لعب است و در مقدمہ بعضی از خصوصیات نسبیہ ابابکر ذکرش بود۔ جناب مرۃ بن کعب نسب ابابکر با نسب خاتم الانبیاء متحد می شود ابا و اما :

ترجمہ : شیخ طوسی مصباح میں لکھتا ہے (ابوبکر صدیق) ۲۷، جمادی الآخری ۱۳ھ کو دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور شیخ کے قول پر حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو سال ۳ ماہ اور ۲ روز تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد تین دن مسند خلافت پر بیٹھے اور حضرت ابوبکر کے باپ ابو قحافہ بن عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب ہیں اور مقدمہ میں حضرت ابوبکر کی بعض خصوصیات نسبیہ ذکر ہو چکی ہیں اور جناب مرۃ بن کعب میں ابوبکر صدیق کا مادری و پدری نسب خاتم الانبیاء کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے :

خلیفہ دوم حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

تاریخ روضۃ الصفا جلد اول مطبوعہ لکھنؤ جزو دوم ص ۲۵۲ پر مرقوم ہے :

" و مدتِ خلافت او بروایتے دہ سال و شش ماہ چہار روز بود و چند روز کمتر نیز گفتہ اند و صہیب بن سنان رومی کہ عمر او را در ایام ناتوانی با امامت قوم نصب فرمودہ بود تے نماز گزارد و در کتاب موافقۃ الصحابہ مذکور است کہ علی ابن ابی طالب بعد از فوت و قبل از غسل او در آمد گفت ای عمر خدائے عزوجل

بر تو رحمت کند کہ من غیر از تو ہیچ کس را نمی دانم کہ صحیفۂ اعمال موافق جریدۂ اعمال او باشد تمنائی آں دارم کہ ملاقات من با حضرت پروردگار مثل ملاقات تو باو باشد و ظن من آں است کہ خدا تعالے ترا از حبیب خویش یعنی رسول اللہ و خلیل او یعنی ابوبکر جدا نہ سازد زیرا کہ من بسیار از رسول شنیدم کہ می فرمود کہ من و ابوبکر و عمر چنیں کردیم و چنیں قدم زدیم "

ترجمہ : اور ایک روایت میں حضرت عمر کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور چار دن تھی۔ بعض نے کچھ کم بھی بیان کی ہے۔ اور صہیب بن سنان رومی جن کو حضرت عمرؓ نے ناتوانی میں اپنی قوم کا امام مقرر کیا تھا۔ نماز ادا کی اور کتاب الموافقۃ الصحابہ میں مذکور ہے کہ علی بن ابی طالب حضرت عمرؓ کے گھر حضرت ابوبکرؓ کے فوت ہونے کے بعد اور غسل سے قبل تشریف لائے اور کہا اللہ تعالےٰ تیرے پر رحمت کرے میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا کہ اس کا نامۂ اعمال اور صحیفۂ اعمال ابوبکرؓ کے موافق ہو۔ میری آرزو ہے کہ میری ملاقات پروردگار عالم کے ساتھ اس طرح ہو جیسے تیری اور ابوبکرؓ کی ہو۔ اور میرا خیال ہے خدا تعالےٰ تجھے اپنے حبیب رسول اللہ اور ان کے خلیل ابوبکرؓ سے جدا نہ کرے۔ اس لیے کہ میں نے بارہا رسول اللہ سے فرماتے سُنا۔ میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے ایسے کیا "

منتخب التواریخ حاجی محمد ہاشم خراسانی مطبوعہ طہران ص ۱۵۴ ؛

"و در روز آخر ذی الحجۃ الحرام بیست و سہ ہجری عمر از دنیا رفت در سن شصت و سہ سالگی و روز اول محرم او را دفن کردند پس مدتِ خلافتِ عمر دہ سال و شش ماہ و سہ روز بودہ تقریباً"۔

ترجمہ: تئیس ہجری ذوالحجہ کے آخری دن کو حضرت عمرؓ فاروق دنیا سے رخصت ہوئے۔ تریسٹھ سال کی عمر پائی اور یکم محرم کو دفن ہوئے اُن کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور تین دن تھی۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی ذوالنورینؓ

تاریخ روضۃ الصفا جلد اوّل مطبوعہ لکھنؤ جزو دوم ص ۲۶۴:

"و چوں امیرالمومنین علی از واقعہ عثمان آگاہ شد از در خانہ بیرون دوید و بر رخسار حسن طمانچہ زد و دست بر سینہ حسین کوفت و عبداللہ بن زبیر و محمد بن طلحہ را دشنام داد و گفت چگونہ خلیفۂ رسولِ خدا کشتہ شد و حال آنکہ شمارا فرمودہ بودیم کہ اورا از آسیب اعدا نگاہ دارید و چوں آں جماعت عذر واضح داشتند از ایذائے ایشاں در گذشت و گویند شہادت عثمان رضی اللہ عنہ روز جمعہ در اواسط ایام تشریق اتفاق اُفتاد و بروایتے مدت عمر او ہشتاد و دو سال و بیشتر ازیں نیز گفتہ اند و بقول ایامِ خلافت او دوازدہ سال بہ دوازدہ روز کم بود و روایت است کہ شخصے از امیرالمومنین علی سوال کرد کہ در باب عثمان چہ میگوئی جواب داد کہ آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی در شان کسانی واقع شدہ کہ عثمان پیشوائے ایشاں است و اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا بیان طائفہ می کند کہ عثمان پیشوا و مقتدائے ایشاں است۔"

ترجمہ: جب امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنیؓ کے واقعہ سے مطلع ہوئے گھر سے باہر دوڑے امام حسنؓ کے رخسار پر اور حضرت امام حسینؓ کے سینہ پر طمانچہ مارا اور عبداللہ بن زبیر اور محمد بن طلحہ کو سخت و سُست کہا اور فرمایا خلیفہ رسول اللہ کیسے قتل ہو گئے۔ جب کہ ہم نے تمہیں حکم دے رکھا تھا کہ دشمن کی ہر تکلیف سے تم ان کو نگاہ رکھنا۔ چونکہ مذکورہ جماعت واضح عذر رکھتے تھے۔ اس لیے ان کو زیادہ ایذا نہ دی اور کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کی شہادت بروز جمعہ وسط تشریق کے دنوں میں واقع ہوئی۔ ان کی کل عمر شریف ۸۲ سال سے زیادہ بتائی گئی ہے اور ان کی مدتِ خلافت ۱۲ سال سے ۱۲ دن کم تھی۔ ایک شخص نے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمانؓ غنی کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا آیت کریمہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنی (تحقیق جن لوگوں نے حسنات میں سبقت کی ہماری طرف ان کے لیے جنت ہے) ان لوگوں کی شان میں ہے جن کے پیشوا حضرت عثمانؓ ہیں اور آیت الذین امنوا وعملوا الصلحت (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر خدا سے ڈرے اور ایماندار رہے

بچھڑے رہے اور نیکی کرتے رہے) اس طائفہ کے حق میں ہے جن کے پیشوا و مقتدا حضرت عثمان ہیں۔"

منتخب التواریخ مؤلفہ حاجی محمد ہاشم خراسانی مطبوعہ طہران ص ۱۵۹ پر مرقوم ہے:

"و مدت خلافت عثمان یازدہ سال و یازدہ ماہ و نہ روز یا ہفت وہ روز بود غیر آں سہ روز ہا کہ بین قتل عمر و نصب عثمان فاصلہ بود۔"

ترجمہ: اور مدت خلافت عثمان غنی ۱۱ سال اور ۱۱ ماہ اور ۹ دن یا سات دن تھی۔ ان تین دنوں کے جو حضرت عمرؓ کی شہادت اور عثمانؓ کی تقرری کے فاصل ہیں۔"

مدتِ خلافت حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ

تاریخ روضۃ الصفاء جلد اوّل جزو دوم مطبوعہ لکھنؤ ص ۲۲۲ پر مرقوم ہے:

"ارباب تواریخ گفتہ اند کہ امیر المومنین علی روز بستم رمضان بجوار رحمت ایزدی پیوست و فرقہ در ہفتدہم و گروہی در بیست و یکم شہر مذکور گویند و درین باب روایات دیگر نیز وارد شدہ اما مجموعہ علی سیر اتفاق دارند کہ ایں واقعہ عظمیٰ در سنہ اربعین روے نمودہ در مدفن آنحضرت نیز اختلاف بسیار است و در کتابی معتبر بہ نظر رسیدہ

خلافت آنحضرت چہار سال نہ ماہ بود و مدت عمر گرامی بقول مشہور شصت و سہ سال بود۔"

ترجمہ: مؤرخین نے بیان کیا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیسویں رمضان المبارک کو رحلت فرمائی بعض لوگ سترھویں بعض اکیسویں رمضان کہتے ہیں۔ اور ان کی وفات اور روایات میں بھی مذکور ہیں۔ بہرحال تمام اہل تاریخ کا اتفاق ہے کہ واقعہ عظمیٰ سنہ ۴۰ھ میں رونما ہوا اور حضرت کی قبر مبارک میں بہت اختلاف ہے اور معتبر کتاب نظر سے گذری جس میں ہے جب شہید ہوئے تو اس جگہ دفن ہوئے جہاں زیارتیں اور برکتیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ان کی مدت خلافت چار سال نو ماہ تھی۔ اور ان کی عمر شریف ترسیٹھ سال مشہور ہے۔"

منتخب التواریخ مؤلفہ حاجی محمد ہاشم خراسانی ص ۱۹۵ پر مرقوم ہے:

"و در بعض وقائع مہمہ کہ در خلافت حضرت امیر خلیفہ حضرت پیغمبر واقعہ شد از سنہ سی و شش ہجری تا سنہ چہل ہجری کہ حضرت امیر المومنین از دنیا رحلت فرمود۔"

ترجمہ: بعض واقعات اور مہمات کی روشنی میں حضرت امیر (یعنی علی) جو خلیفہ تھے پیغمبر کے چھتیس [۳۶] ہجری سے چالیس [۴۰] ہجری تک اس کے بعد حضرت امیر المومنین دنیا سے وصال فرما گئے۔

خلافتِ بلافصل کی تمام دیواریں شیعہ مؤرخین و محدثین نے اپنے ہی ہاتھوں منہدم کردیں

خاؔوری ۔ حیدری صاحب جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ارشادِ باری تعالیٰ سے لے کر سنی شیعہ محدثین و مؤرخین خاصہ و عامہ یگانے بیگانے اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ حضرت علی اسلام میں چوتھے خلیفہ تھے۔ جیسا کہ براہین قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ صرف ایک آپ لوگ ہیں جو سینگ ہاتھ میں پکڑ کر بھی منکر ہیں کہ بیلوں کے سینگ نہیں ہوتے۔ اگر شیعہ کتب کی روشنی میں حضرت علیؓ کو چوتھا خلیفہ تسلیم کر لیا جائے تو روزمرہ کے تنازعات بھی مٹ جائیں اور عالمِ اسلام میں اتحاد بین المسلمین بنیانِ مرصوص بن کر سامنے آجائے اور طاغوتی طاقتوں کے تمام محلات پاش پاش ہو جائیں۔

حیدری: مولانا یہ ظاہری خلافت کا ذکر ہے حقیقت میں حضرت علیؓ ہی خلیفہ بلافصل ہیں۔

خاؔوری: حیدری صاحب ظاہری اور باطنی خلافت کا مسئلہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ باطنی خلافت سے مراد اگر امامت ہو وہ تو کوئی چھین نہیں سکتا۔ جیسا کہ سابقہ اوراق میں واضح کر دیا گیا ہے۔ قرآن و حدیث میں تو صرف مطلق خلافت کا ذکر ہے جو فرمانِ باری تعالیٰ کے مطابق معرضِ وجود میں آئی ظاہری اور باطنی دو قسم کی خلافتوں کا ذکر میری نظر سے تو نہیں گزرا

میرے خیال میں آپ سید مقبول احمد صاحب دہلوی کی تقلید کرتے ہوئے ظاہری اور باطنی چکر میں پڑے ہیں جیسا کہ سید مقبول نے پارہ ۱۰ سورہ توبہ کے ماتحت غارِ ثور کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ترجمہ میں یوں گوہرافشانی کی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ دونوں غار میں تھے اُس وقت ہمارا رسول اپنے اُس ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ افسوس نہ کر بے شک اللہ ہم دونوں یعنی میرے اور علیؓ کے ساتھ ہے؟

مقبول صاحب نے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر اپنی تو عاقبت خراب کی ہی تھی۔ ساتھ ہی مومنین کو بھی گھر سے سمندر میں لے ڈوبے۔ اب تو سید مقبول صاحب دنیا سے جا چکے ہیں۔ اُن سے کون پوچھے شاہ صاحب رب کریم نے تو اپنے حبیب کو یوں فرما رہا ہے کہ:

"اے محبوب فکر نہ کرو میں تمہارے اور تیرے یارِ غار ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ہوں"

اور آپ غارِ ثور میں مَعَنَا کا ترجمہ علیؓ کر رہے ہیں۔ دیگر سینکڑوں مفسرین میں سے کسی نے یہ ترجمہ اثنا عشر میں نہیں کیا۔ اب میں سمجھ چکا ہوں کہ آپ نے ظاہر اور باطن کا ڈھونگ محض عالمِ اسلام کو دھوکہ دینے کے لیے رچا رکھا ہے۔ ورنہ رفیق جو صدیق اکبرؓ اور ترجمہ کیا جائے علیؓ یہ بہت بڑی

خیانت ہے۔

حضور کو ایک سو بیس[۱۲۰] مرتبہ معراج ہوئی ہر مرتبہ حضرت علیؑ کی ولایت کی وحی فرمائی

روافض کی مستند اور نایاب کتاب منتخب التواریخ مؤلفہ محمد ہاشم خراسانی مطبوعہ طہران ص ۴۴ پر مرقوم ہے:

"و صدوق در خصال از حضرت صادق روایت کردہ کہ فرمود:

عُرِجَ بِالنَّبِیِّ اِلَی السَّمَاءِ مِائَۃً وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً مَا مِنْ مَرَّۃٍ اِلَّا وَقَدْ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْھَا اِلَی النَّبِیِّ بِالْوِلَایَۃِ لِعَلِیٍّ وَالْاَئِمَّۃِ اَکْثَرَ مِمَّا اَوْصَاہُ بِالْفَرَائِضِ"

ترجمہ: شیخ صدوق نے الخصال میں روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی معراج ایک سو بیس مرتبہ ہوا اور معراج میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو علیؑ اور ائمہ اطہار کی ولایت کا کلمہ فرائض و ارکان اسلام سے زیادہ فرمایا۔

بقول خراسانی دیگر اصول دین توحید، نبوت، عدل و قیامت کا تو ایک آدھ مرتبہ ذکر ہو اور ولایت علی و ائمہ وغیرہ کی دلائل کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سو بیس مرتبہ معراج کروائی جائے حالانکہ ہمارے قرآن میں صرف ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ اے محبوب ببانگ دہل فرما دو کہ میرے بعد میرا علی رضؓ خلیفہ بلافصل ہے بعد از وصال حضور اصحاب ثلاثہ (معاذ اللہ) ارشاد باری تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہوئے حضرت علی رضؓ سے حق خلافت چھین لیں اسلام میں اتنے بڑے حادثہ کے بعد شیر خدا خاموش تماشائی کیوں بنے رہے۔

جبکہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ کے ماتحت بحوالہ حاشیہ ترجمہ مقبول پارہ ۲۸ سورۃ التحریم ص ۱۱۱۱ پر مرقوم ہے:

"جناب رسول خدا نے کافروں سے جہاد کیا۔ اور جناب علیؑ المرتضیٰ نے منافقین سے یعنی علیؑ المرتضیٰ نے جہاد رسولؐ کی تکمیل کی"

خلافت چھن جانے کے بعد آپ پر واجب تھا کہ ببانگ دہل اصحاب ثلاثہ رضؓ سے جہاد کرتے۔ انہوں نے بجائے جہاد کے بطیب خاطر چودہ صدی کے تبرائی ذاکرین کو ناراض کرتے ہوئے خلیفہ اول امام الصحابہ سیدنا صدیق اکبر رضؓ کے دست حق پرست پر مقدم بیعت فرمائی اور تاحیات ان کی اقتدا میں نمازیں بھی ادا کرتے رہے۔ یہ تو بجائے عداوت و مخالفت کے شیر و شکر ہونے کی دلیل ہے۔ بفرض محال اگر آپ معلوم ﷺ خاموش رہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد شیرازۂ دین نہ بکھر جائے تو پھر عثمان غنی ذوالنورین کی شہادت کے بعد اسی خلافت کو کیوں قبول فرمایا اور بقول مورخین و محدثین روافض چار سال نو ماہ کرسی خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ خلافت چھن جانے کے بعد مجبور گوشہ تنہائی میں حق ہو کرتے رہتے۔ اسی تقویٰ و طہارت.. کی حالت میں وصال فرما جاتے اور یوم النشور رب کریم کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرتے یا مولا تیرے نبیؐ کے

وصال کے بعد میرے گلے میں رسی ڈال کر خلیفہ بابر کی بیعت کروائی گئی مجھ سے حقِ خلافت چھین لیا۔ پیشتر اصحابِ ثلاثہ سے میرا انتقام لو بعد ازیں دوسرے فیصلے کرنا۔

خلافتِ بلافصل کی کہانی ملّاں باقر مجلسی کی زبانی

حیات القلوب جلد سوم مصنفہ ملّاں باقر مجلسی مطبوعہ لکھنؤ ص ۴۳۱ پر مرقوم ہے:

"بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ شبے در مسجد ماند چوں نزدیک، صبح شد حضرت امیرالمومنین داخل مسجد شد۔ پس حضرت رسول او را ندا کرد کہ یا علی رض گفت لبیک فرمود بیا سوئے من چوں نزدیک شد حضرت فرمود یا علیؓ تمام این شب را تو دیدی درایں جا بسر آوردم و ہزار حاجت خود را از خدا سوال کردم و ہمہ را برآورد و مثل آنہا را نیز از برائے تو سوال کردم و باز ہمہ را عطا کرد و سوال کردم از برائے تو کہ ہمہ امت را مجتمع گرداند بر امامت تو کہ ہمہ اقرار کنند۔ بخلافت تو و ترا متابعت کنند قبول نہ کرد۔"

ترجمہ: سند معتبر کے ساتھ حضرت امام جعفر صادقؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ایک رات مسجد میں رہے۔ صبح کے قریب حضرت امیرالمومنین بھی مسجد میں داخل ہوئے حضور نے ان کو آواز

دی اے علی رض آپ نے لبیک فرمایا۔ حضور نے فرمایا میری طرف آؤ جب قریب ہوئے حضور نے کہا اے علی رض تو نے دیکھا میں نے ساری رات مسجد میں بسر کی اور ہزار دعا خدا سے اپنے لیے مانگی سب قبول ہوئیں۔ پھر اتنی ہی دعائیں آپ کے لیے مانگیں سب قبول ہوئیں۔ پھر میں نے تیرے لیے سوال کیا کہ تمام امت کو تیری امامت پر جمع کر دے۔ سب تیری خلافت کا اقرار کریں اور تیری اطاعت کریں۔ رب نے یہ سوال مسترد کر دیا۔ اور قبول نہ فرمایا۔

غازی: حیدری صاحب اب میں آپ کو مولا عباس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ پیشتر تعصب کی پٹی اتار دو اور گریبان میں جھانکو۔ بقول مجلسی تبرائی حضورؐ کی تمام دعائیں رب کریم نے آپ کے حق میں قبول فرمائیں حضرت علی رض کے لیے جو مانگا خداوند قدوس نے عطا فرمایا لیکن جب حضورؐ نے قادرِ مطلق کی بارگاہ میں یہ سوال کیا کہ یا رب کریم میرے وصال کے بعد حضرت علی رض خلیفہ بلافصل ہو اور تمام امت میرے علی رض کی خلافت و امامت کو قبول کرے یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ مجلسی صاحب کی براہین قاطعہ کے بعد بلافصل کی رٹ لگانا مجتہدین کی روح کو تڑپانا اور محدثین کا مذاق اڑانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حیدری: مولانا آپ یہی بیان کیا کرتے ہیں کہ حضرت علی رض آٹھ سال کی عمر میں ایمان لائے اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ اصحابِ ثلاثہ ابوبکر رض عمر رض، عثمان رض وغیرہ۔ چالیس چالیس سالوں کے بعد مشرف بہ اسلام

ہو سکے۔ اس صورت میں شیر خدا کے ایمان کے ساتھ ابوبکر رضہ وغیرہ کے ایمان کا مقابلہ کرنا خلافِ اصول ہے۔ ظاہر ہے کہ تمیں چالیس سال گناہ کرنے کے بعد ایمان قبول کرنے والا شخص آٹھ سال کے بے گناہ بچے کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ خلیفہ اول وہی ہو سکتا ہے جس نے کبھی شرک نہیں کیا ہوگا۔ وعدہ خداوندی بھی ایمان داروں اور صالحین کے ساتھ ہے۔ لَوْ يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا گواہ ہے۔

خارجی: حیدری صاحب مجوزہ اصول ارشادِ باری تعالیٰ کے خلاف ہے اگر آپ کے اصول کو قانون بنا لیا جائے تو پھر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ جو سات آٹھ سال کی عمر شریف میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں یقیناً بے گناہ تھیں اور جنابِ خدیجۃ الکبریٰ رضہ چالیس سال کی عمر میں ایمان لائیں اور رحمتِ دو عالم کے نکاح میں آئیں۔ پھر ام المومنین رضہ کی چالیس سالہ زندگی قبل از اسلام کس کھاتہ میں ڈالو گے۔

چنانچہ | ارشادِ باری تعالیٰ ہے پارہ ۱۹ سورہ الفرقان رکوع ۴۔

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد رب کریم نے اصحابِ ثلاثہ و دیگر مومنین کے گناہ نیکیوں میں تبدیل فرما دیئے۔ مثلاً اگر ابوبکر صدیق رضہ نے ایک ہزار گناہ کیے تو میرے مولا کریم نے اُن سب کی نیکیاں بنا دیں۔ پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (پارہ ۸ سورہ الانعام رکوع ۷)

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اُس جیسی دس ہیں۔ اور جو برائی لائے تو اُسے بدلہ نہ ملے گا مگر اُس کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

ارشادِ باری کے مطابق فاروقِ اعظم رضہ نے اگر ایک ہزار لغزش کی تو ان سب کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور پھر صدقہ رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہزار کو دس گنا کرنے کے بعد ایک لاکھ بن گئیں۔ حیدری صاحب میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد سو سال کے کافر جہنمی پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اگر اس نے صبح کلمہ پڑھا اور نمازِ ظہر فرض ہونے سے قبل مر گیا تو بلا حساب وہ جنت الفردوس میں پہنچ گیا۔ باقی رہا حیدری صاحب آپ کا یہ سوال کہ خلفاء وہ ہوں گے۔ جنہوں نے کبھی شرک نہیں کیا ہوگا یہ لاعلمی اور صریحاً جہالت ہے۔ مجلس خوانی آسان ہے۔ قرآن دانی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست !
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نُتِمُّ لَنَا نُوْرَنَا ۔ ماضی نہیں بلکہ مضارع منفی ہے ۔ جس کے معنی حال اور مستقبل بھی ہوتا ہے ماضی نہیں ہوتا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو خلافت دیں گے جو ایمان لا چکے ہیں ۔ جس میں یہ شرط نہیں کہ وہ کفر و شرک سے متبرا ہو کر ایمان لائے ہوں ۔ بلکہ شرط مطلق ایمان ہے ۔

لطیفہ ایک مرتبہ مجلس پہلم میں ذاکر صاحب سینہ پر ہاتھ مار کر بانگ دہل فرما رہے تھے کہ حضرت علی رضہ حضور کے بعد خلیفہ بلا فصل تھے ۔ اصحاب ثلاثہ نے زبردستی اُن سے حق خلافت چھین لیا ۔ ایک دانشور سامع حیران و ششدر ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور گھر آ کر اس بات کا تہیہ کر لیا کہ مجھے خواہ پاکستان کے علاوہ غیر ممالک کی لائبریریوں کا مطالعہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے ۔ تحقیق کے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا ۔ پاکستان کے علاوہ اکثر غیر ممالک کی لائبریریوں کا مطالعہ کرنے کے بعد جن میں سر فہرست مکہ معظمہ ، مدینہ منورہ ، مصر میں جامعہ ازہر کے بعد برطانیہ پہنچا ۔ لندن میں دنیا کی سب سے بڑی لائبریری کا مطالعہ کیا ۔ اُسے یہود و ہنود نصاریٰ و اچھوت سنی شیعہ کتب کے مطالعہ کے بعد یہی ثابت ہوا جیسا کہ اس کا عقیدہ تھا کہ اسلام میں خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبر رض ثانی سیدنا فاروق اعظم ثالث سیدنا عثمان غنی ذوالنورین اور رابع سیدنا علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں ۔ وہ ایک سال کی ریسرچ تحقیق و تصدیق کے بعد برطانیہ میں

لندن لائبریری کے مین گیٹ سے باہر نکل رہا تھا تو دروازہ پر بیٹھے ہوئے منتظم لائبریرین نے پوچھا جناب کئی دنوں سے آپ اوراق گردانی کر رہے ہیں ۔ جو مسئلہ درپیش تھا کیا وہ حل ہو چکا ہے ؟ محقق سیاح نے کہا کہ مسئلہ خلافت حل کرنے کے سلسلے میں نے اکثر ممالک کی لائبریریوں کا مطالعہ کیا ۔ پوری تصدیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام میں خلیفۂ اول صدیق اکبر اور چوتھے حضرت علی ہیں ۔ لائبریرین جو حقیقت میں رافضی تھا مسکرا کر کہنے لگا ۔ جناب کتب عالم میں یہی مرقوم ہے کہ ظاہری خلافت صدیق اکبر رض کی اور باطن میں حضرت علیؓ ہی خلیفہ بلا فصل ہیں ۔ یہ سن کر فوراً اُس محقق نے کہا کہ جناب جب تنازعہ خلافت چھڑا تھا ، آپ اُس وقت وہاں موجود تھے ۔ اُس نے کہا نہیں ، حضور یہ تو چودہ سو سال کی بات ہے ۔ محقق مذکور نے کہا جب کتب کے مطالعہ سے آپ شہدائے کربلا کی یاد تازہ کرتے ہیں ۔ اُنہی کتابوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ چہارم ثابت کیا ہے ۔ پھر چشم پوشی کیوں ؟ رافضی نے کہا حضور پیٹ کا مسئلہ ہے ۔ حقیقت کو تو آپ سمجھ ہی چکے ہیں ۔

سیّد مقبول احمد نے الٹا کان پکڑ کر حق بات کہہ دی

مقبول احمد دہلوی نے یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم ص ۱۱۱۷ حاشیہ قرآن پر یوں گل کھلائے ہیں کہ

"حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب حفصہؓ کو فرمایا میں تجھ سے ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ حفصہؓ نے کہا کہ بہت اچھا فرمایئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن بیٹھے گا اور اس کے بعد تیرا باپ حفصہؓ نے کہا مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا فرمایا نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ پس حفصہؓ نے دن کے دن عائشہؓ کو خبر پہنچائی اور عائشہؓ نے ابو بکرؓ کو اور ابو بکرؓ عمرؓ کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ عائشہؓ نے مجھے ایسی ایسی خبر حفصہؓ سے سن کر پہنچائی ہے۔ اُس نے صاف صاف انکار کر دیا کہ میں نے تو عائشہؓ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ عمرؓ نے کہا اصل معاملہ کا پتہ تو لگ چکا ہے۔ اب جو کچھ سُنا ہے بتا دے کہ ہم کو بھی جو جو کچھ کرنا ہے کر گزریں تو اس نے کہا ہاں رسول اللہ نے یوں ہی ارشاد فرمایا تھا۔ (کہ میرے بعد ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہو گا اس کے بعد عمرؓ)"

غازی بار مقبول تبرائی نے عادتِ کہنہ کے مطابق سیدھا کان نہیں پکڑا۔ اصل واقعہ کو مروڑ توڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ بزرگی وہ ہے جس کی دشمن بھی تعریف کرے۔ حق واضح ہو چکا ہے۔ رب کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے!

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا

اللہ تعالیٰ کی بات سب سے سچی ہے

ایک طرف تو مولا کریم خلفائے راشدین کو خلافت کا وعدہ فرمائے اور مژدہ سُنائے۔ دوسری طرف زبردستی خلیفہ بن بیٹھنے کی خبر مقبول کو پہنچائے یہ سچے رب کی ذات پر بُہتان ہے۔

ملّاں باقر مجلسی کی دوسری گواہی

روافض کی مستند کتاب حیات القلوب جلد دوم ص ۷۰۱ مصنفہ ملّاں باقر مجلسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"سید ابن طاؤس و ابن شہر آشوب و دیگران روایت کردہ اند کہ عامر بن طفیل و اربد بن قیس بقصدِ قتل آنحضرت آمدند چوں داخل مسجد شدند عامر نزدیک آں حضرت آمد و گفت یا محمد اگر من مسلمان شوم برائی من چہ خواہد بود حضرت فرمود کہ برائے تو خواہد بود آنچہ برائی ہمہ مسلمانان است و بر تو خواہد بود آنچہ بر ہمہ مسلمانان است گفت می خواہم بعد از خود مرا خلیفہ گردانی حضرت فرمود اختیار ایں امر بدستِ خدا است و بدست من و تو نیست"

ترجمہ: "سید ابن طاؤس اور ابن شہر آشوب اور دوسروں سے روایت ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آنحضرت

کے قتل کے ارادہ سے آئے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو عامر آنحضرت کے نزدیک آیا اور کہا یا محمد اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا تجھے وہ کچھ ملے گا جو دیگر تمام مسلمانوں کو ملے گا۔ اور جو مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ تجھے بھی پہنچے گا۔ اُس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنے بعد مجھے خلیفہ بنا دیں۔ حضور نے فرمایا اس کام کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے میرے اور تیرے ہاتھ میں یہ دخل نہیں ہے۔"

غازی: مجلسی صاحب نامعلوم کب سے سیاہ پوشان ماتمیان کو داغ مفارقت دے چکے ہیں۔ ورنہ آج اگر زندہ ہوتے تو پسماندگان کو سمجھانے کی کوشش کرتے اور درس دیتے کہ اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہی صحیح معنوں میں مومن کہلانے کے حق دار ہیں۔ اس واضح دلیل کے بعد آج قرآن مجید کی متعدد آیات جن کا سہارا لے کر حضرت علی کو خلیفۂ بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ محض پیٹ پروری ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا سائیلان عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کو یہ فرمانا کہ امامت و خلافت عطا فرمانا تیرے اور میرے ہاتھ میں نہیں۔ یہ تو رب کریم کے دستِ قدرت میں ہے۔ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ بائے بسم اللہ

سے لے کر والناس تک کسی بھی آیت کریمہ کی رُو سے حضرت علی رضہ خلیفۂ بلا فصل نہیں ورنہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے حضرت علیؓ خلیفۂ بلا فصل ہو چکے ہیں۔ اب دوسروں کے لیے قطعاً گنجائش باقی نہیں۔

مُلّاں باقر مجلسی کی تیسری گواہی

حیاتِ القلوب جلد دوم مطبوعہ نولکشور ص ۴۴۳ / دکھوا داستان ثانی اتی معنی ازواجِ حضرت پارہ ۲۸ سورۃ التحریم کے ماتحت صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"علی بن ابراہیم و عیاشی روایت کردہ اند کہ چوں حفصہؓ بر قصۂ ماریہ مطلع شد و حضرت را دراں باب عتاب نمود حضرت فرمود کہ دست از من بدار کہ برائے خاطر تو ماریہؓ را بر خود حرام گردانیم و رازی بتو می گویم کہ اگر آں را بدیگری خبر دہی بر تو خواہد بود نفرین خدا و قہر ملائکہ و طعن جمیع مردمان حفصہؓ گفت چنیں باشد بگو آں راز کدام است حضرت فرمود کہ راز آں است کہ ابو بکر بعد از من بجور خلیفہ خواہد شد و بعد از او پدر تو خلیفہ خواہد شد حفصہؓ گفت کہ کے ترا خبر دادہ است بایں امر حضرت فرمود کہ خدا مرا خبر دادہ است پس حفصہؓ در ہماں روز ایں خبر را بعائشہ رسانید

وعائشہ پدر خود ابوبکر را باں راز مطلع گردانید پس ابوبکر بنزد عمر آمد و گفت عائشہ از حفصہ خبرے نقل کرد و من اعتمادی بر قول او ندارم تو از حفصہ سوال کن تا آں خبر راست است یا نہ پس عمر بنزد حفصہ رض آمد و گفت کہ ایں چہ خبر است کہ عائشہ از تو نقل می کنید حفصہ رض در ابتدا آں حال منکر شد و گفت من باو نگفتہ ام عمر گفت کہ اگر سخن راست است از ما مخفی مدار تا آنکہ ما پیشتر در کار خود تدبیری بہ کنیم چوں حفصہ رض ایں را شنید گفت بلی حضرت چنیں گفت ؎

ترجمہ: علی بن ابراہیم اور عیاشی روایت کرتے ہیں۔ جب حفصہ رض کو ماریہ رض کا حال معلوم ہوا اور حضور سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا ناراض نہ ہو میں نے تمہارے لیے ماریہ کو اپنے پر حرام کر دیا ہے۔ اور تم کو ایک راز بتاتا ہوں اگر تم اُسے ظاہر کر دی تو تمہارے لیے بُرا ہوگا۔ حفصہ رض نے کہا نہیں بتاؤں گی فرمایئے وہ راز کیا ہے۔ فرمایا وہ راز یہ ہے کہ میرے بعد ابوبکر رض زبردستی خلیفہ بن بیٹھے گا اور اُس کے بعد تیرا باپ عمر رض خلیفہ ہوگا حفصہ رض نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ پس حفصہ رض نے اُسی دن یہ خبر عائشہ رض کو بتا

دی۔ اُس نے اپنے باپ ابوبکر رض کو بتایا اور اس نے عمر رض کو بتایا کہ عائشہ رض حفصہ رض سے یہ روایت کرتی ہے اس سے پوچھ کر یہ بتاؤ کیا یہ پکا ہے؟ عمر رض نے حفصہ رض سے پوچھا پہلے تو اس نے انکار کیا کہ مجھ کو اس کی کوئی خبر نہیں لیکن عمر رض نے کہا بتاؤ اگر یہ سچی بات ہے تو ہم زیادہ حیلہ کریں حفصہ رض نے کہا ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے۔"

غمازی: مجلسی تبرائی صاحب کی پرانی عادت ہے کہ وہ حق بیان کرتے ہوئے کئی مرتبہ سر کے بل گر پڑتے ہیں۔ ہاں لڑکھڑاتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ درحقیقت حضور نے تو جناب حفصہ رض کو یہ خبر دی ہوگی کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رض خلیفہ ہوگا۔ اُس کے بعد تیرا باپ یعنی عمر رض۔ تعجب کی بات ہے کہ مخبر ہو رب کریم اور شک کریں اس میں مومنین۔ صادقین کے ہاں تو شک کی گنجائش نہیں۔ البتہ مخالفین کے لیے اس پر ایمان لانا مشکل ہے۔

ملاں باقر مجلسی صاحب نے بھی خلافتِ راشدہ کی تصدیق کر دی

جلاء العیون اُردو مترجم سید عبدالحسین مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے :

"اور جب علیؓ نے دروازۂ خیبر اکھاڑا اس وقت باثیسواں سال تھا۔ اور بوقت وفات تیسٹھ سال عمر تھی۔ دو سال چار ماہ ابوبکرؓ نے خلافت کی، اور دس سال سے زیادہ عمرؓ نے اور بارہ سال عثمانؓ (کا دورِ خلافت رہا) اور جب خلافت آں حضرت (علیؓ) کو ہوئی قریب پانچ سال کے رہی۔" انتہا

غازی :۔ مجلسی صاحب اس لحاظ سے بھلے آدمی ہیں خواہ کس قدر پیچ و تاب ہی کیوں نہ کھانا پڑیں۔ حق بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہے کوئی مومن مجلسی صاحب کا معتقد جو ان کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرتا ہوا ان کی روح کو تازگی پہنچائے۔

مُلاّں باقر مجلسی کی چوتھی گواہی

جلاء العیون اُردو مصنفہ مُلاّں باقر مجلسی مترجم سید عبدالحسین مطبوعہ جنرل بک ایجنسی اندرون موچی دروازہ لاہور جلد اوّل ص ۱۰۶ پر مرقوم ہے :

"وصایائے حضرت در حق حسنین شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا سب چلے گئے۔ عباسؓ اور اُن کے بیٹے فضل اور علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام اور اہلِ بیت رسول مخصوص نزدیک رہ گئے۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر امرِ خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا ہمیں بشارت دیجئے کہ ہم خوش ہوں۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غصب کر لیں گے پس اپنے اصحاب سے سفارش کیجئے حضرت نے فرمایا تم کو میرے بعد ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔" انتہیٰ

غازی :۔ بہتر از ہیں کہ مجلسی صاحب کی مذکورہ عبارت پر تبصرہ کیا جائے آپ کی معتبر تصنیف جلاء العیون جو اصل فارسی میں ہے کی اہمیت بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ مترجم مذکور نے صفحہ ۲ پر کتاب مذکور کی اہمیت بیان کرتے ہوئے مومنین کو مخاطب کیا ہے۔ کہ جلاء العیون حضرت علامہ محمد باقر مجلسی کی مشہور و معروف کتاب ہے۔ اس کتاب میں حضرات چہاردہ معصومینؑ کے مستند سوانح حیات درج ہیں۔

اب سُنیئے حوالہ مذکور کی روشنی میں مجلسی صاحب کے ارشادات کو حضرت عباسؓ نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر امرِ خلافت بنی ہاشم میں قرار پائے گا تو ہمیں بشارت دیجئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر کسی مجلس میں بھی ذکر نہیں کیا تھا کہ میرے بعد خلیفہ بلا فصل میرا علیؓ ہے ورنہ حضرت عباسؓ کو عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر پوچھا بھی تو حضور فرما دیتے حضرت علیؓ کی خلافت کا اعلان بلا فصل خدا نے اور تمہارے مصطفےٰ نے کر دیا ہے؟ اب کیا پوچھتے ہو اس میں کوئی شک ہے؟ حضرت عباسؓ کے عرض کرنے کا

مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ پیشتر ازیں کسی بھی آیت و حدیث کی روشنی میں حضرت علیؓ خلیفہ بلا فصل نہیں تھے۔

مُلّاں باقر مجلسی کی پانچویں گواہی

جلاء العیون اُردو جلد اوّل ص ۱۰۱ مؤلفہ مُلّاں باقر مجلسی تبرائی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے :

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وصال حاضرین کو وصیت فرمائی اور تحقیق میں اپنی اہل بیت کو تم میں چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں اس لیے کہ تم ان کے حقوق جانتے ہو اور ان کی جانفشانی اور کوشش خدا اور رسول خدا اور مومنوں کے ہمراہ تم کو معلوم ہے اپنے گھروں میں تمہارے لیے زحمت اٹھائی اور آدھا میوہ تم کو بخش دیا اور تم کو اپنے اُوپر مقدم کیا۔ ہر چند کہ خود محتاج تھے جو شخص کہ حاکم امر مسلمان ہو لازم ہے کہ انصار نیکو کار کی رعایت اور بدکار سے درگزر کرے اور آخری مجلس مواعظ تھی کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ حق تعالےٰ سے ملاقات ہوئی"

غلام نبی ۔ ملّاں باقر مجلسی کی مذکورہ عبارت میں سب سے زیادہ قابلِ غور جملہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص (میرے بعد) حاکم امر مسلمان ہو لازم ہے کہ انصار نیکو کار کی رعایت اور بدکار سے درگزر کرے۔ رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ جو شخص میرے بعد حاکم ہو وہ انصار و بدکار سے جائز سلوک کرے آپ کو یہ حکم دینا چاہیئے تھا کہ میرے بعد میرا علیؓ خلیفہ بلا فصل ہے اس کی پیروی کرنا اگر کوئی دوسرا شخص ناجائز دعوائے امامت و خلافت کرنے کی کوشش کرے اُسے مسترد کر دینا اور بحوالہ ترجمہ مقبول منافقین سے جہاد کرنا۔ امامت و خلافت میری آل کا حق ہے، یہی وجہ ہے کہ رب کریم نے مجھے ایک سو بیس مرتبہ معراج بحوالہ صاحب منتخب التوارخ ملاں فتح اللہ کاشانی کروائی جیسا کہ سابقہ اوراق گواہ ہیں۔ امامتِ علیؓ و دیگر ائمہ کے متعلق ارشاد فرمایا لیکن ملّاں باقر مجلسی کی گواہی نے ببانگ دہل ثابت کر دیا ہے کہ حضور نے پیشتر ازیں کسی بھی مجلس میں حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا تھا۔

حیدری ۔ مولانا آپ نے متاخرین محدثین و مورخین کے منقول نقل دلائل رطب و یابس ملا کر اپنا مدعا حل کرنے کی کوشش کی ہے محدثین کوئی معصوم عن الخطاء تو نہیں جن کی راے روایات کو زن و مُن تسلیم کر لیا جائے ہمارے امیر المومنین مولا علیؓ نے کسی مقام پر بھی خود کو چوتھا خلیفہ تسلیم نہیں کیا اگر آپ کے پاس مولا علیؓ کے ارشادات ہیں تو پیش کریں جن پر ایمان لانا ہمارے شیعوں کے لیے ضروری

نہیں بلکہ عین خوش ہوگا۔

عازی۔ حیدری صاحب آپ تو تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ سطر بہت طویل ہے محدثین کی راستے کو یہ سمجھ کر مسترد کردینا کہ یہ کوئی معصوم نہیں! یہ کس قانون کی تشریح ہے۔ آپ کی راستے میں سوائے فرار و چشم پوشی کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ آیئے اگر آپ صحیح معنوں میں حیدری ہیں تو حیدر کرار کے خطبات، ارشادات و ملفوظات ہی پیش کرتا ہوں جو کتاب نہج البلاغت کے نام سے مشہور ہیں۔ ویسے تو آپ فن کار آدمی ہیں۔ اگر گرفت مضبوط ہوگئی تو دروازہ تقیہ کے راستے فرار ہونے کی کوشش کروگے۔ لیکن قادری ہونے کی حیثیت سے قادر مطلق کے فضل و کرم سے فرار ہونے کی گنجائش نہیں چھوڑوں گا۔

کتاب نہج البلاغۃ کی اہمیت جو مولا علیؓ کے ارشادات پر مشتمل ہے

ترجمہ نہج البلاغۃ ص ۲ جلد اوّل مترجم مفتی جعفر حسین ناشر ادارہ علمیہ پاکستان لاہور صفحہ مذکور پر مرقوم ہے!

"نہج البلاغۃ علوم و معارف کا وہ گراں بہا سرمایہ ہے جس کی اہمیت و عظمت ہر دور میں مسلّم رہی ہے اور ہر عہد کے علماء

اُدباء نے اس کی بلند پائیگی کا اعتراف کیا ہے۔ یہ صرف ایک ادبی شاہکار ہی نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کا الہامی صحیفہ حکمت و اخلاق کا سرچشمہ اور معارف ایمان و حقائق تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے جس کے گوہر آبدار علم و ادب کے دامن کو زرنگار بنائے ہوئے ہیں اور اپنی چمک دمک سے جوہر شناسوں کو محو حیرت کئے ہوئے ہیں۔ افصح العرب کے آغوش میں پلنے والے اور آب وحی میں دھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھنے والے کے بلاغت کلام کے وہ جوہر دکھائے کہ ہر سمت سے فوق کلام المخلوق وتحت کلام الخالق کی صدائیں بلند ہونے لگیں"۔

ثانیاً نہج البلاغۃ کا مکمل ترجمہ سید رئیس احمد جعفری کے قلم سے جسے غلام علی اینڈ سنز لاہور والوں نے نشر کیا ص ۲۳ پر مذکور ہے!

"یہ امیرالمومنین حضرت علیؓ کے خطبات اور کلمات کا مجموعہ ہے۔ نہج البلاغۃ کا ترجمہ نہج البلاغۃ عربی ادب اور لٹریچر کا بہت ہی گراں مایہ سرمایہ ہے۔ فصاحت و بلاغت زور بیان اور شان کلام معنی آفرینی اور نکتہ سنجی حق کا اثبات اور باطل کی تردید راستی کی پکار اور کذب و دروغ کی نفی اور سچ کا اظہار اور جھوٹ سے بیکار یہ ہے ان خطبات و کلمات کا موضوع"

حضرت علیؓ کا پیغام مومنین کے نام

پہلا ارشاد :- نہج البلاغہ جلد دوم ص ۱۲۲ ترجمہ مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر مرقوم ہے۔

"ایُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَحَقَّ النَّاسِ بِهٰذَا الْاَمْرِ اَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ وَاَعْلَمُهُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ فِيْهِ فَاِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتُعْتِبَ فَاِنْ اَبٰى قُوْتِلَ ... وَلٰكِنِّيْ اُقَاتِلُ رَجُلَيْنِ رَجُلًا ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ وَاٰخَرَ مَنَعَ الَّذِيْ عَلَيْهِ"

ترجمہ :- اے لوگو تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت (و صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو اس صورت میں اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے تو (پہلے) اُسے توبہ و بازگشت کے لیے کہا جائے گا اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ و جدال کیا جائے گا۔ دیکھو میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا۔ ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو اور دوسرا وہ جو اپنے معاہدہ کا پابند نہ رہے۔

غازی :- شیرِ خدا کا کلمہ خطبہ ہی گوہر نایاب ہے۔ لیکن دو تین جملے خصوصی توجہ طلب ہیں۔ اوّل اگر کوئی شخص فتنہ کھڑا کرے گا تو اس کی اصلاح

کی جائے گی ورنہ اُس سے جنگ و جدال کیا جائے گا۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابوبکر صدیق رضؓ نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) فتنہ خلافت کھڑا کر ہی دیا تھا تو حضرت علیؓ پر واجب تھا انہیں سمجھاتے ورنہ جنگ کرتے۔

ثانیاً :- میں دو شخصوں سے جنگ کروں گا جو اس چیز کا مدعی ہو جو اس کی نہیں۔ اگر صدیق اکبرؓ غاصب خلافت تھے تو اس صورت میں بھی شیرِ خدا کا فرض تھا کہ جابر ابوبکرؓ کے ساتھ جنگ کرتے۔

ثالثاً :- جب حضور نے زندگی میں حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کا اعلان کر دیا تھا۔ تو بقولِ روافض صدیق اکبرؓ معاہدہ کے پابند نہ رہے۔ جب کہ خُم غدیر کے مقام پر شیرِ خدا کو بھی تسلیم کر چکے تھے۔ پھر بھی جنگ واجب تھی۔ ان تمام معاملات میں خاموشی و شیر شکر ہونے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ صدیق اکبرؓ کی خلافت حقہ تھی۔

دوسرا ارشاد :- نہج البلاغہ جلد دوم ص ۹۹ ترجمہ مفتی جعفر حسین :

"وَاللّٰهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَلٰى قِتَالِيْ لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا وَلَوْ اَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِنْ رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ اِلَيْهَا۔"

ترجمہ :- خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا۔ اور موقعہ پاتے ہی اُن کی گردنیں دبوچ لینے کے لیے آگے بڑھوں گا۔

غازی :- جب تمام عرب کے مقابلہ میں شیرِ خدا واحد ہی کافی تھے تو پھر

حقِ خلافت حاصل کرنے کے لیے اصحابِ ثلاثہ سے قوت آزمائی
کیوں نہ کی اگر اس کا مطلب یہی سمجھ لیا جائے کہ آپ کا حق چھین لیا تھا
تو پھر کون سی قباحت ہے۔ اگر حضرت علیؓ خلیفۂ بلا فصل ہی تھے
تو حدود اللہ پامال ہوتے دیکھ کر خاموش کیوں بیٹھے رہے۔ آخر یہ
جرأت و قوت کس لیے تھی۔

تیسرا ارشاد: نہج البلاغہ جلد اول مترجم مفتی جعفر حسین ص ۲۷۲
پر مرقوم ہے:

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أُرِيدَ عَلَى الْبَيْعَةِ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ
دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وُجُوهٌ وَأَلْوَانٌ لَا تَقُومُ لَهُ
الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ وَإِنَّ الْآفَاقَ قَدْ أَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ
قَدْ تَنَكَّرَتْ وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ
مَا أَعْلَمُ وَلَمْ أُصْغِ إِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي
فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ
وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيرًا۔

ترجمہ: جب شہادتِ عثمانؓ کے بعد آپ کے ہاتھوں پر
بیعت کا ارادہ کیا گیا تو آپ (حضرت علیؓ) نے فرمایا مجھے چھوڑ
دو اور میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک
ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل
برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اُسے مان سکتی ہیں۔ افق

عالم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ راستہ پہچانتے میں نہیں آتا
تمہیں معلوم ہونا چاہیئے اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو
تمہیں اُس راستے پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے۔ اور اس
کے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے
کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا۔ اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر
جیسے تم ہو ویسا میں ہوں کہ جسے تم اپنا امیر بنا لو اُس کی میں تم سے
زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر
ہے۔

عمازی: نہج البلاغہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا ایک ایک جملہ بلکہ
ایک ایک حرف مومنین کے لیے توجہ طلب ہے اور قابلِ عمل ہے۔
مذکورہ خطبہ کو ایمانی روشنی کے ساتھ مطالعہ کے بعد روافض تو تنازعہ
خلافت سمجھتے ہیں۔ واللہ تفرقہ نہیں رہتا۔ بعد شہادتِ عثمان غنیؓ کے
بعد آپ کے ہاتھوں پر بیعت کا کیا مقصد اور پھر مجھے چھوڑ دو۔ کسی
دوسرے کو امیر بنا لو میں وزیر و مشیر بننا خلیفہ و امیر بننے سے بہتر ہوگا
میں اُس کی پیروی تم سے زیادہ کروں گا۔ کیا یہ ساری کارروائی احکامِ الٰہی
کے خلاف ہو رہی ہے؟ آپ تو خلیفۂ بلا فصل تھے۔ پوچھنے در جہ پر
آپ کو دعوتِ خلافت و امارت کیسی پھر یہ جملہ خصوصی توجہ کا مستحق
ہے کہ مجھے امیر نہ بناؤ میں وزیر و مشیر ہی رہنا چاہتا ہوں۔ اگر اس خطبہ
کو حضرت علیؓ کا فیصلہ اٹل ہی سمجھ لیا جائے کہ مجھے خلافت حضرت

عثمان غنیؓ کے بعد ملی۔ جسے میں نے چار سال تو بہ احسن طریقہ سے نبھایا۔ تو کیا یہی منشائے خدا و مصطفےٰ نہیں ہے! ہے کوئی مومن حیدرِ کرار کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کر کے صحیح معنوں میں حیدری کہلانے والا۔

چوتھا ارشاد:۔ نہج البلاغۃ جلد دوم ص ۲۴۶ ترجمہ مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّمَ بِهِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَعْدَ بَيْعَتِهِ
بِالْخِلَافَةِ وَقَدْ عَتَبَا مِنْ تَرْكِ مَشُورَتِهِمَا وَالِاسْتِعَانَةِ فِي الْأُمُورِ بِهِمَا
وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ وَلَكِنَّكُمْ
دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا وَحَمَلْتُمُونِي عَلَيْهَا فَلَمَّا أَفْضَتْ إِلَيَّ نَظَرْتُ إِلَى كِتَابِ
اللَّهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا وَأَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُهُ وَمَا اسْتَنَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْتَدَيْتُهُ۔

ترجمہ:۔ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد طلحہؓ و زبیرؓ نے آپ سے شکایت کی کہ اُن سے کیوں مشورہ نہیں لیا جاتا۔ اور کیوں اُن سے امداد کی خواہش نہیں کی جاتی تو حضرت (علیؓ) نے فرمایا خدا کی قسم مجھے تو کبھی بھی اپنے لیے خلافت اور امامت کی حاجت و تمنا نہیں رہی۔ تم ہی لوگوں نے مجھے اُس کی طرف دعوت دی اور اُس پر آمادہ کیا۔ چنانچہ جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے اللہ کی کتاب کو نظر میں رکھا اور جو لائحہ عمل اس نے ہمارے سامنے پیش کیا۔ اور جس طرح فیصلہ کرنے کا اُس نے حکم دیا میں اُسی کے مطابق چلا اور جو سنتِ پیغمبر قرار پا گئی۔ اُس کی پیروی کی۔

غازی:۔ جب حضرت علیؓ کو ناطقِ قرآن سمجھا جاتا ہے تو پھر آپ کے ارشادات و ملفوظات پر یقین و عمل بھی کرنا چاہیے وہ تو اللہ کی قسم اُٹھا کر فرما رہے ہیں کہ مجھے کبھی بھی ولایت و خلافت کی خواہش نہیں رہی۔ اب چودہ سو سال کے بعد متعلقین و مومنین کا آئے دن واویلا اور یہ رٹ لگانا کہ اصحابِ ثلاثہ نے شیرِ خدا سے خلافت غصب کر لی اس میں کس قدر حقیقت ہے۔ حیدرِ کرار کے فرمان کے بعد جو خلافت بلافصل کے متعلق قرآنی آیات اور حدیث رسول پیش کی جاتی ہیں۔ اُن کے کیا معنی مدعی کو تو ولایت و خلافت کی خواہش ہی نہیں پھر تبرّا ان سیاہ پوش خواہ مخواہ رفیقِ رسول صدیقِ اکبرؓ کو غاصبِ خلافت پکار پکار کر اپنی عاقبت سیاہ کر رہے ہیں

پانچواں ارشاد:۔ نہج البلاغۃ جلد سوم ص ۱ ترجمہ مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ جَبْهَةِ الْأَنْصَارِ
وَسَنَامِ الْعَرَبِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَمْرِ عُثْمَانَ حَتَّى يَكُونَ
سَمْعُهُ كَعِيَانِهِ إِنَّ النَّاسَ طَعَنُوا عَلَيْهِ فَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
أُكْثِرُ اسْتِعْتَابَهُ وَأُقِلُّ عِتَابَهُ وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا

فِيهِ الْوَجِيفُ وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ وَكَانَ مِنْ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ۔

ترجمہ: خدا کے بندے علی امیرالمومنین کی طرف سے اہلِ کوفہ کے نام جو مددگاروں میں برسرِ گروہ اور قوم عرب میں بلند نام ہیں عثمان رض کے معاملہ سے تمہیں اس طرح آگاہ کیئے دیتا ہوں کہ سُننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے لوگوں نے اُن پر اعتراض کیئے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا ان (عثمان غنی رض) کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو اور شکوہ و شکایت بہت کم کرتا تھا۔ البتہ اُن کے بارے میں طلحہ و زبیر رض کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تُند و تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی اور درشتی لیے ہوئے تھی۔ اور ان پر عائشہ رض کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا۔ چنانچہ ایک گروہ آمادہ ہو گیا۔ اور اس نے انہیں (عثمان غنی رض) کو قتل کر دیا۔ اور لوگوں نے میری بیعت کرلی۔ اس طرح کہ نہ ان پر کوئی زبردستی تھی اور نہ انہیں مجبور کیا گیا تھا۔ بلکہ انہوں نے رغبت و اختیار سے ایسا کیا تھا۔

قارئین: نہج البلاغۃ کا ہر خطبہ مومنین کو دعوتِ عمل دیتا ہے مذکورہ خطبہ میں حضرت علی رض کا یہ ارشاد کہ میں مہاجرین میں سے عثمان غنی رض کی ذات پر شکوہ و شکایت نہیں کرتا تھا بلکہ عوام کو منع کرتا تھا۔ اُس دور کے مومنین کس قدر اچھے ہوں گے جو شیرِ خدا کے ارشادات پر عمل کرتے ہوں گے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمانا میری بیعت شہادتِ عثمان غنی رض کے بعد برضا و رغبت ہوئی سب سے قابلِ غور مسئلہ یہ ہے کہ ربِ کریم تو یہ فرمائے کہ میرے مصطفےٰ کا علی رض وصالِ محبوب کے بعد سن دس ہجری کو خلیفہ بلا فصل ہوگا۔ بقولِ روافض اصحاب ثلاثہ نے مخالفت کی اور اُن سے حقِ خلافت چھین لیا۔ اسی خلافت کو آپ نے عثمان غنی رض کی شہادت کے بعد بسر و چشم سن ۳۵ ہجری میں قبول کر لیا۔ اور بقول محدثین و مورخین چار سال نو ماہ کرسی خلافت پر متمکن رہے۔ ان واضح حقائق کے بعد آپ کو خلیفہ بلا فصل کہنا حقیقت کو چھپانا دن کو رات اور رات کو دن کہنے کے مترادف ہے۔

چھٹا ارشاد: نہج البلاغۃ جلد اوّل ص ۱۰۵ مترجم مفتی جعفر حسین صفحہ مذکورہ پر درج ہے:

وَاللهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي

ترجمہ: خدا کی قسم میں وہ ہوں جس نے سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو اب آپ پر کذب تراشی میں کس طرح پہل کروں۔ میں نے اپنے حالات پر نظر کی تو دیکھا کہ میرے لیے ہر قسم کی بیعت سے اطاعتِ رسول مقدم تھی اور اُن سے کیئے ہوئے عہد و پیمان کا جوا میری

گردن میں تھا"

حضرت علیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عہد و پیمان کیا تھا

فارسی شرح نہج البلاغۃ سید علی نقی فیض الاسلام جلد دوم ص ۱۴۳ مطبوعہ طہران خطبہ مذکور پر مرقوم ہے:

"در امر خلافت خود اندیشہ کردہ دیدم اطاعت و پیروی از فرمان حضرت رسول فرمودہ بود اگر کار بجدال بکشند سر فرود آورم بر من واجب است بیعت کردم و بہ طبق عہد و پیمان خود با آں حضرت رفتار نمودم"

ترجمہ: ارے میں نے امر خلافت میں غور کیا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق اگر معاملہ جنگ و جدال تک پہنچے تو اطاعت و پیروی کرتے ہوئے سر نیچا رکھوں گا اور میرے پر واجب ہے کہ بیعت کروں گا اور حضور کے عہد و پیمان کے مطابق چلوں گا"

غازی: مفتی جعفر حسین صاحب نے مذکورہ خطبہ شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے بڑی مشکل سے دامن بچایا ہے اگر حقیقت سے پردہ اٹھا دیتے تو آج ہی سیاہ پوشان کی نظروں سے گر جاتے بھلا ہو شارح نہج البلاغۃ علی نقی فیض الاسلام کا جس نے اطاعت رسول کی پوری پوری تشریح کر دی وہ کیا تھی کہ اے علیؓ میرے یار غار صدیق اکبرؓ کی پیروی میرے وصال کے بعد تم پر فرض ہوگی اور ساتھ ہی اس کی بیعت بھی واجب ہوگی سبحان اللہ حیدر کرارؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی بیعت فرما کر اطاعت رسول کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔

حضرت علی کا ارشاد متعلق اوقات نماز

ساتواں ارشاد:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

ترجمہ: بے شک، نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

نہج البلاغۃ جلد دوم مترجم مفتی جعفر حسین ص ۱۱۳ پر مرقوم ہے:

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أُمَرَاءِ الْبِلَادِ فِي مَعْنَى الصَّلٰوةِ

أَمَّا بَعْدُ فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتَّى تَفِيءَ الشَّمْسُ مِنْ مَرْبِضِ الْعَنْزِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِيْنَ يُسَارُ فِيْهَا فَرْسَخَانِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِيْنَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ وَيَدْفَعُ الْحَاجُّ وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِيْنَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ وَلَا تَكُوْنُوْا فَتَّانِيْنَ

ترجمہ: نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام ظہر

کی نماز پڑھاؤ اس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھا دینا چاہیئے کہ سورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جا سکے۔ اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں۔ اور عشاء کی نماز مغرب کی سرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھاؤ اور صبح کی نماز اس وقت پڑھاؤ جب آدمی اپنے ہمراہی کا چہرہ پہچان سکے اور نماز اتنی مختصر پڑھاؤ جو اُن میں سب سے کمزور فرد پر بھی بار نہ ہو۔ اور لوگوں کے صبر آزما نہ بن جاؤ:

غازی: قارئین حضرات یقیناً محسوس فرمائیں گے کہ مذکورہ خطبہ موضوع سے متعلق نہیں۔ اسے درج کرنے کا مقصد کیا ہے وہ یہ کہ ناسات کے خط اور علی المرتضےٰ کے فرمان کے مطابق پانچ نمازیں اوقات مقررہ پر فرض فرمائی گئی ہیں۔ اب دیکھیئے کہ اس پر عمل کرنے والے اہل سنت ہیں یا محبان سیاہ پوشان۔ روافض جو اللہ کا نام تو دن میں ایک آدھ مرتبہ لیتے ہوں گے۔ اور وظیفہ حیدری دُم دُم کے ساتھ کرتے ہیں۔ لیکن علماء اہل سنت کی مساجد صرف پاکستان ہی نہیں دنیا میں جہاں کہیں بھی سنی آبادی ہیں۔ پانچوں اذانیں بر وقت اور با جماعت نمازوں کا اہتمام ہے۔ ادھر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ صرف

نارووال میں چھبیس سال کے عرصہ میں روافض کی طرف سے فجر اور شام کی اذانوں کے علاوہ ظہر و عصر اور عشاء کی اذانیں میرے کانوں نے نہیں سنیں۔ اگرچہ اذانیں نہیں تو نمازوں کا بھی یہی حال ہوگا؟ سنا ہے کہ یہ لوگ ظہر و عصر کو ملا کر ظہرین پڑھتے ہیں۔ اور شام و عشاء کو ملا کر مغربین پڑھتے ہیں۔ یہ خود ساختہ عمل رب کریم اور شیر خدا کے ارشادات کے سراسر خلاف ہے۔ ایک دوست نے دریافت کیا کہ آخر پانچ نمازوں کو تین اوقات میں پڑھنے کا مقصد کیا ہے۔ تو اس کے جواب میں میں نے یوں کہا کہ یہ لوگ کاروباری ہوتے ہیں۔ چار بجے تک گاہکوں کا رش ہوتا ہے۔ گاہک ختم ہوتے ہی ظہرین پڑھ لی۔ اس کے بعد شام تک لوگ گھروں کو چلے گئے تو مغربین پڑھ لی۔ گاہک بھی خوش اور رحمان بھی راضی اصل حقیقت یہ ہے۔ اب موازنہ فرمائیے کہ حیدری، صدیقی فاروقی کہلانے والے اہل سنت حق پر ہیں؟ یا مولائے کائنات کی حدوں کو توڑنے والے؟ الحمدللہ صحیح معنوں میں حیدری کہلانے کے حقدار اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ جو آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور یوم النشور تک کرتے رہیں گے؟

آٹھواں ارشاد: نہج البلاغہ جلد دوم ص ۱۴۳ ترجمہ مفتی جعفر حسین:

لو تمکن بیعتکم ایای فلتة ولیس امری و امرکم واحدا انی اریدکم

لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَنِيْ لِاَنْفُسِكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اَعِيْنُوْنِيْ عَلٰى
اَنْفُسِكُمْ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَاُنْصِفَنَّ الْمَظْلُوْمَ مِنْ ظَالِمِهٖ وَلَاَقُوْدَنَّ
الظَّالِمَ بِخِزَامَتِهٖ حَتّٰى اُوْرِدَهٗ مَنْهَلَ الْحَقِّ وَاِنْ
كَانَ كَارِهًا

ترجمہ :۔ فرمایا حضرت علیؓ نے تم نے میری بیعت اچانک اور بے سمجھے سوچے نہیں کی تھی اور میرا اور تمہارا معاملہ یکساں ہے۔ تمہیں اللہ کے لیے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے لیے چاہتے ہو۔ اے لوگو اپنی نفسانی خواہشوں کے مقابلہ میں میری اعانت کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کا اُس کے ظالم سے بدلہ لوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اُسے چشمۂ حق تک کھینچ کر لے جاؤں گا۔ اگرچہ اُسے یہ ناگوار کیوں نہ گزرے۔"

غازی :۔ ویسے تو حضرت علیؓ کا ہر خطبہ سرچشمۂ ہدایت ہے لیکن مذکورہ خطبہ میں خاص طور پر چند قابل غور جملے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بیعت اچانک اور بے سوچے سمجھے نہیں ہوئی تھی یہ بیعت کب اور کہاں ہوئی۔ اور کرنے والے کون تھے۔ کہیں یہ اہل سنت کے مسلک کی تائید تو نہیں ہو رہی؟ آپ تو خلیفۂ بلافصل تھے۔ اور ساتھ ہی خدا کی قسم اُٹھا کر حیدر کرار نے یوں فرمایا کہ میں ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر چشمۂ حق تک لے جاؤں گا۔ اگر بقول ذاکرین صدیق اکبر ظالم ہی تھے۔ تو پھر اُن کے ناک میں نکیل ڈال کر اُنہیں

چشمۂ حق پر لے جانا چاہیئے تھا۔ کہیں یہ آج کل ساری کارروائی یارانِ مصطفٰے کو بدنام کرنے کے لیے تو نہیں گھڑی گئی! ورنہ شیرِ حق (معاذاللہ ثم معاذاللہ) غاصب خلافت صدیق اکبر کو کبھی معاف نہ کرتے۔ آخر یہ طاقت کس لیے تھی۔ مذکورہ خطبہ کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اصحابِ ثلاثہ کی مشاورتی کونسل کے ممبر ہو کر ہمیشہ قرآن و سنت کے مطابق مشورے دیئے اور فیصلے کیے۔

قول ارشاد :۔ نہج البلاغۃ جلد سوم ص ۱۷ ترجمہ مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر درج ہے!

وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ
الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ
يَكُنْ لِّلشَّاهِدِ اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى
لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا
كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ
رَدُّوْهُ اِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰى قَاتَلُوْهُ عَلَى اتِّبَاعِهٖ غَيْرَ سَبِيْلِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى وَلَعَمْرِيْ يَا مُعَاوِيَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ
دُوْنَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّيْ اَبْرَاَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ اَنِّيْ
كُنْتُ فِيْ عُزْلَةٍ عَنْهُ اِلَّا اَنْ تَتَجَنّٰى فَتَجَنَّ مَا بَدَا لَكَ
وَالسَّلَامُ

ترجمہ:۔ معاویہ رضؓ ابن ابی سفیان کے نام جن لوگوں نے
ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔ انہوں نے میرے
ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی۔ جس اصول پر وہ ان
کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بنا پر جو حاضر ہے اُسے پھر
نظرِ ثانی کا حق نہیں۔ اور جو بروقت موجود نہ ہو اُسے رد کرنے
کا اختیار نہیں۔ اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین انصار کو ہے
وہ اگر کسی پر ایکا کر لیں اور اُسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ
کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو شخص اس کی شخصیت
پر اعتراض یا نیا طریقہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اُسے وہ
سب اُسی طرف واپس لائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے
اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقہ
سے ہٹ کر دوسری راہ ہو لیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ
بھی اُسے اُدھر ہی پھیر دے گا۔ اے معاویہؓ میری جان کی
قسم اگر تم اپنی نفسانی خواہشوں سے دُور ہو کر عقل سے دیکھو
تو سب لوگوں سے زیادہ مجھے عثمانؓ کے خون سے بری
پاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم بہتان باندھ کر کھلی ہوئی چیزوں پر پردہ
ڈالنے لگو۔ والسلام

مذکورہ خطبہ کی تصحیح مفتی جعفر حسین کی تشریح

نہج البلاغۃ ص ۱۷

"جب امیر المومنین (علیؑ) کے ہاتھ پر تمام اہلِ مدینہ نے
بالاتفاق بیعت کر لی تو معاویہ رضؓ نے اپنے اقتدار کو خطرہ
محسوس کرتے ہوئے بیعت سے انکار کر دیا اور آپ
کی خلافت کی صحت کو محلِ نظر قرار دینے کے لیے یہ غلط
تراشا کر یہ عمومی انتخاب سے قرار نہیں پائی۔ لہٰذا اس انتخاب
کو مسترد کر دیا جائے۔ دوبارہ انتخاب عام ہونا چاہیئے حالانکہ
جس خلافت سے اصولِ انتخاب کی بنیاد پڑی وہ ایک ناگہانی
صورتِ حال کا نتیجہ تھی۔ جس میں عام افراد کی رائے دہندگی کا
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اُسے عمومی اختیار کا نتیجہ کہا جا سکے
البتہ عوام پر اُس کی پابندی عائد کر کے اُسے فیصلہ جمہور سے
تعبیر کر لیا گیا۔ جس سے یہ اصول قرار پا گیا کہ جس کو اکابر مدینہ
منتخب کر لیں۔ وہ تمام دنیا ئے اسلام کا نمائندہ متصور ہوگا اور
اور کسی کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہ ہوگی خواہ وہ انتخاب
کے موقعہ پر موجود ہو یا موجود نہ ہو بہر صورت اسی اصول کے
قرار پا جانے کے بعد معاویہ رضؓ کو یہ حق نہ پہنچتا تھا کہ وہ
دوبارہ انتخاب کی تحریک یا بیعت سے انکار کرے جبکہ

وہ عملی طور پر اُن خلافتوں کو صحیح تسلیم کر چکا تھا کہ جن کے متعلق یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ وہ مدینہ کے اہلِ حل و عقد نے طے کی تھیں۔ چنانچہ جب اس نے اس انتخاب کو غلط قرار دیتے ہوئے بیعت سے انکار کیا تو امیر المومنین (حضرت علی رض) نے اصولِ انتخاب کو اس کے سامنے پیش کرتے ہوئے اس پر حجت تمام کی۔

حضرت علیؓ کے مذکورہ خطبہ کے چند اقتباسات

نتائج (۱) حضرت علی رض کی بیعت سے پیشتر تین خلفاء ابوبکر رض، عمر رض، اور عثمان رض کے دورِ خلافت گذر چکے تھے۔

۲۔ حضرت علی رض کے ہاتھ پر مدینہ شریف والوں نے خلفائے ثلاثہ کے اصولوں کے مطابق بیعت کی۔

۳۔ بیعت ہو چکنے کے بعد حاضر کو نظر ثانی کا حق نہیں اور غیر حاضر کے لیے انکار کی گنجائش نہیں۔

۴۔ شوریٰ مہاجرین و انصار کا حق ہے۔ جسے وہ خلیفہ منتخب کریں اللہ کی رضامندی اُسی میں ہو گی۔

۵۔ مذکورہ طریقہ انتخاب پر اگر کسی کو اعتراض ہو گا تو اُسے واپس اسی جگہ لوٹا دیا جائے گا جس جگہ سے اس نے انحراف کیا ہو گا

۶۔ حضرت علی رض نے فرمایا میرا دامن خونِ عثمانؓ سے پاک ہے

۷۔ اگر کوئی خلفائے ثلاثہ کے انتخاب پر اعتراض کرے گا تو اس کے ساتھ جنگ کی جائے گی

۸۔ خلفائے ثلاثہ کی بیعت کا طریقہ مومنین کا طرز عمل ہے۔ جس کی حضرت علی رض نے تائید فرمائی۔

۹ اختتام خطبہ پر حضرت امیر معاویہ رض کے نام سلام

مذکورہ خطبہ نے حضرت علی رض کی خلافتِ بلافصل کے تمام تنازعات حرفِ غلط اور نوشتہء دیوار کی طرح مٹا دیئے ہیں۔ خطبہ مذکورہ کی تشریح میں ماتمیان سیاہ پوش تبرائیوں کو مفتی صاحب نے خوش کرنے کی جسارت کی ہے۔ لیکن پھر بھی۔ "الفضل ما شھدت بہ الاعداء" بزرگی وہ ہے جس کی دشمن بھی تعریف کرے کے ماتحت حق روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ نہج البلاغۃ کا یہ معرکۃ الآرا خطبہ خطبات میں صفِ اوّل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس پر یقین و عمل کیوں نہیں کیا جاتا؟ وہ اس لیے کہ تبرائی ذاکرین کا کاروبار مسدود ہی نہیں بلکہ بالکل ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ اس برحان قاطع اور شگافتہ اعلان کے بعد مزید خلافتِ بلا فصل کے بارے میں دلائل کی قطعاً ضرورت نہیں رہتی۔ بدانفس جب حضرت علی رض کو معصوم عن الخطار اور ہم مرتبہ مصطفیٰ بھی سمجھتے ہیں تو پھر اے تبرائیو! میں تمہیں مولا عباسؓ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ جب شیرِ خدا واضح طور پر حضرت امیر معاویہ رض کو چھٹی تحریر فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"مجھ سے پیشتر ابوبکر رض، عمر رض و عثمان رض غنی کے دور خلافت

گذر چکے ہیں۔ جس طرح اُن کی خلافتیں معرضِ وجود میں آئیں اسی قانون یعنی شورائی طرزِ عمل سے مجھے بھی خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے۔ جس میں رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ بھی شامل ہے۔

اب بھی اس کے بعد خلافتِ بلافصل کی رٹ لگانا حیدرِ کرار کے حکم کو ٹھکرانا یارانِ مصطفےٰ کی روح کو تڑپانا رضائے الٰہی کے خلاف قدم اُٹھانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

دسواں ارشاد: نہج البلاغۃ جلد سوم ص ۱۸ مترجم مفتی جعفر حسین صاحب مذکور پر مرقوم ہے:

لِأَنَّهَا بَيْعَةٌ وَاحِدَةٌ لَا يُثَنَّى فِيهَا النَّظَرُ وَلَا يُسْتَأْنَفُ فِيهَا الْخِيَارُ الْخَارِجُ مِنْهَا طَاعِنٌ وَالْمُرَوِّي فِيهَا مُدَاهِنٌ

ترجمہ: (فرمایا حضرت علیؓ نے) یہ بیعت ایک ہی دفعہ ہوتی ہے نہ پھر اس میں نظرِ ثانی کی گنجائش ہوتی ہے۔ اور نہ پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے۔ اس سے منحرف ہونے والا نظامِ اسلامی پر معترض قرار پاتا ہے۔ اور غور و تأمل سے کام لینے والا منافق سمجھا جاتا ہے۔

غمازی: مفتی جعفر حسین صاحب نے خطبہ مذکور کی تشریح نہیں کی انہیں حق بیان کرتے ہوئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت علیؓ نے بیعت لینے کے بعد منحرف ہونے والوں کو ہدایت کی ہے کہ اب تمہارے لیے انکار کی گنجائش نہیں رہی۔ جو تم یہ کہتے ہو کہ دوبارہ چناؤ ہو وہ بھی اسلامی نظریہ کے خلاف ہے۔ اس خطبہ میں جو مسلکِ اہلِ سنت کی تائید اور خلافتِ بلافصل کی تردید ہو رہی ہے اور یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت چوتھے درجہ پر چناؤ کے ذریعہ معرضِ وجود میں آئی۔

گیارہواں ارشاد: نہج البلاغۃ جلد دوم ص ۱۹ پر مرقوم ہے:

بَعْدَ مَا بُويِعَ بِالْخِلَافَةِ وَقَدْ قَالَ لَهُ قَوْمٌ مِنَ الصَّحَابَةِ لَوْ عَاقَبْتَ قَوْمًا مِمَّنْ أَجْلَبَ عَلَى عُثْمَانَ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا إِخْوَتَاهُ إِنِّي لَسْتُ أَجْهَلُ مَا تَعْلَمُونَ وَلَكِنْ كَيْفَ لِي بِقُوَّةٍ

ترجمہ: آپ (یعنی حضرت علیؓ) کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہؓ کی ایک جماعت نے آپ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کو جنہوں نے عثمانؓ پر فوج کشی کی تھی سزا دیں۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے بھائیو جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے؟

غمازی: حضرت علیؓ کی بیعت ہو چکنے کا جملہ ہی خلافتِ بلافصل کی تردید کر رہا ہے اور جن لوگوں نے عثمان غنیؓ پر فوج کشی کی یہ عبارت بھی خلافتِ بلافصل کے مخالف ہے۔ جب حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل ہی تھے تو پھر درجہ چہارم پر بیعت کیسی؟ وعلم الٰہی تو یہ تھا، روافض خلافتِ بلافصل کے متعلق تھا۔ یہ خطبہ بھی اہلِ سنت کے مسلک کی تائید کرتا ہے۔

بارہواں ارشاد: نہج البلاغۃ جلد اوّل ص ۱۰۸ پر مرقوم ہے:

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْخَوَارِجِ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَهُمْ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ نَعَمْ إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلّٰهِ وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ وَيُبَلِّغُ اللّٰهُ فِيهَا الْأَجَلَ وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ

ترجمہ: جب آپ نے خوارج کا قول لاحکم الا للہ حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے سنا تو فرمایا۔ یہ تو تمہاری بات صحیح ہے۔ واقعی بے شک حکم اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ مگر یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا۔ اگر اچھا ہو گا تو مومن اس کی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا۔ اور بُرا ہو گا تو کافر اُس کے عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہو گا اور اللہ اس نظامِ حکومت میں ہر چیز کو اُس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا۔ اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج و غنیمت) جمع ہوتا ہے دشمن سے لڑا جاتا ہے۔

نمازی: خطبۂ مذکورہ میں جناب ممدوح نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ مومن تو درکنار کافر بھی دنیوی امور میں آزاد ہے۔ کسی مسافر کو راہزنوں کا خطرہ نہ ہو۔ مظلوم کا بدلہ ظالم سے لیا جا سکے۔ عدل و مساوات کا دور ہو نیک شخص کو بدکردار لوگ نہ ستائیں اور ساتھ ہی

یہ بھی فیصلہ فرما دیا کہ امام کا معصوم ہونا شرط نہیں بلکہ ہر ایک نیک اور بد کو عہدہ مل سکتا ہے۔ یہ باتیں خوارج کے سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہیں۔ بالآخر آپ نے یوں فرمایا تم لوگ مجھے کچھ سمجھو درجہ امارت سے تم مجھے گرا نہیں سکتے۔ کیونکہ حاکم و امام کا معصوم ہونا شرط نہیں۔

حضرت علیؓ کے مذکورہ بالا ارشادات پر ایک نظر

نمازی: شیعو بارہ ائمہ کے ماننے والو! میں تمہیں ائمہ اثنا عشریہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں۔ حضرت علیؓ کے ارشادات کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ جب شیرِ خدا بقول شما معصوم عن الخطاء بھی تھے تو پھر اُن کے احکامات سے روگردانی کیوں؟ درج شدہ خطبات میں آپ نے وضاحت سے ہر پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"مجھے امیر نہ بناؤ میں وزیر رہ کر بہتر کام کروں گا"

کبھی یہ فرمایا کہ:

"مجھ سے پیشتر ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ خلفاء گزر چکے ہیں اور میری خلافت بھی شورائی طریقہ سے معرضِ وجود میں آئی۔"

عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد میرے ہاتھ پر مومنین نے بورضا ورغبت بیعت کی ۔

ایک اور مقام پر شارح نہج البلاغۃ علی نقی فیض الاسلام نے یہ بھی وضاحت کردی کہ ؛

"حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت بھی فرمائی"

اور بارہویں خطبہ میں یہ بھی وضاحت فرما دی کہ ؛

"حاکم و امام کا معصوم ہونا شرط نہیں"

ناطقِ قرآن کے فیصلہ کے بعد مزید کسی دلیل کی حاجت تو نہیں رہتی ؟ لیکن ابھی بہت سے محدثین و موزخین روافض ایسے ہیں جو حضرت علیؓ کے متبعین میں سے ہیں ۔ ان کو بھی گواہوں کی صف میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

حضرت علیؓ نے امام الصحابہؓ جناب صدیق اکبرؓ کی بیعت بھی فرمائی !

حوالہ نمبر ۱

روافض کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی ص ۵۴ مطبوعہ نجف اشرف ، صفحہ مذکور پر مرقوم ہے ؛

ثُمَّ تَنَاوَلَ يَدَ اَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ ۔

ترجمہ :- پھر حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت فرمائی ۔

غازی :- یہ بیعت پیر و مرشد والی نہیں ۔ بلکہ خلافت کو تسلیم کرنے کی بیعت تھی ۔

حوالہ نمبر ۲

کتاب ابطال الاستدلال لابن الزریع والضلال ص ۱۴۴ مولفہ امیر الدین ناشر امامیہ کتب خانہ لاہور صفحہ مذکور پر درج ہے ؛

"اکثر علماء شیعہ کے نزدیک جناب امیر (علیؓ) کی بیعت ابوبکر صاحب سے ہرگز ثابت نہیں جو بعض اثبات بیعت کے قائل ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ جناب امیر اور اُن کے تابعین نے اپنی خواہش اور دلی محبت سے بیعت نہیں کی ۔ بلکہ اُن سے بجبر و اکراہ بیعت کروائی گئی "

حوالہ نمبر ۳

ترجمہ مقبول ص ۱۰۸۹ پارہ ۳۰ سورۃ والشمس کے ماتحت صفحہ مذکور پر حاشیہ مرقوم ہے ؛

" وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ، تفسیر قمی میں جناب امام جعفر سے منقول ہے ۔ کہ اس سے مراد اوّل (ابوبکرؓ) و ثانی (عمرؓ) ہیں جب کہ انہوں نے جناب امیر المومنین سے بیعت کرنے میں اپنے ہاتھوں کو حضرت کی ہتھیلیوں سے چھوا تھا ۔"

غازی :- حوالہ نمبر ۲ میں امیر الدین صاحب نے صدیق اکبرؓ کے

ہاتھوں پر حضرت علیؓ کا زبردستی بیعت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صرف ہاتھوں پر ہاتھ رکھے گئے ہیں، دلی محبت سے بیعت نہیں کی گئی۔ بعد ازیں سیّد مقبول صاحب جن کا ترجمہ و تفسیر تقریباً تبدیل کر دیا گیا ہے۔ راقم الحروف کے پاس سترہ نومبر سن انیس صد ۱۹۵۶ چھپن کی خرید ہے۔ سیّد مقبول صاحب لیڈر حاکان پکڑنے کی کافی مہارت رکھتے ہیں۔ بقول باقر مجلسی تہرانی مجالس حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ مطبع اثنا عشری دہلی صفحہ ۲۹ پر مذکور ہے کہ:

"آپ (حضرت علیؓ) نے گھوارے میں اژدہا کو دو ٹکڑے کیا۔ کہ خود (علیؓ) کو رب کریم نے شیر دل جیسی جرأت و قوت کس لیے عطا فرمائی تھی؟"

اگر سیّد صاحب صاحبِ احتجاج طبرسی کی طرح صحیح واقعہ بیعت نقل فرما دیتے تو کون سی قباحت تھی۔ ہاں ایک خطرہ ضرور تھا، قبا لباس سیاہ پوشاں بگڑ جاتی تو کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا۔

حوالہ نمبر ۴

نہج البلاغۃ جلد دوم ص ۲۸۶ ترجمہ رئیس احمد جعفری، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۲۸۶ پر مرقوم ہے:

"شیعان علیؓ کے نام جامعہ خطوط (حضرت علیؓ نے فرمایا) کہ دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ ابوبکرؓ پر ٹوٹ پڑے ہیں، اور بیعت کر رہے ہیں۔ یہ سوچ کر میں بھی اٹھا اور ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پھر ان کے ساتھ معاملات کی درستگی پر کمربستہ ہو گیا۔ آخر باطل مر گیا اور کفار کے علی الرغم کلمۂ الٰہی سربلند ہو گیا۔ ابوبکرؓ کی حکومت ٹھیک اور روش سیدھی رہی۔ اعتدال سے انہوں نے تجاوز نہ کیا۔ ان کے ساتھ میری ناصحانہ رفاقت تھی۔ اور میں ان سب کاموں میں ان کی مجاہدانہ اطاعت کرتا رہا۔ جن میں وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تھے۔ پھر جب ابوبکرؓ کا وقت آخر ہوا تو انہوں نے عمرؓ کو بلایا اور خلافت سپرد کر دی۔ ہم نے ان کی بات مان لی اطاعت کی (عمرؓ کی) بیعت سے انکار نہ کیا۔ اور خیر خواہی کے وطیرے پر قائم رہے۔ عمرؓ کی سیرت بھی پسندیدہ تھی، اور وہ شہر بھر اقبال مند رہے۔ (عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد) پھر مجھ سے کہنے لگے آگے بڑھو اور عثمانؓ کی بیعت کرو، ورنہ ہم تم سے جہاد کریں گے۔ مجبوراً مجھے (عثمانؓ کی) بیعت کرنا پڑی اور ثواب خداوندی کی امید پر میں نے صبر کر لیا۔"

حوالہ نمبر ۵

کتاب حق الیقین مصنفہ ملا باقر مجلسی ص ۱۶۷ مطبوعہ طہران:

"پس زبیر را گفتند بیعت کن او ابا کرد و عمرؓ و خالدؓ وغیرہ شمشیر را از دست او گرفتند و شکستند و او را کشیدند تا بجبر بیعت کرد سلمان گفت پس مرا گرفتند و گردن مرا فشردند تا سلعہ داگردن من بہم رسید و بجبر بیعت کردم پس ابوذر و مقداد را بجبر و اکراہ بیعت

فرمودند و امیر المومنین و ما چہار نفر بجبر بیعت کردیم"

ترجمہ :- پھر زبیرؓ کو (صحابہ) نے بیعت کے لیے کہا اس نے انکار کیا۔ عمرؓ اور خالدؓ اور مغیرہؓ نے زبیرؓ کی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر توڑ دی اور کھینچا حتیٰ کہ انھوں نے بجبر بیعت کی سلمان نے کہا پھر انھوں نے مجھے پکڑا اور میری گردن دبا کر رسّی تیر گلے میں ڈال دی۔ میں نے مجبور ہو کر بیعت کر لی۔ پھر ابوذرؓ اور مقداد نے بھی جبر و اکراہ سے بیعت کی۔ الغرض امیر المومنین اور ہم چار آدمیوں نے مجبوراً بیعت کی"

حوالہ نمبر ۶

رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۴ :

عن ابی جعفر قال کان الناس اہل الردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلثۃ فقلت من الثلثۃ فقال المقداد بن الاسود ابوذر الغفاری وسلمان الفارسی ثم عرف الناس بعد یسیر وقال ھؤلاء الذین دارت علیہم الرحا و ابوا ان یبایعوا لابی بکر حتی جاؤا امیر المومنین فکرھا فبایع

ترجمہ :- امام محمد باقرؒ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک کے بعد تین آدمیوں کے علاوہ سب مرتد ہو گئے (حنان بن سدیر) کہتے ہیں میں نے کہا وہ تین کون ہیں؟ امام محمد باقرؒ نے فرمایا مقداد بن الاسود ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔ کچھ مدت بعد لوگوں نے پھر اسلام

کو پہچانا اور فرمایا اصل یہی لوگ ہیں۔ جن پر دار و مدار ہے اور انھوں نے ابوبکرؓ کی بیعت سے انکار کیا۔ حتیٰ کہ امیر المومنین مجبور ہو کر آئے اور بیعت کی"

حوالہ نمبر ۷

جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی مطبوعہ طہران ص ۱۴۱ تا ۱۴۵ :

"پس آں کافراں ریسمانی در گردن آں حضرت انداختند و بسوئے مسجد کشیدند پس دست آں حضرت را گرفتند و ابوبکر دست نحس خود را دراز کردہ بر دست حضرت رسانید"

ترجمہ اردو سید عبدالحسین رافضی تبرائی۔ جلاء العیون جلد اول ص ۲۰۶ تا ۲۰۸ اشقیاء نے امت گلوئے مبارک حضرت (علیؑ) میں ریسمان (رسّی) ڈال کر مسجد میں لے گئے۔ لوگوں نے جن میں عمرؓ بھی تھے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ لیا زبردستی اور ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضرت (علیؑ) کے ہاتھ تک پہنچایا"

قارئین! روافض کے خاتم المحدثین ملاں باقر مجلسی کو واقعہ بیعت بیان کرتے ہوئے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ شیرِ خدا نے آخر طاقت استعمال کیوں نہ کی۔ گلے میں (معاذ اللہ) بزدلوں کی طرح رسّی ڈلوانے کھینچے کھچانے میں کون سی مصلحت تھی جو حضرت علیؓ خاموش رہے مرحب کو چیر ڈالنے والے در خیبر کو بائیں ہاتھ سے اکھاڑنے والے جسے چالیس مرد اٹھاتے تھے۔ مشکل کشا کی تلوار کیوں نہ حرکت میں،

آتی۔ رب کریم نے کفار و مشرکین دشمنانِ اسلام کے ساتھ سختی کا حکم دیا ہے کیوں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ حوالہ مذکورہ سے ہمارا مسلک صاف واضح ہے کہ حضرت علی رض نے صدیق اکبر رض کی بیعت فرمائی اور لڑنے لڑانے، کھینچنے کھچانے، بیٹھنے بٹھانے کے ایچ پیچ صرف حقیقت پردہ ڈالنے کی گردان ہے۔

حوالہ نمبر ۸

شرح نہج البلاغہ مفتی محمد عبدہ مطبوعہ مصر جلد اوّل ص ۵۸ خطبہ نمبر ۱۲

قوله حضرت هذه الجملة خطوة من كلام له في حال نفسه بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بين فيه انه مأمور بالرفق في طلب حقه فاطاع الامر في بيعة ابي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم مبايعهم امتثالا لما امره النبي به من الرفق ايثارا لما علمه النبي من الميدان في ذلك

"ترجمہ: حضرت فی امری کا جملہ امیر المومنین کے کلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد اپنا حال بیان کرنے میں ہے۔ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (امیر المومنین) اپنا حق طلب کرنے میں رفق و نرمی کے مامور تھے۔ تو آپ حضرت ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کرنے میں حضور کے امر اور حکم کی اطاعت فرمائی اور جس نرمی کا حضور نے امر فرمایا تھا تعمیل کی اور اس بیعت کے بارے میں جو عہد و میثاق حضور نے امیر المومنین سے لیا تھا خوب پورا فرمایا۔"

حوالہ نمبر ۹

فروع کافی کتاب الروضہ جلد ۳ مصنفہ یعقوب کلینی ص ۲۴ پر مرقوم ہے:

عن ابي جعفر عليه السلام قال كان الناس اهل ردة بعد النبي صلى الله عليه وآله وسلم الا ثلثة فقلت ومن الثلثة فقال المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاري وسلمان الفارسي رحمة الله وبركاته عليهم ثم عرف الناس بعد يسير وقال هؤلاء الذين دارت عليهم الرحا وابوا ان يبايعوا حتى جاؤا امير المومنين صلوة الله عليه فكرها فبايع

ترجمہ: امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے۔ صرف تین مسلمان رہے (راوی) کہتا ہے میں نے پوچھا وہ تین کون کون ہیں۔ امام نے کہا مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ۔ پھر چند روز بعد لوگوں نے بھی حق پہچانا۔ امام نے فرمایا اصل یہی تین شخص تھے جن پر دار و مدار ہے۔ ان لوگوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ زبردستی امیر المومنین علیہ السلام کو لے گئے اور انہوں نے بیعت کر لی۔"

خاکری: پہلے لکھ چکے ہیں کہ بیعت صدیق اکبر رض کی وجہ سے سب لوگ مرتد ہو گئے۔ اور یہاں لکھتا ہے کہ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نہ ان کو کافر بناتی تھی اور نہ ہی ان کو دین اسلام سے خارج کرتی تھی۔ اس مصلحت کی بنا پر امیر المومنین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اس خامیوں و تناقض

کو خود تبرائی حضرات بھی اپنی اور سروں میں خاک ڈالیں۔ نیز اس سے ثابت ہوا کہ یہ بیعت اکراہاً و اجباراً نہ تھی۔ بلکہ ایک مصلحت کے تحت تھی اور برضا و رغبت تھی۔

حوالہ نمبر ۱۲

فروع کافی کتاب الروضہ جلد ۳ مصنفہ یعقوب کلینی ص ۱۳۹:

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان الناس لما صنعوا ما صنعوا اذ بایعوا ابا بکر لم یمنع امیر المومنین علیہ السلام من ان یدعوا الی نفسہ الا نظراً للناس و تخوفاً علیہم ان یرتدوا عن الاسلام فیعبدوا الاوثان ولا یشہدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ وکان الاحب الیہ ان یقرہم علی ما صنعوا من ان یرتدوا عن جمیع الاسلام وانما ہلک الذین رکبوا ما رکبوا فاما من لم یصنع ذلک ودخل فیما دخل فیہ الناس علی غیر علم ولا عداوۃ لامیر المومنین صلوات اللہ علیہ فان ذلک لا یکفرہ ولا یخرجہ من الاسلام ولذلک کتم علی صلوات اللہ علیہ امرہ و بایع مکرہاً حیث لم یجد اعواناً

ترجمہ:۔ یعنی حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کرنا شروع کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ بیعت کرنے کے لیے لوگوں کو اس خوف سے نہ بلایا کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور بت پرستی شروع کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا چھوڑ دیں گے اور حضرت علی المرتضیٰ کو لوگوں کے مرتد ہو جانے سے زیادہ پسندیدہ بات تھی کہ صدیق اکبر رضہ کی بیعت کرنے پر لوگوں کو برقرار رکھیں۔ اور بے شک وہ لوگ ہلاک ہوئے جو مخالفت دین پر تُل گئے۔ اور جو لوگ لوعلمی اور امیر المومنین کے ساتھ عداوت کے بغیر اس بیعت میں شامل ہو گئے تو صدیق اکبر رضہ کے ساتھ بیعت کرنا نہ لوگوں کو کافر بناتی تھی اور نہ ہی اسلام سے خارج کرتی تھی۔ اس لیے حضرت علی رضہ نے اپنے امر کو چھپایا اور مجبور ہو کر بیعت کی ہے

حوالہ نمبر ۱۳

تفسیر قمی ص ۲۷، پارہ ۳۰ سورۃ الشمس:

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا قال هو الاول والثانی فی بیعتهما ایاه حیث مسحا علی کفه

ترجمہ:۔ وقد خاب من دسہا کے تحت کہا وہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ حضرت امیر المومنین نے ان کی بیعت کی اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔

شیعہ معترض ہیں کہ حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ کی بیعت برضا و رغبت نہیں کی تھی صرف تقیۃً ہاتھوں پر ہاتھ رکھے تھے

نہج البلاغۃ جلد اوّل ص ۱۰۴:

ومن کلام لہ علیہ السلام یعنی بہ الزبیر فی حال اقتضت ذلک
یزعم انہ قد بایع بیدہ ولم یبایع بقلبہ فقد اقر بالبیعۃ و
ادعی الولیجۃ فلیات علیھا بامر یعرف والا فلیدخل فیما خرج
منہ۔

ترجمہ: یہ کلام زبیرؓ کے متعلق حضرت علیؓ نے اُس وقت فرمایا جب کہ حالات اسی قسم کے بیان کے مقتضی تھے۔ وہ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ اُس نے بیعت ہاتھ سے کر لی تھی، مگر دل سے نہیں کی تھی۔ بہر صورت اُس نے بیعت کا تو اقرار کر لیا۔ لیکن اُس کا یہ ادعا کہ اُس کے دل میں کھوٹ تھا تو اُسے چاہیئے کہ اس دعوے کے لیے کوئی دلیل واضح پیش کرے۔ ورنہ جس بیعت سے منحرف ہو رہے واپس آ جائے۔

تشریح مفتی جعفر حسین: حضرت (علیؓ) نے مختصر سے لفظوں میں اُن کے دعوے کو یوں باطل کیا ہے کہ جب وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ ہاتھ سے بیعت کی تھی تو پھر سبب تک بیعت توڑنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا انہیں بیعت پر برقرار رہنا چاہیئے۔ اگر بقول اُن کے کہ دل اس سے ہم آہنگ نہ تھا تو اس کے لیے انہیں کوئی واضح ثبوت پیش کرنا چاہیئے لیکن دلی کیفیات پر تو کوئی دلیل لائی نہیں جا سکتی۔

نہج البلاغۃ جلد سوم ص ۱۲۲:

ومن کتاب لہ علیہ السلام الی طلحۃ والزبیر مع عمران بن الحصین
الخزاعی ذکرہ ابوجعفر الاسکافی فی کتاب المقامات فی مناقب امیر
المومنین علیہ السلام "اما بعد فقد علمتما وان کتمتما انی لم ارد
الناس حتی ارادونی ولم ابایعھم حتی بایعونی وانکما ممن ارادنی
وبایعنی وان العامۃ لم تبایعنی لسلطان غالب ولا لعرض
حاضر فان کنتما بایعتمانی طائعین فارجعا وتوبا الی اللہ
من قریب وان کنتما بایعتمانی کارھین فقد جعلتما لی
علیکما السبیل باظھارکما الطاعۃ واسرارکما المعصیۃ
ولعمری ما کنتما باحق المھاجرین بالتقیۃ والکتمان
وان دفعکما ھذا الامر من قبل ان تدخلا فیہ کان
اوسع علیکما من خروجکما منہ بعد اقرارکما بہ"

ترجمہ: وہ مکتوب جو عمران بن حصین خزاعی کے ہاتھ طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس بھیجا۔ اس خط کو ابو جعفر اسکافی نے اپنی کتاب مقامات میں کہ امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل میں ذکر کیا ہے چاہے تم کتنا ہی

چھپا رکھو تم دونوں واقف ہو کہ میں لوگوں کی طرف نہیں بڑھا بلکہ وہ میری طرف آئے تھے میں نے اپنا ہاتھ بیعت لینے کے لیے نہیں بڑھایا بلکہ انہوں نے خود میرے ہاتھوں پر بیعت کی اور تم دونوں بھی اُنہی لوگوں میں سے ہو کر جو میری طرف بڑھ کر آئے تھے اور بیعت کی تھی اور عوام نے میرے ہاتھ پر نہ تسلط و اقتدار کے خوف سے بیعت کی تھی اور نہ مال و دولت کے لالچ میں اب اگر تم دونوں نے اپنی رضامندی سے بیعت کی تھی تو اس عہد شکنی سے پلٹو اور جلد اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اگر ناگواری کے ساتھ بیعت کی تھی تو اطاعت کو ظاہر کرکے اور نافرمانی کو چھپا کر تم نے اپنے خلاف میرے لیے حجت قائم کر دی ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم قلبی کیفیت پر پردہ ڈالنے اور اُسے چھپانے میں دوسرے مہاجرین سے زیادہ سزاوار نہ تھے۔ اور بیعت کرنے سے پہلے اُسے رد کرنے کی تمہارے لیے اس سے زیادہ گنجائش تھی۔ کہ اب اقرار کے بعد اس سے نکلنے کی کوشش کرو؟

نمازی: مذکورہ خطبات کے چند اقتباسات:

۱۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ عوام نے میرے ہاتھ پر کسی لالچ کی بنا پر بیعت نہیں کی تھی۔

۲۔ طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ تم نے اگر ناگواری سے بیعت کی تھی جب بھی مجھے خلیفۂ حق مان چکے ہو، اب انکار و اقرار کی گنجائش نہیں۔

۳۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاتھوں پر ہاتھ رکھنا ہی اقرار بیعت ہے دلی کیفیت پر انحصار نہیں ظاہری طور پر اقرار اور باطن میں انکار یہ تقیہ اسلام میں حرام ہے۔

۴۔ آپ نے فرمایا بیعت کرنے سے پہلے سوچ و بچار کی گنجائش ہوتی ہے ہو چکنے کے بعد روگردانی کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حضرت علی رضؓ کے مذکورہ خطبات و ارشادات نے بیعت سے متعلق شیعہ مؤرخین و مجتہدین کے اضطرار و انکار کے تمام افسانے خاک میں ملا دیئے ہیں اور حکم دیا ہے کہ جب تم اپنی کتب میں میری بیعت کا اقرار کر چکے ہو تو پھر دنیائے اسلام میں منادی کروا دو کہ میں نے خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر رضؓ کو امام برحق تسلیم کرتے ہوئے بیعت فرمائی ہے۔ اب اس واضح اعلان کے بعد جو روگردانی کریں۔ نہ وہ میرے ہیں اور نہ میں اُن کا

صاحب تفسیر صافی محمد بن المرتضیٰ بالفیض الکاشانی کی گواہی

تفسیر صافی ص ۷۱۶ جلد ثانی مطبوعہ طہران پارہ ۲۸ سورۃ التحریم:

فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

القمی كان سبب نزولها ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان في بعض بيوت نسائه وكانت مارية القبطية

تکون معه تخدمه وکان ذات یوم فی بیت حفصة فذهبت حفصة
فی حاجة لها فتناول رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ماریة فعلمت
حفصة بذلك فغضبت وأقبلت علی رسول الله فقالت یا رسول الله
فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم منها فقال کفی فقد حرمت ماریة علی نفسی ولا أطأها
بعد هذا أبدا وأنا أفضی إلیك سرا إن أنت أخبرت به فعلیك لعنة
الله والملائکة والناس أجمعین فقالت نعم ما هو فقال إن أبا بکر یلی الخلافة بعدی ثم
بعده أبوك فقالت من أنبأك هذا قال نبأنی العلیم الخبیر۔

ترجمہ:- آیت فلما نبأت به الآیہ کا شانِ نزول جو قمی نے بیان کیا ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ازواج کے گھروں میں تھے۔ اور
حضرت ماریہ قبطیہ آپ کی خدمت کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت حفصہ رض
کے گھر حضور موجود تھے کہ حضرت حفصہ رض اپنے کسی کام کے لیے چلی
گئیں۔ حضور نے ماریہ قبطیہ کا ہاتھ پکڑا تو حفصہ رض کو پتہ چل گیا۔ وہ
غضبناک ہوئیں اور حضور کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگیں میری باری اور
میرے گھر اور میرے ہی بستر پر یہ کام۔ حضور شرمندہ ہو گئے اور
فرمایا بس رک جا اور میں نے ماریہ کو اپنی ذات پر حرام کر دیا اور کبھی
بھی اس کے ساتھ مجامعت نہ کروں گا۔ اور میں تمہیں ایک راز کی
بات کہتا ہوں اگر تو نے اس کو ظاہر کر دیا تو تم پر خدا، اللہ ملائکہ اور
تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔ حفصہ نے کہا بتایئے حضور نے فرمایا

میرے بعد متصل خلیفہ بلا فصل ابوبکر رض ہوں گے۔ اس کے بعد تیرا
باپ۔ حفصہ رض بولیں کس نے اس بات کی آپ کو خبر دی فرمایا اللہ تعالیٰ
نے مجھے خبر فرمائی ہے۔

صاحبِ تفسیر قمی علی بن ابراہیم قمیؒ کی گواہی

تفسیر قمی ص ۷،۹۸ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم کے ماتحت صفحہ مذکور پر مرقوم
ہے:

قال علی بن ابراهیم کان سبب نزولها أن رسول الله کان فی بعض
بیوت نسائه وکانت ماریة القبطیة تکون معه تخدمه وکان
ذات یوم فی بیت حفصة فذهبت حفصة فی حاجتها فتناول رسول
الله ماریة فعلمت حفصة بذلك فغضبت وأقبلت علی رسول الله
فقالت یا رسول الله هذا فی یومی وفی داری وعلی فراشی فاستحیی
رسول الله منها فقال کفی فقد حرمت ماریة علی نفسی
ولا أطأها بعد هذا أبدا وأنا أفضی إلیك سرا فإن أنت
أخبرت به فعلیك لعنة الله والملائکة والناس
أجمعین فقالت نعم ما هو فقال إن أبا بکر یلی الخلافة
من بعدی ثم بعده أبوك
فقالت من أخبرك بهذا قال
الله أخبرنی

ترجمہ :- اس عبارت کا ترجمہ تفسیر صافی کے حوالہ میں آچکا ہے۔

حضرت علیؓ حمایت حاصل کرنے کے لیے بدری صحابہؓ کے دروازوں پر گئے صرف چار افراد نے ہاں کی

حق الیقین فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۱۶۱ مطبوعہ طہران صفحہ مذکور پر مرقوم ہے !

" سلمان گفت چوں شب شد علی علیہ السلام فاطمہ را بر دراز گوش سوار کرد و دست حسنین را گرفت و بخانہ ہر یک از اہل بدر از مہاجرین و انصار رفت و حق امامت و خلافت خود را بیاد ایشاں آورد و طلب یاری از ایشاں کرد اجابت او نہ کردند مگر چہل و چہار کس و بروایت دیگر بیست و چہار نفر۔ پس فرمود کہ اگر درست می گوئید سر ہائے خود را بتراشید و اسلحہ خود را بردارید و بامداد بیائید بنزد من کہ با من بیعت کنید بر موت یعنی تا کشتہ شوید دست از یاری من برندارید چوں صبح شد بغیر چار نفر ہیچ یک نیامدند سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار۔

ترجمہ :- سلمان نے کہا جب رات ہوئی علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہؓ کو گدھے پر اسوار کیا اور حسنینؓ کے ہاتھ پکڑے اور بدری صحابہ کرامؓ اور مہاجرین اور انصار ہر ایک کے دروازے پر گئے اور اپنی امامت اور خلافت کا حق اُن کو یاد دلایا اور اُن سے مدد طلب کی۔ انہوں نے آپ کی بات نہ مانی سوائے ۴۴ اشخاص کے اور ایک دوسری روایت میں ہے چوبیس شخص آپ نے فرمایا اگر تم سچ بولتے ہو تو اپنے سروں کو منڈوا لو اور اپنا اسلحہ اُٹھا لو اور امداد کے لیے میرے پاس آجاؤ۔ اور تم میرے ساتھ پر بیعت علی الموت کرو یعنی اگرچہ تم میری امداد میں قتل کر دیئے جاؤ پھر بھی میری امداد سے پیچھے نہ ہٹو گے۔ جب صبح ہوئی تو سوائے چار شخصوں کے کوئی بھی نہ آیا۔ اور وہ چار سلمانؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ عمارؓ تھے۔

ناظرین :- مجلسی صاحب نہ معلوم کب سے سیاہ پوشان کو داغِ مفارقت دے چکے ہیں۔ اگر زندہ ہوتے تو راقم الحروف سفر طویل کے بعد بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کرتا تبرائی صاحب، جب حضرت علیؓ امام اول خلیفہؓ بلافصل ہی تھے تو پھر مہاجرین و انصار بدری صحابہؓ کے دروازوں پر جا کر ووٹ مانگنے کا کیا مقصد ؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) شیرِ خداؓ سے لوگ کچھ اس قدر متنفر ہو چکے تھے ؟ کہ سوائے چار افراد کے دیگر کسی نے بھی حمایت کا یقین نہ دلایا ؟ معاف کرنا یہ تمام افسانے سبائی مشینری نے خانوادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کے لیے تراشے ہیں۔ بعد ازیں مجلسی تبرائی نے داستانِ الف لیلیٰ لکھ کر

اہلبیت کرام کی توہین میں اوراق سیاہ کئے۔ اور عاقبت برباد کی ہے واللہ اگر کوئی غیر مسلم حضرت علیؓ، خاتونِ جنتؓ، حسنین کریمینؓ کے خلاف جسارت کرتا تو محبانِ اہلبیت اہلسنت اُسے کیفرِ کردار تک پہنچا دیتے۔

حیدری :۔ امیر المومنین جناب علیؓ کو چوتھا خلیفہ ثابت کرتے ہوئے حوالوں کا انبار ہی کیوں نہ لگا دیں۔ لیکن اس بات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ اہلسنت کا چھٹا خلیفہ یزید ہے۔ اوّل ابوبکرؓ۔ دوسرا عمرؓ۔ تیسرا عثمانؓ چوتھا علیؓ۔ پانچواں امیر معاویہؓ اور چھٹا یزید۔ تمہارے خلیفہ یزید کے حکم سے خاندانِ رسالتؐ کو شہید کیا گیا۔ پیشتر یزید کی صفائی پیش کرو پھر آگے چلو۔

خارجی :۔ میں مدتِ دراز سے منتظر تھا اور یہ سمجھا کہ حیدری صاحب عرصہ دراز سے غائب ہیں۔ شاید زیارتوں کے لیے تشریف لے گئے ہیں لیکن اچانک آج تبرائی صاحب کی زیارت ہو گئی۔ حیدری صاحب مسئلہ خلافتِ بلا فصل کے بارے میں میرے پاس ابھی بہت سے گواہ باقی ہیں۔ اگرچہ حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کی صفائی میرے موضوع سے متعلق نہیں لیکن حیدری صاحب شاید یہ ٹیڑھا سوال امام منتظر غارِ سُرّ من رائے سے پوچھ کر آئے ہیں اور آتے ہی نہ ملیک نہ سلیک۔ برس پڑے کہ اہلسنت کا چھٹا خلیفہ یزید ہے۔ حیدری صاحب فکر نہ کریں انشاء اللہ پوری صفائی و ستھرائی کے ساتھ کتبِ روافض سے شیعوں کا ساتواں خلیفہ یزید ثابت کروں گا

صرف خلیفہ ہی نہیں بلکہ شیعہ محدثین نے یزید کو امیر المومنین بھی تسلیم کیا ہے۔

شیعوں کا ساتواں خلیفہ یزید اور امیر المومنین بھی ہے

روافض کی معتبر کتاب تتمۃ منتہی الآمال جلد سوم ص ۱ مصنفہ شیخ عباس قمی مطبوعہ بفروشی مرکزی خیابان۔ صفحہ مذکورہ سے لے کر ۱۲ تک مرقوم ہے!

اوّل ذکرِ خلافتِ ابی بکرؓ بن ابی قحافہؓ

"وایّام خلافت او دو سال و چہار ماہ الّا چند روزے طول کشید و در شب سہ شنبہ مابین نماز مغرب و عشا ہشت شب باقی جمادی الآخر ماندہ سال سیزدہم ہجری از دنیا برفت و مدت عمرش شصت و سہ سال بودہ۔"

ترجمہ:۔ آپ کی خلافت (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) دو سال چار ماہ سے کچھ دن کم ہوئی آپ ۱۳ھ ۲۲ جمادی الاُخریٰ منگل کی شب مغرب و عشاء کے درمیان دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

دوم ذکرِ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

منتہی الآمال ص ۱۵

"چوں ابوبکر از دنیا رحلتِ سفر بر بست عمر بن الخطاب حسب وصیت ابوبکر بر جائی وی نشست و دہ سال و شش ماہ و چہار شب خلافت کرد۔ و موافق تواریخ مقتول او در روز چہار شنبہ بیست و ششم ذی الحجہ سال بیست و سیم ہجری بدست فیروز غلام مغیرہ بن شعبہ معروف بہ ابولؤلؤ واقع شد و او را جنب ابوبکر دفن کردند و مدت عمر او موافق بود با عمر ابوبکرؓ"

ترجمہ: جب ابوبکر صدیق رضہ نے دنیا سے کوچ فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب حسب وصیت ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ بلافصل کے مسند خلافت پر جلوہ گر ہو کر دس سال چھ ماہ اور چار دن خلافت کی اور موافق تواریخ آپ کی شہادت ۲۳ھ ۲۸ ذوالحجہ بروز بدھ فیروز نامی مغیرہ بن شعبہ کے غلام المعروف ابولؤلؤ کے ہاتھوں واقع ہوئی اور ابوبکر صدیق رضہ کے پہلو در روضۂ رسول اللہ میں دفن ہوئے۔ اور ان کی عمر شریف ابوبکرؓ کے موافق ۶۳ سال ہوئی۔

سوم ذکرِ خلافت عثمانؓ بن عفان

منتہی الآمال ص ۱۶

"و ہنگامیکہ عمر بن الخطاب در جناح سفرِ آخرت بود امرِ خلافت را در میان شش نفر شوریٰ افگند و مدت آن را سہ روز قرار داد و آن شش تن امیر المومنین علی رضہ و عثمان رضہ و طلحہ رضہ و زبیر رضہ و سعد رضہ و عبد الرحمان رضہ بن عوف بودند۔ پس از آنکہ عمر درگذشت تا سہ روز کارِ خلافت بوجہ شوریٰ تاخیر افتاد روز چہارم کہ غرہ محرم سال بیست و چہارم ہجری بود عثمان قمیص خلافت را بہ تن پوشیدہ دوازدہ سال الا کسری مدتِ خلافت او طول کشید و در اواخر سال سی و پنجم ہجری روز چہار شنبہ بعد از عصر مقتول او واقع شد۔"

ترجمہ: جب عمر فاروق رضہ نے آخرت کے سفر کی طرف پرواز کیا تو امر خلافت کو چھ افراد کے مشورے پر ڈال دیا۔ اور اس کی مدت تین دن رکھی۔ اور چھ افراد علی رضہ، عثمانؓ، طلحہ رضہ، زبیر رضہ، سعد رضہ، عبد الرحمانؓ بن عوف تھے۔ حضرت عمر نے جب وفات پائی تو خلافت کو شوریٰ کے باعث تاخیر ہو گئی۔ چوتھے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو قمیص خلافت حضرت عثمان رضہ نے زیب تن فرمایا اور بارہ سال سے کچھ دن کم آپ کی خلافت کی مدت رہی۔ اور ۳۵ھ بروز بدھ عصر کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

چہارم ذکرِ خلافت امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب

منتہی الآمال ص ۱۹

ودر روزیکہ عثمان کشتہ شد مردم بہ بیعت امیرالمومنین علی علیہ السلام اتفاق کردند پس آنحضرت بجلد العلیا وطئ بر مسند خلافت نشست و مدت خلافتش چہار سال و نہ ماہ و چند روز سے بود ودر اکثر ایں مدت با ناکثین وقاسطین ومارقین بہ قتال اشتغال داشت و شرح ایں وقائع طولانی است و ساختہ باشد وایں کتاب مستطاب بطور اختصار بہریک اشارہ شود۔

ترجمہ :۔ جس روز حضرت عثمان رضؓ شہید ہوگئے، لوگوں نے حضرت امیرالمومنین علی رضؓ کی بیعت پر اتفاق کیا۔ اور امیرالمومنین قیل وقال بسیار کے بعد مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوگئے۔ اور آپ کی مدتِ خلافت ۴ سال ۹ ماہ اور چند دن ہے۔ اس عرصہ میں اکثر و بیشتر آپ ناکثین وقاسطین ومارقین کے جنگ وجدال میں مصروف رہے۔ ان واقعات کی تفصیل طویل ہے۔ ہر ایک واقعہ کی طرف اس کتاب میں بطورِ اختصار اشارہ کر دیا جائے گا۔

پنجم ذکرِ خلافتِ امام حسن مجتبیٰ سبطِ اکبر

منتہی الآمال ص ۲۲۵

"پس از شہادت امیرالمومنین علیہ السلام مردم با فرزند او حضرت امام حسن بیعت کردند و آں جناب قریب شش ماہ بر سریر خلافت مستقر بود پس از آں با معاویہ بن ابی سفیان صلح نمود ۔۔۔۔۔

در ماہ صفر سال پنجاہم ہجری وفات فرمود ودر بقیع ور قبہ عباس عموی رسولِ خدا مدفون گشت و مدت عمر گرامیش بنا بر مشہور چہل وہفت سال است و شیخ مفید چہل وہشت گفتند۔"

ترجمہ :۔ امیرالمومنین کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے فرزند امام حسن کے ساتھ بیعت کی اور آپ تقریباً ۶ ماہ تختِ خلافت پر متمکن رہے۔ اس کے بعد امیر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ صلح کر کے سنہ ۵۰ھ میں ماہِ صفر میں وفات پائی۔ اور جنت البقیع قبہ عباس حضور کے چچا میں مدفون ہوئے۔ آپ کی عمر مشہور ۴۷ برس اور شیخ مفید کے قول پر ۴۸ برس ہوئی ہے۔"

ششم ذکرِ خلافت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ

منتہی الآمال ص ۱۲۵

"پس از آنکہ امام حسن علیہ السلام با معاویہ رضؓ صلح فرمود معاویہ رضؓ سلطنت امت را بدست گرفت و نوزدہ سال و ہشت ماہ خلافت او طول کشید و قریب بہ چہل سال مدت امارت و خلافت او بود و در ماہ رجب سال شصتم ہجری بہ سن ہشتاد بود کہ از دنیا درگذشت و او را در شہر دمشق در باب صغیر دفن نمودند۔"

ترجمہ :۔ امام حسن علیہ السلام نے جب حضرت معاویہ رضؓ کے ساتھ صلح کر لی تو امیر معاویہؓ نے سلطنت کو اپنے ہاتھ لیا تو ۱۹ سال اور

آٹھ ماہ اُن کی خلافت رہی اور تقریباً ۲۰ سال اُن کی مدت امارت خلافت ہے۔ اور سنہ ۶۰ھ ماہ رجب میں جب اُن کی عمر ۸۰ سال تھی دنیا سے رخصت ہو کر دمشق کے شہر باب صغیر میں دفن ہوئے۔

ہفتم ذکر امارت و سلطنت یزید بن معاویہ رض

منتہی الآمال ص ۱۳۵

"خود معاویہ ہنگامیکہ از دنیا رحلت برسبت یزید بجائی وی نشست و مدت سہ سال و نہ ماہ خلافت۔ تولد او در سال بیست و پنجم دا گر بیست و ششم ہجری نوشتہ و مشہور در تاریخ انتقال او آں است در شب چہاردہم ربیع الاول سال شصت و چہارم۔"

ترجمہ

"جب امیر معاویہ رض نے دنیا سے سامانِ زندگی باندھا، تو یزید ان کی جگہ بیٹھا اور ۳ سال ۹ مہینے خلافت کی۔ اس کی پیدائش ۲۵ھ یا ۲۶ھ مرقوم ہے۔ اور اس کے انتقال کی مشہور تاریخ چودہ ربیع الاول ۶۴ھ ہے۔"

غازی: ویسے تو روافض یارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرہ بازی جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مقبول احمد تبرائی رافضی نے ترجمہ مقبول کے ذریعہ عاقبت برباد اور اوراق سیاہ کرتے ہوئے صفحہ ۱۹۸ حاشیہ پر یوں لکھا ہے۔

"جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر المومنین کے

بارے میں اُن سے عہد و پیمان بھی لیا مگر جب رسولِ خدا کا انتقال ہو گیا، تو وہ (صحابہ)، کافر ہو گئے۔"

ہمیں سب سے کثیر آتشِ انتقام یزید کے آباؤ اجداد جناب امیر معاویہ رض اور اُن کے والد گرامی جناب ابو سفیان رض کے متعلق بھڑکتی رہتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے یزید نے اپنے دورِ خلافت میں آلِ رسول کو شہید کیا تھا۔ یزید کے حالات و کردار کے بارے میں بعد ازیں روشنی ڈالی جائے گی۔ پیشتر خاندانِ یزید کے حالات و واقعات عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

جناب ابو سفیان رض ایمان لائے

حیات القلوب فارسی جلد دوم مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۵۳۲ پر مرقوم ہے۔

"پس ابو سفیان بضرورت گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ و صدائش می لرزید و زبانش لکنت داشت۔"

ترجمہ: "اُس کے بعد ابو سفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور آواز اس کی کانپ رہی تھی۔"

فتح مکہ کے روز رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ابو سفیان رض کے گھر داخل ہو جائے۔ اُسے معاف کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ

حیات القلوب جلد دوم ص ۳۳۲ پر مرقوم ہے!

"عباس گفت یا رسول اللہ ابوسفیان مردیست کہ فخر را دوست می دارد می خواہد کہ اورا بشرفی مخصوص گردانی فرمود کہ ہر کہ داخل خانہ ابوسفیان شود ایمن است و ہر کہ در خانہ خود بہ نشیند و در خانہ خود را بر بندد ایمن است۔"

ترجمہ: "حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ابوسفیان ایسے مرد ہیں کہ فخر کو دوست رکھتے ہیں ان کو خاص شرافت کے ساتھ مخصوص فرمائیں۔ حضور نے فرمایا جو اُن کے گھر آجائے اسکو امان ہے جو اپنے گھر بیٹھ جائے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کو بھی امان ہے۔"

بنتِ ابوسفیانؓ ام حبیبہؓ اُم المومنین ہیں!

ملاں باقر مجلسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے حالات واقعات قلمبند کرتے ہوئے حیات القلوب جلد دوم ص ۷۲۰ پر یوں لکھا ہے:

"حضرت خدیجہ دختر خویلد بود پس سودہ دختر زمعہ پس ام سلمہ را نام او ہند بود و دختر ابی اُمیہ بود پس عائشہ دختر ابی بکر کہ ام عبداللہ کنیت او بود پس حفصہ دختر عمر پس زینب دختر جحش پس رملہ دختر ابوسفیان کہ ام حبیب کنیت او بود پس میمونہ دختر حارث

پس زینب دختر عمیس و جویریہ دختر حارث پس صفیہ دختر حیی بن اخطب۔"

ترجمہ: "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خویلد کی بیٹی تھی۔ اس کے بعد سودہؓ زمعہ کی بیٹی۔ اس کے بعد اُم سلمہؓ جس کا نام ہند تھا اور وہ اُمیہ کی بیٹی تھی۔ اس کے بعد عائشہؓ بیٹی ابوبکر صدیقؓ کی جس کی کنیت اُم عبداللہ تھی اس کے بعد حفصہؓ جو عمر فاروقؓ کی بیٹی تھی اس کے بعد زینبؓ خزیمہ الحارث کی بیٹی جسے اُم المساکین کہتے تھے۔ اس کے بعد جحش کی بیٹی زینبؓ۔ اس کے بعد رملہؓ ابوسفیان کی بیٹی۔ جس کی کنیت اُم حبیب تھی۔ اس کے بعد میمونہؓ حارث کی بیٹی۔ اس کے بعد زینبؓ عمیس کی بیٹی اور جویریہؓ حارث کی بیٹی۔ اس کے بعد صفیہؓ حیی بن اخطب کی بیٹی نکاح میں آئیں۔"

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کائنات کے مومنین کی مائیں ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا

اور یہ کہ اُن کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح نہ کرو۔

غرض کہ شیعہ کتب سے جناب ابوسفیان رضہ کا ایمان لانا اور اُن کی صاحبزادی اُم حبیبہ رضہ کا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنا اور قرآن مجید میں حریم کا دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ ام المومنین ام حبیبہ رضہ کو فرمانا براہین قاطعہ سے واضح ہو چکا ہے۔ مزید توجہ فرمایئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"

اور پھر وہ مائیں جن کے تلووں کی خاک پر ہماری ماؤں سے کروڑوں تاج قربان لیکن پھر بھی حق ادا نہ ہو۔ پھر بھی ان کی شان میں گستاخی کرنے والے سیدھے جہنم رسید ہوں گے۔ راستے میں کسی اسٹیشن پر کھڑے ہونے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اب قارئین حضرات کی خدمت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت امیر معاویہ رضہ کے دستِ حق پرست پر حسنین کریمین رضہ نے بیعت فرمائی

رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۱۰۲:

قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: ان معاوية كتب الى الحسن بن علي صلوات الله عليهما ان اقدم انت والحسين و اصحاب علي فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الانصاري فقدموا الشام فاذن لهم معاوية واعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع ثم قال للحسين عليه السلام قم فبايع فقام فبايع ثم قال يا قيس قم فبايع فالتفت الى الحسين عليه السلام ينظر ما يامره فقال يا قيس انه امامي يعني الحسن عليه السلام

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے فضیل غلام محمد بن راشد روایت کرتا ہے میں نے سُنا فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضہ نے امام حسن بن علی رضہ کو لکھا کہ آپ اور امام حسین رضہ اور اصحاب علی رضہ میرے پاس آؤ تو ان کے ہمراہ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری آئے اور ملک شام میں جب وارد ہوئے تو امیر معاویہ رضہ نے پاس آنے کی اجازت دی اور کئی خطباء تیار کئے پھر کہا اے حسن رضہ اٹھو بیعت کرو۔ امام حسن اُٹھے اور بیعت امیر معاویہ رضہ کی۔ پھر کہا اے حسین رضہ اُٹھو اور بیعت کرو وہ بھی اُٹھے اور

بیعت کرلی ۔ پھر کہا اے قیس اُٹھ کر بیعت کر واس نے امام حسینؓ کی طرف التفات کی اور اُن کے امر کا منتظر ہوا۔ امام نے فرمایا اے قیس امام حسنؓ میرے امام ہیں ، ان کی اتباع تیرے اور میرے لیے واجب ہے ۔ جب انہوں نے بیعت کرلی تو بھی تاحق وتوقف سزاوار نہیں) ۔

منتہی الآمال جلد اوّل مولفہ حاجی شیخ عباس قمی ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے ۔

"چوں دید کہ حضرت صلح کرد مضطر شد بہ مجلس معاویہؓ در آمد و متوجہ حضرت امام حسین علیہ السلام شد و از آنحضرت پرسید کہ بیعت بکنم ؟ حضرت اشارہ بحضرت امام حسن علیہ السلام کرد و فرمود کہ او امام من است و اختیار با اُو است ۔ و بروایتی دیگر بعد از آنکہ حضرت امام حسین علیہ السلام او را امر کرد بیعت کرد شیخ طبرسی در احتجاج روایت کردہ کہ چوں حضرت امام حسن علیہ السلام با معاویہؓ صلح کرد مردم بخدمت آنحضرت آمدند بعضے ملامت کردند او را بہ بیعت معاویہؓ حضرت فرمود وائے بر شما نمی دانید کہ من چکار کردہ ام برائے شما بخدا سوگند کہ آنچہ من کردہ ام بہتر است از برائے شیعیان من" ۔

ترجمہ :۔ جب قیس نے دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام نے امیر معاویہؓ کی بیعت کرلی ہے تو پریشان ہو کر امیر معاویہؓ کی مجلس میں حاضر ہو کر امام حسینؓ کی طرف دیکھ کر پوچھا کیا میں بیعت کرلوں ! امام حسینؓ نے امام حسنؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ میرے امام ہیں ۔ اختیار

انہیں کو ہے ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امام حسنؓ نے اس کو بیعت کا حکم دیا اور اس نے بیعت کرلی ۔ شیخ طبرسی نے احتجاج میں روایت کیا کہ امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کرلی تو لوگ آپ کی خدمت میں آئے ۔ بعض شیعوں نے امام حسنؑ کو ملامت کرنا شروع کردی حضرت نے فرمایا افسوس تم پر خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا میرے شیعوں کے لیے بہتر ہے ۔

حضرت امیر معاویہؓ کے مال سے حسنین کریمینؓ اور شیعوں نے قرضے اتارے

جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی مطبوعہ طہران ص ۲۴۳ پر مرقوم ہے :

"قطب راوندی از حضرت صادق روایت کردہ است روزی امام امام حسنؓ با امام حسینؓ و عبداللہ بن جعفر فرمود جائزہ ہائی معاویہؓ در روز اول ماہ بشما خواہد رسید چوں روز اول ماہ شد چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہؓ رسید جناب امام حسنؓ قرض بسیار ے داشت از آنچہ او فرستادہ بود برائے آنحضرت قرض ہائی خود را ادا کرد باقی را میان اہل بیت و شیعان خود قسمت کرد جناب امام حسینؓ قرض خود را ادا کرد ۔ آنچہ ماند بسہ قسمت کرد یک حصہ را بہ اہل بیت و شیعیان خود داد دو حصہ را برائے عیال خود فرستاد ۔

عبداللہ بن جعفر قرض خود را اداکرد باقی را برائے نوسشتن اہل معاویہ رضہ بہ رسول او داد چوں ایں خبر معاویہ رضہ رسید براسئے او مال بسیار فرستاد۔"

ترجمہ :- جلاء العیون اُردو ص ۳۲۲ مترجم سید عبدالحسین جلد اول مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی اندرون موچی دروازہ لاہور شہر۔

"قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ نے امام حسینؑ اور عبداللہ بن جعفر سے فرمایا خرچ معاویہ رضہ کی جانب سے تو تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا۔ جب پہلی تاریخ ہوئی حضرت نے جس طرح فرمایا تھا اسی طرح خرچ پہنچا اور امام حسنؑ بہت قرضدار تھے۔ جو کچھ حضرت کے لیے اُس نے بھیجا اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیتؑ اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا اور امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت اور شیعوں کو دیا اور دو حصے اپنے عیال کے لیے بھیجے۔ اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا کیا اور جو کچھ باقی بچا وہ معاویہ رضہ کے ملازم کو دیا۔ بطور انعام اور جب یہ خبر معاویہ رضہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن جعفرؓ کے لیے بہت سا مال انعام بھیجا۔"

قارئین :- اے اہل بیت کے فدائیو! اگر پسماتم کے شیدائیو تبرائیو میں تمہیں مولا عباس رضہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مثل نہیں سُنی کہ

"کہ جس کا کھاؤ اس کے گن گاؤ"

غیرو کو چھوڑو تمہارا اپنے ہی محدثین سے اعتبار اُٹھ چکا ہے؟ تمہارے باقر مجلسی نے ڈنکے کی چوٹ سے تمہارے گریبان کو جھنجوڑا ہے کہ اے میری قوم کے شیعو تمہارے اماموں اور اُن کے بہنوئی جناب عبداللہ اور تمام شیعوں نے اپنے قرضے امیر معاویہ رضہ کے مال سے اُتارے ہیں کہیں اُن کی شان میں لب کشائی نہ کرنا یہی تمہیں وصیت کرتا ہوں جس کا مال کھاؤ اُسے کبھی نہ بھلاؤ۔ ہے کوئی مومن باقر مجلسی کے ارشاد پر عمل کرنے والا۔ بمشکل

امام حسنؓ کا امیر معاویہ رضہ سے صلح کرنا امت کے لیے بہتر تھا

جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے!

"کلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است صلح کہ حضرت امام حسنؑ با معاویہ رضہ کرد برائے ایں امت بہتر بود از دنیا و مافیہا۔"

ترجمہ :- جلاء العیون اُردو مترجم سید عبدالحسین جلد اول ص ۲۵۷،

"کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے امام حسنؑ کا معاویہ رضہ سے صلح کرنا اس امت کے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر تھا۔"

غازی: امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کرے غلام اُس پر تبرہ بازی کریں اور پھر وہ صلح جو دنیا وما فیہا کے تمام انعامات سے امت کے لیے بہتر ہو۔ اب ایسے مومنین کا انجام بالکل واضح ہے۔

سب شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے خیانت کی!

جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے :

"بانو خیانت کرد سائر شیعان نیز چنیں سخنان باں حضرت عرض کردند۔ پس حضرت فرمود شما شیعان ما و دوستان مائید اگر من در امر دنیا بعقل و اندیشہ خود عمل می کردم از برائے بادشاہی تدبیری نمودم معاویہ رضی اللہ عنہ از من و شدش پیشتر نہ بود و عقل و تدبیر فراواں ترنبود و عزیمتش از من محکم تر نہ بود ولیکن من چیز حالی و الم کہ شما نمی دانید غرض من اطاعت امر حق تعالیٰ است و حفظ خونہائی مسلمانان پس راضی باشید بقضائی خدا تسلیم و انقیاد نمائید۔"

ترجمہ: جلاء العیون اُردو ص ۳۵۷ جلد اوّل پر مرقوم ہے :

"پس سب شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے خیانت کی۔ حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیعہ ہو۔ اگر میں بعقل و اندیشہ امر دنیا میں عمل کرتا اور بادشاہی دنیا کے لیے فکر و تدبر کرتا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و شوکت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبیر اُس کی مجھ سے زیادہ تر اور قصد و عزیمت اُس کی مجھ سے محکم زیادہ نہ تھی ولیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میری غرض اطاعت حکم خداوند رحمان و حفظ خونہائے مسلمانان ہے۔ پس بقضائے خدا راضی رہو اور اُس کے امر کو قبول کرو اپنے گھروں میں رہو۔"

غازی: پرانے شیعوں کی خانوادہ رسول کریم کے ساتھ عداوت و شقاوت کوئی ڈھکی چھپی داستان نہیں۔ کوفہ کی جامع مسجد میں مولا علی رضی اللہ عنہ کو دورانِ نماز شہید کیا گیا۔ جو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا مرکز تھا۔ اب امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلوک بھی آپ حوالہ مذکور میں پڑھ چکے ہیں۔ میدانِ کربلا میں جن محبوں نے خیانت کی وہ بھی آپ سُن لیں گے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ شیعوں سے بہتر ہے

جلاء العیون فارسی مطبوعہ طہران ص ۲۶۱ پر مرقوم ہے :

"حضرت فرمودند بخدا سوگند کہ معاویہ رضی اللہ عنہ از برائے من بہتر است از ایں جماعت ایں ہا دعوئی می کنند بشکنند و ارادۂ قتل من کردند و مال مرا غارت کردند۔ بخدا سوگند کہ اگر از معاویہ رضی اللہ عنہ عہد بگیرم و خون خود را حفظ کنم و ایمن گردم در اہل و عیال خود بہتر است از برائی من از آنکہ اینہا مرا بکشند و ضائع شوند اہل و عیال و خویشاں من۔"

ترجمہ: جلاء العیون اُردو جلد اوّل ص ۳۵۵ :

"حضرت نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے معاویہؓ میرے لیے بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا۔ میرا مال لوٹ لیا قسم خدا اگر معاویہؓ سے میں عہد لوں اور اپنا خون محفوظ کروں اور اپنے اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے اہل و عیال عزیز و اقارب ضائع ہو جائیں۔"

حمازی :- امام حسینؓ کے متعلق تو مشہور تھا کہ پیشتر کوفہ والوں نے امام الشہداء کے معتمد علیہ سفیر حضرت مسلم بن عقیل کو معہ بچوں شہید کیا اور پھر میدانِ کربلا میں سالارِ کارواں سے لے کر چھوٹے بچوں کو شہید کرنے والے بھی وہی لوگ تھے۔ جو دم دم کے ساتھ مولا علیؓ اور حسینی نعرے لگاتے تھے۔ آج معتبر ذرائع سے خبر ملی ہے کہ امام حسنؓ کا ارادہ قتل بھی شیعوں نے ہی کیا تھا۔

امام حسنؓ نے فرمایا اگر میں معاویہؓ سے صلح نہ کرتا تو زمین پر ایک شیعہ نہ بچتا

جلاء العیون فارسی ص ۲۶۹

"اگر من با معاویہؓ صلح نمی کردم یک شیعہ من بر روئے زمین نمی ماند مگر آں کہ کشتہ می شد در کتاب احتجاج روایت کردہ است

چوں امام حسنؓ با معاویہؓ صلح کرد مردم بخدمت آں حضرت آمدند بعضی ملامت کردند او را بہ بیعت معاویہؓ حضرت فرمود وائے بر شما نمی دانید کہ من چکار کردم برائے شما بخدا سوگند کہ آنچہ من کردہ ام بہتر است از برائے شیعیان من۔"

ترجمہ :- ترجمہ جلاء العیون اُردو ص ۲۲۵

"امام حسنؓ نے فرمایا اگر میں معاویہؓ سے صلح نہ کرتا ایک بھی شیعہ زمین پر باقی نہ رہتا مگر یہ کہ مارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے جب امام حسنؓ نے معاویہؓ سے صلح کی لوگ حضرت کی خدمت میں آئے اور بعضوں نے معاویہؓ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی۔ حضرت نے فرمایا تم پر وائے ہو تم نہیں جانتے ہیں نے تمہارے لیے کیا کام کیا ہے قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے میرے شیعوں کے لیے بہتر ہے۔"

غازی :- امام حسنؓ کا بار بار یہ فرمانا کہ میں نے امیر معاویہؓ سے صلح ارشاد کبریا اور فرمانِ مصطفےٰ کے مطابق کی ہے اور ساتھ ہی متعدد بار فرمایا کہ اگر میں صلح نہ کرتا تو تمام شیعانِ علیؓ مٹ جاتے۔ اب تو تبرائیوں کو امام معصوم کے فرمان کے مطابق امیر معاویہؓ کے حق میں دعائے خیر کرنی چاہیے نہ کہ سب و شتم۔

روافض کی معتبر و مستند کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص ۱۴۰ پر مرقوم ہے:

"ومما جاء فيه عن الحسن بن علي بن ابي طالب عليهم السلام لما صالح الحسن بن علي عليهما السلام معاوية دخل الناس عليه ولامه بعض الشيعة على بيعته فقال عليه السلام ويحكم ما تدرون ما عملت والله الذي عملت خير لشيعتي مما طلعت عليه الشمس وغربت الا تعلمون انی امامكم ومفترض الطاعة عليكم واحد سيدی شباب اهل الجنة بنص من رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم علی قالوا بلى قال اما علمتم ان الخضر لما خرق السفينة وقتل الغلام واقام الجدار وكان ذلك سخطا لموسى عليه السلام اذ خفی عليه وجه الحكمة في ذلك وكان عند الله حكمة وصوابا۔"

ترجمہ: امیر معاویہؓ سے صلح کے بارے میں ہے امام حسنؓ بن علی علیہما السلام سے جب امام حسنؓ بن علیؓ نے امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کی تو لوگ آپ کے پاس آئے اور بعض شیعہ حضرات نے اس بات پر آپ کو ملامت و سرزنش کرنی شروع کردی تو امام علیہ السلام نے فرمایا افسوس تمہاری حالت پر۔ تم نہیں جانتے جو کام میں نے کیا خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا میرے شیعوں کے لیے بہتر ہے۔ ان تمام حالات سے جن پر آفتاب طلوع و غروب ہوتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام مفترض الطاعت ہوں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نص صریح سے میں جنتی جوانوں کے سردار دو سے ایک ہوں۔ سب نے کہا کیوں نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے حضرت خضر علیہ السلام نے جب کشتی توڑی اور غلام کو قتل کردیا اور دیوار کو

استوار کیا اور حکمت کی ناواقفی کے سبب یہ امور موسیٰ علیہ السلام کی ناراضگی کا سبب بنے۔ حالانکہ عنداللہ ان امور میں حکمت و صواب تھا۔

امام حسنؓ نے خلافت امیر معاویہؓ کو دے دی

جلاء العیون فارسی ص ۲۶۰:

"ابن بابویہ بسند معتبر روایت کردہ است کہ سدیر صیرفی بحضرت امام محمد باقر گفت چگونہ امام حسنؓ امام باشد و حال آنکہ خلافت را معاویہ گذاشت حضرت فرمود بس کن داناتر بود بآنچہ کرد اگر نمی کرد شیعیان ہمہ مستاصل می شدند و امر عظیمی روی می داد۔"

ترجمہ: جلاء العیون اُردو ص ۳۵۴ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سدیر صیرفی نے امام محمد باقر سے کہا کہ امام حسنؓ کیونکر امام ہیں۔ حالانکہ انہوں نے خلافت معاویہؓ کو دے دی۔ امام محمد باقر نے فرمایا چپ رہ امام حسنؓ نے جو کیا اُس سے خوب واقف تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ پسپا اور مستاصل ہو جاتے اور امر عظیم حادث ہوتا۔

نمازی: جب امام حسنؓ اپنے والد ماجد جناب علیؓ المرتضیٰ کی طرح منصوص من اللہ تھے تو پھر بقول محدثینِ روافض چھ ماہ کے بعد

تاجِ امامت و خلافت اُتار کر امام معصوم نے امیر معاویہ رض کے سر پر کیوں رکھ دیا یہ مصالحت اُن کے وارث میں نوا گئی۔ را العنیو نہیں کیوں ناگوار ہے۔ یہ تو کما حقہٗ اہل سنت کے مسلک کی تائید ہو رہی ہے۔ کیا پیشتر ازیں کسی نبیؑ نے بھی تاجِ نبوت اُتار کر اپنے دشمن کے سر پر (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) رکھ دیا تھا۔ اور خود گوشہ نشین محو ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ انبیاء و مرسلین کے دشمنوں کو تو مولائے کائنات نے حکومت کیلئے جہنم رسید کر دیا۔ اوصر ائمہ اطہار کا ایک اور عمل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ائمہ اثناء عشر نے اپنے وقت کے خلفاء کی بیعت کی ہے

جلاء العیون فارسی ص ۲۶۱

"ہم آنچہ حضر کردہ بود نزد حق تعالےٰ عین حکمت و صواب بود آیا نمی دانید کہ ہیچک از مانیست مگر آنکہ در گردن او بیعتی از خلیفہ جوری کہ در زمان او ہست واقع می شدہ"

ترجمہ از جلاء العیون اُردو ص ۳۵۴ جو کچھ حضرت نے کیا خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کوئی (امام) نہیں مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ جو زمان سے

واقع ہوئی ہے"

اعلام الوریٰ با علام الہدیٰ مصنفہ علی الفضل بن حسن طبرسی مطبوعہ طہران ص ۴۲۴ پر مرقوم ہے:

"و تامہلت ما وقع من الغیبۃ قال اللہ تعالیٰ عز وجل یقول لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم انہ لم یکن احد من ابائی الا وقعت فی عنقہ بیعۃ الطاغیۃ زمانہ وانی اخرج حین اخرج ولا بیعۃ لاحد من الطواغیت فی عنقی"

ترجمہ:۔ بہر حال امام غائب کی غیوبت کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تسئلوا عن اشیاء الآیۃ یعنی ایسی چیزیں مت پوچھا کرو کہ اگر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔ (امام غائب نے کہا) میرے آبا و اجداد سے ایک امام بھی نہیں ہوا جن کے گلے میں اپنے زمانہ اہل جور کی بیعت کا قلادہ نہ پڑا ہو۔ جب میں نکلوں گا تو میرے گلے میں کسی اہل جور کی بیعت کا قلادہ نہ ہو گا"

غازی:۔ پیشتر ازیں حضرت علی رض کی خلافت چھن جانے اور اُن کے گلے میں رسیاں (یعنی رسّی) ڈال کر صدیق اکبر رض کی بیعت کروانے کا رونا ہی ختم نہیں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں مُلّاں باقر مجلسی اور صاحب اعلام الوریٰ کی وساطت سے خبر ملی ہے کہ ائمہ اثناء عشر اپنے

وقت کے ظالم اور جابر خلفاء کی بیعت کرتے رہے ہیں۔ خدا معلوم اس میں کیا مصلحتیں تھیں۔ معاف کرنا جب بارہ⁽¹²⁾ اماموں کے پاس خاتم سلیمان، عصائے موسیٰ، اسم اعظم نیز حیات و اموات بھی اُن کے قبضۂ قدرت میں تھیں۔ اُن کے درجات بھی انبیاء سے بلند و بالا تھے۔ پھر کس ظالم و جابر کی سرکوبی کے بجائے اُن کے ہاتھوں پہ بیعت اور اُن کی اطاعت کا فلسفہ دانش مندوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ معاف کرنا اگر یہی حال انبیاء کا ہوتا۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ جناب خلیل علیہ السلام نمرود کی اطاعت کر لیتے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون و قارون کی سرکوبی نہ کرتے۔ میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر غزوات کے علاوہ جنگِ بدر میں دشمنِ دین و ملت ابو جہل کا سر قلم نہ کرواتے تو آج ماتمیان سیاہ پوشان کو اہل سنت کے بازاروں کے لائسنس لے کر یارانِ مصطفےٰ پر تبرہ بازی کرنے کا موقعہ کیسے ملتا اور مولا علی رض کے ملنگ موجّہِ ماتم یزید کی روح کو ثواب کیسے پہنچاتے۔ اب سُنیئے یزید کا حال۔

اِمام زین العابدین رض نے یزید کی بیعت کی

روافض کی معتبر کتاب جلاء العیون فارسی مصنفہ ملّاں باقر مجلسی مطبوعہ

لہ دیکھو ہماری کتاب ابتدائے ماتم۔

طہران ص ۵۰۰ پر مرقوم ہے:

"کلینی بسند حسن از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ یزید بہانہ حج بمدینہ آمد کہ از اہل مدینہ بگیرد پس فرستادہ مردے از قریش را طلبید و گفت اقرار کن بہ بندگی من اگر خواہم ترا بکشم و اگر خواہم بندگی بگیرم آں مرد گفت بخدا سوگند کہ از من بہتر نیستی در حسب و نسب و پدر تو از پدر من بہتر نبود نہ در جاہلیت و نہ در اسلام و تو در دین از من بہتر نیستی چرا بدانے تو ایں اقرار بکنم یزید گفت اگر اقرار نہ کنی بخدا سوگند کہ ترا می کشم آں مرد گفت کشتن تو مرا بدتر نخواہد بود از کشتن حسین بن علی فرزند رسول پس امر کرد کہ او را بقتل رسانید و علی بن حسین را طلبید و ہماں تکلیفی کہ آں مرد را کرد حضرت را فرمود حضرت فرمود اگر برائے تو اقرار بکنم مرا خواہی کشت چنانچہ آں مرد را کشتی پس گفت بلی حضرت فرمود اقرار کردم بآنچہ سوال کردی یزید گفت خون را حفظ کردی و از شرف و بزرگواری تو چیزے کم نہ شد۔"

ترجمہ: جلاء العیون اُردو ص ۲۱۶ جلد دوم مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

"کلینی نے بسند حسن حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یزید حج کے بہانے مدینہ میں آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لے پھر ایک قریشی کو طلب کر کے کہا میری غلامی کا اقرار کر اگر میں چاہوں تجھے اپنی خدمت میں رکھوں اس مرد دیندار نے کہا

قسم بخدا تو حسب و نسب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا نہ جاہلیت کے وقت اور نہ اسلام میں اور تو دین میں مجھ سے بہتر نہیں ہے۔ پھر کس واسطے میں تیرا اقرار کروں۔ یزید نے کہا قسم بخدا اگر تو اقرار نہ کرے گا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ اس مرد نے کہا تیرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہوگا قتلِ حسینؑ فرزندِ رسول سے یہ سن کر یزید ملعون نے اُس کو قتل کیا۔ اور کچھ لوگوں کو بھیج کر حضرت علی بن حسینؑ کو طلب کیا اور وہی کہا جو اُس مرد سے کہا تھا۔ حضرت نے فرمایا اگر میں اقرار نہ کروں اُس وقت تو مجھے قتل کرے گا؟ جس طرح اس مرد کو قتل کیا۔ یزید نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا اس کا میں نے اقرار کیا یزید نے کہا تم نے اپنی جان کی حفاظت کی اور تمہارے شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا؟

محمد بن یعقوب کلینی کی گواہی کہ امام زین العابدینؒ نے یزید کی بیعت کا اقرار کیا

روافض کی مستند کتاب فروع کافی کتاب الروضہ جلد سوم مصنفہ محمد بن یعقوب کلینی ص ۲۸۱ پر مرقوم ہے:

ثم أرسل إلى علي بن الحسين عليه السلام فقال له مثل مقالته للقرشي فقال له علي بن الحسين عليه السلام أرأيت

إن لم أقر لك أليس تقتلني كما قتلت الرجل بالأمس فقال له يزيد لعنه الله بلى فقال له علي بن الحسين عليه السلام قد أقررت لك بما سألت أنا عبد مكره فإن شئت فأمسك وإن شئت فبع فقال له يزيد لعنه الله أولى لك حقنت دمك ولم ينقصك ذلك من شرفك۔

ترجمہ۔ پھر یزید نے علی بن حسین علیہا السلام کے پاس آدمی بھیجا اور اُن کو وہی بات کہی جو قریشی مرد کو کہی تھی۔ امام نے فرمایا یہ تو بتاؤ اگر میں (تمہاری بیعت کا) اقرار نہ کروں تو تُو مجھے قتل کر دے گا جیسا کہ کل تُو نے مردِ قریشی کو قتل کر دیا ہے۔ یزید نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ امام زین العابدین نے فرمایا میں تمہاری خلافت کو تسلیم کرتا ہوں۔ میں تیرا مجبور غلام ہوں خواہ مجھے اپنے پاس رکھ یا فروخت کر دے۔ یزید نے (امام زین العابدین) کو کہا تو نے اچھا کیا ہے اپنی جان بچالی ہے۔ تیری شان میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

غازی۔ حیدری صاحب سنائیے کیسی طبیعت ہے میرا خیال ہے پہلے سے کافی آرام ہوگا۔ میں نے متعدد بار جناب کو کہا تھا کہ یزید کو اپنے حال پر رہنے دیجئے۔ یزید کے بارے میں قبر و حشر میں تھوڑا سوال ہوگا کہ بتاؤ تمہارا یزید کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ آپ نے ذاکرین سے سن کر کہ یزید سنیوں کا چھٹا خلیفہ ہے بغیر سوچے سمجھے منہ پاؤں رکھ لئے۔ اُدھر یزید کے ہاتھوں پر امام معصوم کی بیعت تو تمہ؟

منتذ ثین کردار ہے یہاں را دھر خلیفہ چھٹا سنیوں کا ! فرانی منطق ہے عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق یزید فاسق فاجر ہے معاف کرنا امام زین العابدین کے قریشی غلام نے تو یزید جیسے سیاہ کار فاسق و فاجر کی بیعت نہ کی بلکہ سب سے عزیز متاع جان دے دی۔ اور امام صاحب (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اتنے ہی کمزور دل تھے کہ یزید کی غلامی کا دم بھی بھر لیا۔ اور بیعت کا اقرار بھی کر لیا۔ حیدری صاحب داستان یزید چھیڑ کر آپ کو سوائے رسوائی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

سانحۂ کربلا کے بعد یزید نے دو سو طلائی دینار امام زین العابدین کو دے کر مدینہ شریف واپس کیا

جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۴۴۹ پر مرقوم ہے :

"پس با امام زین العابدین گفت کہ حاجتی از من بطلب حضرت فرمود کہ سہ حاجت دارم اوّل آنکہ سر پدر بزرگوار مرا بمن دہی دوم حکم کنی کہ آنچہ از ما غارت کردہ اند بما پس دہند سوم آنکہ اگر ارادہ کشتن من داری کسی ہمراہ مخدرات استار عصمت کنی کہ ایشاں را بحرم جد خود برگرداند آں ملعون گفت ہرگز روئے پدر خود را نخواہی دید واز کشتن تو گذشتم و زنان را بمدینہ خواہی برد و آنچہ از ما شما بردہ اند من از مال خود عوض می دہم حضرت فرمود من مال ترا نمی خواہم ولیکن جامہ ہا کہ از ما گرفتہ اند چوں جامہ ہائے رشتہ دراں میان است کہ حضرت فاطمہ ریسمان آں عار او لیشتہ است و مقنعہ و پیراہن و قلادۂ آنحضرت درمیان آنہا است بر ایں آنہا را طلبیدم پس حکم کرد کہ آنہا را وادادند و دویست دینار طلا با آنہا باں حضرت داد۔ حضرت آں زر را گرفت و بر فقراء و مساکین قسمت پس یزید آں حضرت را مخیر گردانید میاں ماندن دمشق و برگشتن سوئے مدینہ حضرت فرمود می خواہم بسوئے مدینہ برگردم و در محل ہجرت جد بزرگوار خود باشم"

ترجمہ : جلاء العیون اُردو جلد دوم ص ۲۵۰ بعد ازاں (یزید) نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا میری تین حاجتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ میرے پدر بزرگوار کا سر مجھے دے۔ دوسرے حکم کر جو کچھ ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے وہ ہم کو واپس کر دیں۔ تیسرے اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو کسی کو مخدرات عصمت و طہارت کے ہمراہ کر کہ انہیں اُن کے جد کے روضۂ مبارک تک پہنچا دے۔ اس ملعون نے کہا تم

کبھی اپنے پدر کا سر نہ دیکھو گے اور عورتوں کو تم خود مدینہ میں لے جاؤ اور جو کچھ تمہارا مال لوٹا گیا ہے میں اُس کے عوض تم کو اپنے مال سے دوں گا حضرت نے فرمایا میں تیرا مال نہیں چاہتا لیکن جو ہمارا اسباب لُٹا ہے اس لیے اسے طلب کرتا ہوں اُس میں کئی کپڑے ایسے ہیں جن کا تاگا ہماری جدّہ معظمہ جناب فاطمہؓ کے دستِ مبارک سے کاتا ہوا ہے اور ایک مقنعہ اور ایک گردن بند اور ایک پیراہن اُن کا اس اسباب میں ہے۔ یہ سن کر اُس نے حکم کیا کہ وہ تمام اسباب دو اور دو سو دینار طلائی بھی دیے۔ حضرت نے وہ مدینہ میں مساکین و فقراء کو تقسیم کر دیا۔ پھر یزید نے امام زین العابدینؓ کو اس امر کی اجازت دی کہ خود مدینہ میں تشریف لے جائیں یا دمشق میں رہیں۔ حضرت نے فرمایا میں چاہتا ہوں مدینہ میں جہاں میرے جد بزرگوار کا مقام ہے یعنی مقام ہجرت چلا جاؤں۔

غازی۔ حیدری صاحب کی طبیعت پہلے سے کافی سنبھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں جناب مال تو اولاد ابو سفیانؓ کا تم کھاتے ہو۔ ائمہ اطہار نے اپنے قرض بھی اتارے۔ بچا کھچا فقراء و مساکین کو بھی تقسیم کیا اور اور یزید کو چھٹا امام سنیوں کا بناتے ہو۔ خلافت بلافصل کی بحث چل رہی تھی۔ تم نے خواہ مخواہ یزید کی بحث چھیڑ کر مذہب روافض کا پوسٹ مارٹم کروا دیا۔ آگے چلئے انشاء اللہ یزید کو شیعوں کا امیر المومنین بر ایجاب قاعدہ سے ثابت کر کے دم لوں گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی سراغ

ملا ہے کہ میدانِ کربلا میں امام الشہداء حضرت امام حسینؓ بھی بیعتِ یزید پر آمادہ ہو گئے تھے یہ بھی پردہ چاک کروں گا تاکہ جس قاری کے ہاتھ میں راقم الحروف کی یہ کتاب ہو وہ جب بھی چاہے۔ تبرائیوں کے منہ کو لگام چڑھا کر گھوڑا بنا دے۔ انشاء اللہ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

میدانِ کربلا میں عمرو بن سعد اور امام حسینؓ کے مذاکرات

میدانِ کربلا میں لشکرِ یزید کا سپہ سالار عمر بن سعد جب امام حسینؓ کے پاس آیا کافی بحث و تمحیص کے بعد بالآخر امام عالی مقام نے فرمایا۔ روافض کی معتبر لیکن نایاب کتاب تلخیص الشافی ص ۱۰۷ پر مرقوم ہے:

اختاروا منی اما الرجوع الی المکان الذی اقبلت منہ واِ
اضع یدی علی یزید فھو ابن عمی لیری فیّ
رایہ

ترجمہ:۔ (امام عالی مقام نے فرمایا) تم میری طرف سے جو چیز چاہو اُسے اختیار کر دیا تم مجھے اُس مکان کی طرف واپس جانے دو جہاں سے میں آیا ہوں یا تم مجھے یزید کے پاس لے چلو میں اپنا ہاتھ اُس کے

ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ کیونکہ یزید میرا چچا زاد بھائی ہے تاکہ وہ میرے حق میں اپنی رائے قائم کرے۔

غازی :- حیدری صاحب ہوش و گوش سے سنیئے کہیں نیند کا غلبہ تو نہیں؟ یزید کے ہاتھ پر امام زین العابدین کی بیعت کے بعد شیعہ مؤرخین و محدثین نے رہی سہی ناؤ بھی ڈبو دی معرکۂ کربلا میں امام حسینؓ بھی بیعت یزید پر آمادہ ہو گئے۔ اب میں تمہیں پنجتنی ہونے کی حیثیت سے پنجتن پاک کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں۔ اس واضح برہان کے بعد یزید چھٹا خلیفہ اہل سنت کا ہے؟ یا ساتواں شیعوں کا؟ آج نہیں تو پھر کبھی بتا دینا۔

شیعہ محدثین نے یزید کو امیر المومنین کا خطاب عطا فرمایا

روافض کی معتبر کتاب اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ مطبوعہ طہران ص ۲۳۲ پر مرقوم ہے :

ثم رجع عمر الی مکانہ وکتب الی عبید اللہ بن زیاد اما بعد فان اللہ قد اطفا النائرۃ وجمع الکلمۃ واصلح

٭ المنتظر غلام رسول غازی۔

امر الامۃ ھذا اعطانی ان یرجع الی المکان الذی منہ اتی او ان یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلا من المسلمین لہ ما لھم وعلیہ ما علیھم او ان یاتی الی امیر المومنین یزید فیضع یدہ فی یدہ فیری فیما بینہ وبینہ رأیہ وفی ھذا لک رضی وللامۃ صلاح

ترجمہ :- پھر عمر بن سعد اپنے مکان میں آیا اور عبید اللہ بن زیاد کو لکھا اما بعد اللہ تعالیٰ نے جنگ کی آگ کو بجھا دیا اور ایک کلمہ پر جمع کر دیا اور امت کا معاملہ درستی پذیر ہونے لگا کہ اس (امام حسینؓ) نے مجھے اطمینان دلایا ہے کہ یا تو مجھے اس جگہ جانے دو جہاں سے وہ آیا ہے یا کسی سرحد پر جانے کی اجازت دے دو۔ وہاں میرے حقوق وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہوں گے۔ اور میری سزا وہی ہو گی جو اُن کی ہو گی یا امیر المومنین یزید کے پاس چل کر اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ کے بیعت کر لیتا ہے اور دیکھے وہ (یزید) اس کے بارے میں کیا رائے قائم کرتا ہے پس اس میں تیری بہتری اور امت کی خیر خواہی ہے۔

صاحبِ ارشاد محمد بن نعمان الملقب بالمفید کی گواہی کہ یزید امیر المومنین ہے

روافض کی معتبر کتاب ارشادِ مفید مطبوعہ طہران ص ۲۱۴ پر مرقوم ہے:

ولما رای الحسین علیہ السلام نزول العساکر مع عمر بن سعد لعنہ الله بنینوی و مدد هم لقتاله علیہ السلام انفذ الی عمر بن سعد انی ارید ان القاک و اجتمع معک فاجتمعا لیلاً فتناجیا طویلاً ثم رجع عمر بن سعد الی مکانه و کتب الی عبید الله بن زیاد لعنه الله اما بعد فان الله قد اطفی النائرة و جمع الکلمة و اصلح امر الامة هذا حسین قد اعطانی عهداً ان یرجع الی المکان الذی هو منه اتی او یسیر الی ثغر من الثغور فیکون رجلاً من المسلمین له ما لهم و علیه ما علیهم او یأتی امیر المومنین یزید فیضع یده فی یده فیری فیما بینه و بینه و فی هذا لکم رضی و للامة صلاح۔

ترجمہ: جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد کے نینوی میں عساکر کا نزول اور پے در پے کمک کا پہنچنا دیکھا تو عمر بن سعد کی طرف پیغام بھیجا کہ تیری ملاقات کرنا چاہتا ہوں تو ایک رات اکٹھے ہو کر بہت گفتگو طویل فرمائی۔ پھر عمر بن سعد اپنی منزل کی طرف لوٹا اور عبیداللہ بن زیاد کو لکھا اما بعد اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ بجھا دی اور ایک کلمہ پر اتفاق کی صورت نکلتی نظر آتی ہے اور امت کے معاملہ کی اصلاح کی شکل پیدا ہو جائے گی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے مجھے عہد دیا ہے کہ وہ اس جگہ چلا جاتا ہے جہاں سے وہ آیا ہے۔ یا کسی سرحد پر جانے کی اجازت دے دو۔ وہاں اس کے حقوق وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہوں گے اور سزا و تعزیر وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ یا وہ امیر المومنین یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر لیتا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ (امیر المومنین یزید) کیا رائے قائم کرتا ہے۔ اس عہد میں تیری بہتری اور امت کی خیر خواہی ہے۔

محاکمہ: شیعہ حضرات کی کشف الغمہ، ارشادِ مفید، کتاب الروضہ، اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ وغیرہ نے روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ شیعہ حضرات کے نزدیک یزید علیہ ما علیہ پانچواں یا چھٹا خلیفہ ہے۔ اپنی اس سیاہی کو اتارنے کے لئے ہیر پھیر کر کے یہ روسیاہی اہلِ سنت پر ملنا چاہتے ہیں۔ جیسے بندر نے دہی کھا کر بکرے کے منہ پر ملنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔

حیدری: مولانا مذہبِ شیعہ قرآن سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم کی موجودگی میں ہمیں مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ شیعہ کے معنی ہیں پاک گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفقاء کو بھی شیعہ کہا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ

تو اُن (یعنی موسیٰ علیہ السلام) کے شیعوں میں سے تھا اور ایک اُن کے دشمنوں میں سے۔ (ترجمہ مقبول)

دوسرے مقام پر خالق کائنات نے ابراہیم علیہ السلام کو شیعہ فرمایا:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ

اور یقیناً ابراہیم بھی اُن ہی کے (شیعوں) پیروؤں میں سے تھے جب وہ اپنے پروردگار کے حضور میں سالم نیت سے آئے جس وقت کہ انھوں نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے یہ کہا کہ تم یہ کیا پوجتے ہو؟ (ترجمہ مقبول)

فاروقی۔ حیدری صاحب پیشتر خلافت بلافصل پر بحث چل رہی تھی تو آپ نے یزید کا قصہ چھیڑ کر رسوائی حاصل کی۔ اب جناب نے لفظِ شیعہ کی گردان شروع کر دی ہے۔ شیعہ لفظ پر بحث میرے موضوع سے متعلق نہیں۔ آپ خواہ مخواہ مجھے اُلجھا رہے ہیں چلئے قرآن سے پوچھیے کہ لفظِ شیعہ تابعین کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ یا کفار و مشرکین کے لئے۔

۱۔ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۲)

(ایک موسیٰ (علیہ السلام) کے گروہ سے تھا اور دوسرا دشمنوں میں سے (تھا)۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت، حاشیہ مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ گجراتی آیت مذکورہ کے ماتحت منقول ہے یعنی (وہ) بنی اسرائیل میں سے تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ سامری تھا۔ بظاہر آپ کی قوم سے تھا مگر انجام کار آپ کی بارگاہ کا مردود ہوا۔ بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب ہوا۔ دوسرا قبطی قوم سے تھا یہ قبطی اس اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا۔ اس قبطی کا نام فاتون تھا۔ اور فرعون کا باورچی تھا۔ اس اسرائیل سے یہ کہہ رہا تھا کہ یہ لکڑیاں مطبخ تک پہنچا دے۔ اسرائیلی منع کرتا تھا۔ (روح البیان) قرآن مجید میں شیعہ گروہ یا کافر قوم کو کہا گیا ہے یہ لفظ گیارہ جگہ قرآن میں آیا ہے

۲۔ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ (پارہ ۲۳ سورۃ والصفت رکوع ۴)

اور بے شک اُسی کے گروہ سے ابراہیم تھے جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو؟

حاشیہ آیت مذکورہ قرآن مجید میں لفظ شیعہ گیارہ جگہ آیا ہے۔ ہر جگہ معنی کافر قوم ہے یہاں بھی اسی معنے میں کیونکہ حضرت ابراہیم کافر قوم میں ہی پیدا ہوئے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں انہی کے دین و ملت انہی کے طریقۂ عبادت پر ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد پیدا ہوئے اتنے دراز زمانے میں صرف دو رسول تشریف لائے۔ حضرت ہود و صالح علیہما السلام۔

قرآنِ کریم میں لفظِ شیعہ کا استعمال!

۱۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۱:

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا

بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا۔ اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع (شیعہ) بنایا۔

۲۔ پارہ ۸ سورۃ الانعام رکوع ۲۰

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ (شیعہ) ہو گئے۔ اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالہ ہے۔ پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔

۳۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام رکوع ۱۳:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ

تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف (شیعہ) گروہ کر کے اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے۔

۴۔ پارہ ۲۱ سورۃ الروم رکوع ۴:

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

مشرکوں سے نہ ہو جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے گروہ گروہ (شیعہ)۔

۵۔ پارہ ۲۲ سورۃ السبا رکوع ۱۲:

كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ

جیسے اُن کے پہلے گروہوں (شیعوں) سے کیا گیا تھا بے شک وہ دھوکہ ڈالنے والے شک میں تھے۔

۶۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر رکوع ۹:

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے (شیعوں) کو ہلاک کر دیا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔ اشیاع جمع شیعہ کی ہے۔

۷۔ پارہ ۱۶ سورۂ مریم رکوع ۱۷

ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا

پھر ہم ہر گروہ (شیعہ) سے نکالیں گے جو اُن میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہو گا۔

۸۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر رکوع ۱۹:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے اگلی امتوں (یعنی شیعوں) میں رسول بھیجے اور ان کے پاس رسول نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں۔

ماحاصل: حضرات قرآن مجید کی مذکورہ آیات کریمہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ لفظ شیعہ قرآن میں گنہگاروں، سرکشوں، باغیوں، رسولوں کے ساتھ مذاق کرنے والوں، مشرکوں بے ایمانوں کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے لفظ شیعہ کا استعمال فرقہ شیعہ میں۔

لفظِ شیعہ کا استعمال شیعہ فرقہ میں

قرآن کریم میں جو آیات کریمہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہیں، اس سے مراد شیعہ ہیں۔ چنانچہ روافض کی مستند کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۱۹۲ پر مرقوم ہے:

قال حدثني الحسن بن طلحة رفعه عن محمد بن اسماعيل عن علي بن يزيد الشامي قال قال ابو الحسن عليه السلام ما انزل الله سبحانه آية في المنافقين الا وهي فيمن ينتحل التشيع

ترجمہ: بحذف اسناد۔ یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ نے جو آیات بھی منافقین کے بارے میں نازل فرمائی ہیں، ان منافقین سے مراد صرف وہی لوگ ہوں گے جو اپنے آپ کو شیعہ بیان کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سبا یہودی شیعہ مذہب رکھتا تھا

روافض کی مستند کتاب رجال کشی ص ۱۰۱ پر مرقوم ہے:

ذکر بعض اهل العلم ان عبد الله بن سبا كان يهوديا فاسلم ووالى عليا عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون وصي موسى بالغلو فقال في اسلامه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم في علي عليه السلام مثل ذلك وكان اول من اشهر بالقول بفرض امامة علي واظهر البرائة من اعدائه وكاشف مخالفيه واكفرهم فمن ههنا قال من خالف الشيعة اصل التشيع والرفض ماخوذ من اليهودية

ترجمہ: بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا یہودی المذہب اس نے ظاہر کیا اور حضرت علی رضؓ کے ساتھ جوڑی جب وہ یہودی تھا تو غلو کے ساتھ یوشع بن نون موسیٰ علیہ السلام کا وصی کہتا تھا اور اسلام میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ـــــــ وفات کے بعد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غلو سے یعنی (وصی رسول اللہ) کا کلمہ کہنا وہ شخص (عبداللہ بن سبا) پہلا شخص ہے جس نے علی کرم اللہ وجہہ کی امامت کی فرضیت کا قول کیا اور ان کے دشمنوں سے برائت کا اظہار اور اُن کے مخالفین کے کفر کا اعلان کیا۔ اسی وجہ سے شیعوں کے مخالف کہتے ہیں شیعیت روافض کی بنیاد یہودیت پر ہے۔

عبداللہ بن سبا نے دعویٰ نبوت بھی کیا!

رجال کشی ص ۷۰ پر مرقوم ہے:

حدثني محمد بن قولويه القمي قال حدثني سعد بن عبد الله بن ابی خلف القمي قال حدثني محمد بن عثمان العبدي عن يونس بن عبد الرحمن عن عبد الله بن سنان قال حدثني ابي عن ابي جعفر عليه السلام ان عبد الله بن سبا كان يدعي النبوة ويزعم ان امير المؤمنين عليه السلام هو الله تعالى عن ذلك فبلغ ذلك امير المؤمنين عليه السلام فدعاه وسأله فاقر بذلك وقال نعم انت هو وقد كان القي في روعي انك انت الله واني نبي فقال له امير المؤمنين عليه السلام ويلك قد سخر منك الشيطان فارجع عن هذا ثكلتك امك وتب فابى فحبسه واستتابه ثلاثة ايام فلم يتب فاحرقه بالنار وقال ان الشيطان استهواه فكان ياتيه ويلقي في روعه ذلك

ترجمہ: بحذف اسناد، امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سبا نے دعویٰ نبوت کیا اور زعم نا سار سے کہا کہ امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ خبر امیر المؤمنین کو پہنچی تو اسے بلا کر دریافت کیا تو اُس نے اس بات کا اعتراف کیا اور کہا تم وہی ہو میرے دل میں الہام ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ ہو اور میں نبی ہوں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا تیری ہلاکت ہو شیطان تیرے پر مسلط ہو گیا تیری ماں تجھے روئے اس کفریہ بات سے رجوع کر اور توبہ کر۔ اس نے انکار کیا۔ آپ نے اسے محبوس کر دیا اور تین دن تک توبہ کا انتظار فرمایا جب اس نے توبہ نہ کی تو آپ نے آگ میں جلا دیا اور فرمایا شیطان نے اسے بہکا دیا وہ اس کے پاس آتا اور اس کے دل میں کفریات ڈالتا ہے۔

شیعوں کا خانوادۂ رسول کے ساتھ سلوک

اہل کوفہ تمام شیعہ تھے۔ چنانچہ روافض کی معتبر کتاب مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوستری ص ۲۵ پر مرقوم ہے:

"و بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است و اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد۔"

ترجمہ: خلاصہ کلام اہل کوفہ کے شیعہ ہونے میں دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور کوفی الاصل کا سنی ہونا خلافِ اصل اور دلیل کا محتاج

ہے اگرچہ امام ابو حنیفہ کوفی تھے۔

غمازی:۔ قاضی نور اللہ صاحب کی وساطت سے معلوم ہوا ہے کہ کوفہ والے تمام شیعہ تھے۔ اب ان شیعوں کا آلِ رسولؐ کے ساتھ سلوک ملاحظہ فرمائیے۔

کوفہ شیعانِ علیؓ کا مرکز جہاں آپ کو شہید کیا گیا

جلاء العیون ص ۱۲۰۷

و پس جبرئیل گفت یا محمد بدرستیکہ برادر تو علی مقہور و مظلوم خواہد شد بعد از تو و منافقان اُمّت براو غالب خواہند شد و منصب خلافت او خواہند کرد و از دشمنان تو تعبہا با و خواہد رسید و در آخر کشتہ خواہد شد بدست بدترین خلائق و بدبخت ترین اولین و آخرین نظیر پے کنندۂ ناقۂ صالح در شہری کہ بسوئے آں شہر ہجرت خواہد نمود آں شہر محل شیعان او و شیعان فرزندان او خواہد بود و بسبب ایں حال بلائی اہلبیت رسالت بسیار خواہد شد۔

ترجمہ ص ۲۸۹ اُس کے بعد جبرئیل نے کہا یا محمدؐ آپ کا برادر علی بن ابیطالب بعد آپ کے مقہور و مظلوم ہو گا اور اس اُمّت کے منافق اس پر غالب ہوں گے اور اُس سے غصب خلافت کریں گے اور آپ کے دشمنوں سے اُسے تعب و مشقت پہنچے گی۔ اور آخر میں بدترین خلق اولین و آخرین و نظیر پے کنندہ ناقہ صالح کے ہاتھ سے اس شہر

میں جہاں ہجرت کرے گا شہید ہو گا اور وہ شہر علیؓ کے شیعوں اور فرزندان شیعہ کا محل مسکن ہو گا اور اُس وقوع کے روز بلائے اہل بیت رسالت اور اُن کی مصیبت عظیم ہو گی۔

غمازی:۔ علامہ مجلسی تبرائی کی شہادت پر اگر تبصرہ کیا جائے تو چند اہم نکات واضح ہوتے ہیں اول یہ کہ جبرئیل علیہ السلام بذاتِ خود یہ پیغام لے کر آئے تھے۔ یا ارشادِ باری تعالےٰ تھا ایک طرف تو رب کریم یہ فرماتے کہ میرے مصطفیٰؐ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ بلافصل ہو گا۔ دوسری طرف جبرئیل آمین یہ پیغام لے کر آئے کہ اُمّت کے منافق مداخلت فی الدّین کرتے ہوئے حیدرِ کرار پر غالب آجائیں گے۔ اب روح الامین کی ذات پر شک کیا جائے تو پھر بھی ایمان کی خیر نہیں۔ رب کریم کے فرمان کو نظر انداز کر دیا جائے تو دائرہ اسلام سے خارج مجلسی صاحب اکثر مرتبہ حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ویسے کبھی کبھی سچی بات بھی کہہ جاتے ہیں۔ علامہ مذکور کا یہ فرمان کہ کوفہ شیعان علیؓ کا مرکز اور وہاں کے تمام باشندے شیعان محبانِ اہل بیت تھے۔ حضرت علیؓ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم بھی کوفی تھا اس کے شیعہ ہونے میں بھی شک نہیں کیا جاسکتا جس نے بیعت کے بعد مولا علیؓ کو دورانِ نماز مسجد میں شہید کیا یہ کہاں تک درست ہے۔ اب راقم الحروف کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اگر حضرت علیؓ شیعہ مذہب رکھتے تھے ویسے تو شیعان حیدر کرار کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خود شیعہ تھے نہ معلوم خالقِ کائنات

کے متعلق سیاہ پوشان کا کیا عقیدہ ہے۔ اگر حضرت علیؓ کو بھی شیعہ تصوّر کر لیا جائے تو قاتل سُنّی کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ سُنّی پیروں کے اہل سنت مرید اور شیعہ پیروں کے شیعہ مرید تو اس قانون کے مطابق ثابت ہوا کہ قاتل مولا علیؓ بھی شیعہ ہی ہوگا۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا اے علیؓ اپنی اولاد کو شیعوں سے بچانا

روافض کی مستند کتاب الصافی فی تفسیر القرآن مؤلفہ محمد بن المرتضیٰ بالفیض الکاشانی ص ۵۱۸ و صفحہ مذکور سورۃ الواقعہ زیر آیت:

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ۔

کے ماتحت رقمطراز ہے:

فی الکافی عن الصادق علیہ السلام قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی علیہ السلام یا علی هم شيعتك فسلم ولدك منهم ان يقتلوهم

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے علی وہ تیرے شیعہ ہیں پس اپنی اولاد کو ان شیعوں سے بچاؤ تاکہ انہیں قتل نہ کر دیں۔

کتاب الروضہ ص ۱۲۲ مطبوعہ نول کشور پر گلینیؒ نے یہ عبارت لکھی جس کا حوالہ تفسیر صافی نے دیا۔

غالباً یہی رہ مخبرِ صادق علیہ السلام کے ارشاد سے واقعۂ کربلا پر روشنی پڑتی ہے جبھی تو آپ نے مولا علیؓ کو ہدایت فرمائی تھی کہ اپنی اولاد کو محبت کا دم بھرنے والے شیعوں کو فیوں سے بچانا جو مرید بن کر میدانِ کربلا میں تیری اولاد کو شہید کریں گے۔

شیعوں کا امام حسنؓ کے ساتھ سلوک

جلاء العیون فارسی ص ۳۶۲ مصنفہ ملاں باقر مجلسی تبرائی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"شیخ کشی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است روزی حضرت امام حسنؓ در خانہ خود نشستہ بود ناگاہ سوار آمد کہ اورا سفیان بن لیلیٰ می گفتند۔ گفت السلام علیکم اے ذلیل کنندہ مومناں حضرت فرمود فرود آئی تعجیل پس فرود آمد پائی شتر را بست و نشست حضرت فرمود چہ دانستی کہ من ذلیل کنندہ مومنانم گفت برائی آنکہ امر امامت را از گردن خود انداختی و سلطنت را بایں معاویہ گذاشتی۔"

ترجمہ: جلاء العیون جلد اوّل ص ۲۵۶ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے ناگاہ ایک سوار آیا جسے ابو سفیان بن لیلیٰ کہتے تھے اس نے کہا اے ذلیل کنندہ مومناں السلام علیکم۔ امام حسنؓ

نے فرمایا اونٹ سے نیچے آ جلدی کر پس وہ نیچے اترا اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا تو نے کیونکر جانا میں ذلیل کنندہ مومناں ہوں اُس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ امر امامت آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا اور خلافت معاویہ رض کو دے دی۔

غازی: بھلا ہو شیخ کشی کا جس نے امام معصوم محمد باقر سے روایت کرتے ہوئے علامہ مجلسی کی وساطت سے ہم تک خبر پہنچائی ہے کہ امام حسنؑ کے دروازہ پر آنے والا ابو سفیان بن لیلیٰ جس نے آپ کو ذلیل کنندہ مومناں کہا جسے امام حسنؑ کی صلح امیر معاویہ رض سے ناگوار گذری وہ یقیناً شیعہ ہی ہو گا کیونکہ اہل سنّت کا مسلک تو یہی ہے جو نواسۂ رسول نے کیا اس پر اعتراض کرنا بدبختی ہے۔ اگر آج کوئی گستاخ امام حسنؑ کی شان میں یہ جملہ کہتا تو سنّی اس کا سر قلم کر دیتے۔ علاوہ ازیں یہ بھی توجہ طلب جملہ ہے کہ امام حسنؑ نے تاج امامت آتار کر امیر معاویہ رض کے سر پر کیوں رکھ دیا۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام حسنؑ منصوص من اللہ نہیں تھے۔ کیونکہ آپ نے امیر معاویہؓ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی فرمائی نہ معلوم کہ موجودہ دور کے روافض کو یہ صلح کیوں ناگوار ہے۔

امیر معاویہؓ سے امام حسنؓ نے صلح کی تو آپ کا سامان لوٹ لیا گیا

جلاء العیون فارسی ص ۱۲۵۲

"چوں آں منافقاں ایں سخن را از حضرت شنیدند بیک دیگر نظر کردند گفتند از سخناں او معلوم می شود کہ می خواہد با معاویہ رض صلح کند و خلافت را باو در گذارد پس ہمہ برخاستند گفتند او مثل پدرش کافر شد بخیمہ آں حضرت ریختند و اسباب حضرت را غارت کردند حتیٰ مصلائی حضرت را از زیر پایش کشیدند و ادائی مبارکش را از دوش دُزدیدند۔"

ترجمہ۔ جلاء العیون ص ۲۴۵ جب اُن منافقوں نے یہ کلام حضرت سے سُنا ایک نے دوسرے پر نظر کی اور کہا اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن کو معاویہ رض سے صلح منظور ہے اور چاہتے ہیں کہ خلافت معاویہ رض کو دے دیں۔ پس سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یہ شخص مثل پدر کافر ہو چکا ہے اور ہلہ کر دیا اور اسباب امام حسنؑ کا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جانماز حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی اور ردا دوش مبارک سے اتار لی۔

غازی: پیشتر ازیں یہ متعدد بار عرض کیا جا چکا ہے کہ امام حسنؓ کی امیر معاویہؓ

کے ساتھ صلح اہل سنت کو تو ناگوار نہیں اور نہ ہی کوئی سُنی امام عالیمقام کی شان میں کہ آپ مثل پدر کافر ہو چکے ہیں۔ یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے امیر معاویہؓ سے شیعوں کو صلح اس قدر ناگوار گذری آپ کا سامان لوٹ لیا گیا جائے نماز میں کھینچ لیا حتیٰ کہ چادر مبارک بھی کندھوں سے اتاری یہ جرأت کوفہ والے ہی کر سکتے ہیں جو آلِ رسولؐ کے پرانے دشمن تھے

شیعوں کا امام حسینؓ اور ان کے رفقاء کے ساتھ سلوک

شیعانِ حیدرِ کرّار کی کوفہ میں پہلی میٹنگ

جلاء العیون فارسی ص ۳۵۵ :

" عبداللہ بن زبیر در آں وقت در مکہ بود و در پہلوی کعبہ جا گرفتہ بود در جوار ے قریب دادن مردم پیوستہ مشغول نماز بود و در اکثر اوقات ملازمت آں حضرت می رسید و ظاہرا اظہار حسرت از قدوم آں حضرت می نمود و در باطن بآمدن او راضی نہ بود زیرا کہ می دانست کہ تا آں حضرت در مکہ است کسی از اہل حجاز با او بیعت نخواہند کرد چوں ایں اخبار بآہل کوفہ رسید شیعیانِ کوفہ در خانہ سلیمان بن صرد خزاعی جمع شدند حمد و ثنائی حق تعالےٰ ادا کردند و در باب فوت معاویہؓ و بیعت یزید سخن گفتند بجہنم واصل شدہ حضرت امام حسینؓ از بیعت یزید امتناع نمودہ و بجانب مکہ معظمہ رفتہ است و شما شیعان او پدر بزرگوار او شیدا گری در بند کر او را یاری دہ یاد شمنان او جہاد خواہید کرد و بجان و مال در تعرف او خواہید کوشید نامہ باو بنویسید و او را بطلبید و اگر در یاری او سستی خواہید داز د آنچہ شرط خیر خواہی و متابعت است بعمل نخواہید آورد او را فریب مدہید و در مہلکہ نی فکنید ایشاں گفتند چوں ایں دیار را بنور قدوم خود منور گرداند ہمگی بقدم اخلاص بسوئی او می شتابیم و بدست ارادت با او بیعت می نمائیم و در یاری او و در رفع شر اعدای او جاں فشانیہا بظہور می رسانیم پس عریضہ بایں مضمون بخدمت آں حضرت نوشتند "

ترجمہ۔ جلاء العیون جلد دوم ص ۴۳۰۔ عبداللہ بن زبیرؓ اس وقت مکہ میں قریب کعبہ مقیم تھا اور لوگوں کو فریب دینے کو ہمیشہ مشغولِ نماز رہا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ملاقات حضرت میں حاضر ہوتا تھا اور بظاہر اظہار مسرت تشریف آوری حضرت سے کرتا تھا اور باطن میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا اس لیے کہ جانتا تھا جب تک حضرت مکہ میں رہیں گے کوئی اہل حجاز سے میری بیعت نہ کرے گا جب یہ خبر یں اہلِ کوفہ کو پہنچیں شیعانِ کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے حمد و ثنا سے الہٰی بجا لائے اور در بارۂ فوت معاویہؓ و بیعت یزید گفتگو کی سلیمان نے کہا جب معاویہؓ مر گیا اور تم ان کے شیعہ اور پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو کہ ان کی نصرت کر سکو گے اور بجان و مال ان کی نصرت میں کوشش کر سکو گے۔ ایک عریضہ ان کی

خدمت میں لکھ کر یہاں بلالو اور اگر اُن کی نصرت میں سستی و کاہلی کرو گے۔ یہ جان لو کہ شرطِ نیک خواہی اور متابعت کی بجا آوری نہ کرو گے ان کو قریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو شیعوں نے کہا جب حضرت اس شہر کو اپنے نورِ قدوم سے منوّر کریں گے ہم سب بقدم اخلاص اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے بیعت کریں گے۔ اور اُن کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک عریضہ اس مضمون کا خدمت امام عالی مقام میں لکھا۔

امام حسینؑ کی خدمت میں شیعانِ کوفہ کا پہلا خط

جلاء العیون فارسی ص ۳۵۷

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم این نامہ ایست بسوئے حسینؑ بن علیؑ از جانب سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد بجلی و حبیب بن مظاہر و سائر شیعان او از مومنان و مسلمانانِ اہل کوفہ سلام خدا بر تو باد و حمد می کنیم خدارا بر نعمتہائے کاملہ او بر ما و شکر می کنیم او را بر آنکہ ہلاک کرد دشمن جبار معاند ترا بغیر رضائی امت بر ایشان والی شدہ بود و قہر بر آنہا حاکم گردید و اموالِ ایشان را بنا حق تصرف نمود و نیکان را بقتل رسانید و بدان را بر نیکان مسلط گردانید و اموالِ خدا را

بر ما لداران و جباران قسمت نمود پس خدا را او لعنت کند چنانچہ قوم ثمود را لعنت کرد بدانکہ ما در این وقت امام و پیشوا ندا ریم بسوئی ما توجہ نما و شہر ما قدوم رنجہ فرما کہ ما ہمگی مطیع تو ہیم شاید حق تعالیٰ حق را ببرکت تو بر ما ظاہر گرداند و نعمان بن بشیر حاکم کوفہ در قصر الامارت نشستہ است در نہایت مذلت و جمعہ او حاضر نمی شویم و در عید باو بیرون نمی رویم چون خبر بر سرکہ شما متوجہ این صوب شدہ اید او را از کوفہ بیرون می کنیم تا باہلِ شام ملحق گردد۔ والسلام اہلِ کوفہ"

ترجمہ۔ جلاء العیون جلد دوم ص ۱۲۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نامہ سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد بجلی و حبیب ابن مظاہر از جمیع شیعان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے۔ آپ پر سلام خدا ہو اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہے حمد کرتے ہیں اور ہم شکر خدا کرتے ہیں کہ اُس نے آپ کے دشمن جبّار کو کہ بغیر رضامندی اُمّت اُن پر حاکم ہوا تھا ہلاک ہو گیا اور وہ بجور و عدوان اُمّت پر حاکم اور اُن کے اموال بناحق تصرف کیا اور نیکانِ اُمّت کو قتل کیا اور بد اطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا اور اموالِ مذکور۔ لوردوں اور جبّاروں پر تقسیم کیا خدا اسے نفرین کرے کہ جس طرح قوم ثمود پر نفرین کی اور واضح ہو کر اس وقت ہمارا کوئی امام پیشوا نہیں پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمایئے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں

شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ہم پر ظاہر کرے اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دار الامارت میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ کو اور عیدین میں وہاں نماز پڑھنے نہیں جاتے اور جب آپ کی خبر تشریف آوری ہم کو ملے گی ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے کہ اہلِ شام کے پاس چلا جائے والسلام۔ اہل کوفہ

امام عالی مقامؑ کی خدمت میں شیعانِ کوفہ کا

دوسرا خط

جلاء العیون فارسی ص ۳۵۶

دو نامہ را با عبداللہ بن مسلیع ہمدانی و عبداللہ بن وال بخدمت آنحضرت فرستادند و مبالغہ کردند کہ آنرا با نہایت سرعت بخدمت آنحضرت برسانند پس ایشان در دہم ماہ مبارک رمضان داخل مکہ شدند و نامۂ اہل کوفہ را بآنحضرت رسانیدند باز اہل کوفہ بعد از دو روز از ارسال آں قاصدان قیس بن مسہر و عبداللہ بن شداد و عمارہ بن عبداللہ را فرستادند با صد و پنجاہ نامہ کہ ہر نامہ را اہل کوفہ نوشتہ بودند یک کس و دو کس و چہار کس و زیادہ یک نامہ نوشتہ بودند و باز بعد از دو روز ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبداللہ حنفی را بخدمت آنحضرت روان کردند و نوشتند بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں عریضہ ایست بخدمت حسینؑ بن علیؑ از شیعان و فدویان و مخلصانِ آں حضرت اما بعد بزودی خود را بدوستان و ہوا خواہان خود برسان کہ ہمہ مردم این ولایت منتظر قدوم حضرت لزوم تو اند و بسوئی غیر تو رغبت نمی نمایند البتہ البتہ تعجیل تمام خود را بایں مشتاقان ستہام برسان والسلام علیٰ خیر ختام پس شیث بن ربعی و حجار بن ابجر و یزید بن حارث و عروہ بن قیس و عمرو بن حجاج و محمد بن عمرو ربیعہ دیگر نوشتند بایں مضمون اما بعد مرد ہا سبز شدہ و میوہا رسیدہ اگر بایں صوب تشریف آوری لشکرہائی تو مہیا و حاضر اند و ہر شب و روز انتظار مقدم شریف تو می برند و ہر چند ایں نامہا بآنحضرت رسید چوں مبالغہ ایشاں از حد گذشت و رسولان بسیار نزد آنحضرت جمع شدند دوازدہ ہزار نامہ از آں ناحیہ بآنجناب رسید حضرت در جواب نامہ آخر ایشاں نوشت۔

ترجمہ، جلاء العیون جلد دوم ص ۱۳۹ یہ خط عبداللہ بن مسلیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور اصرار کیا کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام پہنچا دینا۔ پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو مکہ داخل ہوئے اور نامہ اہلِ کوفہ خدمت امام حسینؑ میں پہنچا دیا ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہر و عبداللہ بن شداد و عمارہ بن عبداللہ کو کر ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دے کر بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک

خط لکھا اور بدست ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبداللہ حنفی بخدمت آنحضرت روانہ کیا اور اس خط میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے۔ اما بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں کے پاس تشریف لائیے کہ جمیع مردان ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں البتہ بتعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لائیے والسلام اہل کوفہ۔ پس شبث بن ربعی و حجار بن ابجر و یزید بن حارث و عروہ بن قیس و عمرو بن حجاج و محمد بن عمرو نے دوسرا اس مضمون کا عریضہ لکھا۔ بعد حمد و صلوٰۃ گذارش ہے کہ تمام صحرا سبزہ اور میوے سے تیار ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لیے یہاں لشکر حاضر ہے اور ہم شب و روز آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہنچے تھے مگر حضرت ٹال دیتے تھے اور جواب اُن کا نہ لکھتے تھے یہاں تک کہ چھ سو خطوط اُن کے امام حسینؑ کے پاس پہنچے اور جب مبالغہ و اصرار از حد اُن کا ہوا اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کوفہ سے آ گئے حضرت نے اُن کے آخری خط کا جواب لکھا۔

شیعانِ کوفہ کی طرف امام حسینؑ کا جوابی خط

جلاء العیون فارسی ص ۳۵۷۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم این نامہ ایست از حسینؑ بن علیؑ بسوئے گروہ مومنان و مسلمان و شیعان اما بعد بدرستیکہ ہانی و سعید نامہ از شما آوردند بعد از رسولان بسیار بے شمار کہ از شما بمن رسیدہ بودند بر مضامین ہمہ اطلاع بہم رسانیدم و در جمیع نامہا نوشتہ بودید کہ ما امامی نداریم بزودی بیائید شاید کہ حق تعالیٰ ما را ببرکت تو بر حق و ہدایت مجتمع گرداند اینک می فرستم بسوئے شما برادر و پسر عم و محل اعتماد خود مسلم بن عقیل را پس اگر او بنویسد بسوی من کہ مجتمع شدہ است رائے عقلا و دانایان و اشراف و بزرگان شما بر آنچہ در نامہا درج کردہ بودید ان شاء اللہ بزودی بسوئے شما بیایم پس جان خود سوگند یاد می کنم کہ امام نیست مگر کسی کہ حکم کند در میان مردم بکتاب خدا و قیام نماید در میان مردم بعدالت و قدم از جادہ شریعت مقدسہ بیرون نگذارد و مردم را بر دین حق مستقیم بدارد والسلام۔"

ترجمہ۔ جلاء العیون جلد دوم ص ۳۸۰۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط حسینؑ بن علیؑ کا شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف ہے۔ اما بعد بہت سے قاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی و سعید کے ہاتھ بھیجا مجھے پہنچا سب تمہارے خطوط میرے پاس پہنچے اور سب

سکے مضامین سے مطلع ہوا تم نے سب خطوط میں میرے پاس لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد آپ ہمارے پاس تشریف لایئے شاید آپ کی برکت سے ہم کو بحق ہدایت کرے واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے بمشورہ عقلا و دانایان واشراف و بزرگان قوم لکھا ہے اس وقت میں انشاءاللہ جلد تمہارے پاس چلا آؤں گا میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ امام وہی ہے جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اللہ بن الست کا قائم کرے اور قدم جادۂ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دینِ حق پر مستقیم رکھے والسلام

حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام

معتبر ذرائع سے سراغ ملا ہے کہ آلِ رسولؐ کو شہید کرنے والے سنی نہیں تھے

غازی ۔ حضرات حیدری صاحب ایک تبرائی شیعہ ہیں۔ خلافت بلافصل پر بحث چل رہی تھی انھوں نے ذاکرین سے سن رکھا تھا کہ شیعہ خیرالبریہ فرقہ ہی ناجی ہے سُنی علماء بیان کیا کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا میری اُمت کے تہتر فرقے ہوں گے کُلّھُم فی النّار مگر ایک جنتی ہو گا یہ بشارتِ مصطفےٰ شیعوں ہی کے متعلق ہے کیونکہ ہمارا کلمہ قرآن علیحدہ اذان، روزہ، نماز،

حج و زکوٰۃ کے مسائل و عقائد بلکہ قبرستان تک علیحدہ ہیں شیعہ ذاکرین کا گلا جب جواب دے جاتا ہے تو اختتام مجلس پر چلا چلا کر رُلانا شروع کر دیتے ہیں اور ماتم کی پھنکاریں پڑھ ۔ جیسے صلوٰۃ حاضرین مجلس آواز آتی ہے اللھم صلِ علیٰ محمد و آلِ محمد۔ جیسے مومنین کرام سنیوں کا چھٹا خلیفہ یزید ہے اور آلِ رسولؐ کو شہید کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں راقم الحروف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قرآن میں لفظ شیعہ مومنین کے حق میں نہیں بلکہ کفار و مشرکین کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ ساتھ ہی یزید کو کتبِ روافض سے ساتواں خلیفہ اور مومنین کا امیر بھی ثابت کیا ہے علاوہ ازیں برا ہین قاطعہ سے سُراغ ملا ہے کہ حضرت علیؓ سے لے کر امام حسینؓ تک بے وفائی کرنے، کوفہ جلانے اور میدانِ کربلا میں شہید کرنے والے شیعانِ کوفہ ہی تھے۔

آج کے بعد انشاءاللہ کسی ذاکر کو کبھی مجلس میں یہ کہنے کی جرأت نہیں ہو گی کہ سُنیوں کا چھٹا خلیفہ یزید ہے اور قاتلانِ حسینؓ سُنی تھے۔ احبابِ اہلِ سنت کا فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی ذاکر چلّا رہا ہو راقم الحروف کی یہ کتاب ہاتھ میں لے کر چیلنج کرو وہ انشاءاللہ وہ تبرائی شہر نہیں ضلع بلکہ پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

پرچہ صداقت کی سچّی گواہی

حضرات! اِس وقت میرے پیشِ نظر ۵ اگست ۱۹۶۸ء ۱۰ محرم الحرام

کا پرچہ صداقت ہے جو آج سے کئی سال قبل گوجرہ سے مولوی محمد اسماعیل شیعہ مناظر کی سرپرستی میں شائع ہوا کرتا تھا۔ اگر مذکور تو رب کے پاس پہنچ چکے ہیں پرچہ مذکور کے صفحہ ۴ پر امام حسین رض کے خطبات درج ہیں۔ ایک خطبہ ملاحظہ فرمایئے۔

پرچہ صداقت ص ۴:

"حضرت امام نے پہلا خطبہ اُس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کو مسلم بن عقیل کے سانحہ شہادت کی خبر ملی اس خطبے میں بنیغان راہ کو ان الفاظ میں مخاطب کیا گیا تھا اے لوگو! ہمیں نہایت مسلم کی خبر ملی ہے۔ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ اور عبدالرحمن بن یقطر قتل کر دیئے گئے ہیں ہمارے شیعوں نے بے وفائی کی۔ کوفہ میں ہمارا کوئی مددگار نہیں رہا جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہے ہم ہرگز خفا نہ ہوں گے۔"

غازی:- اچھا ہو مولوی محمد اسماعیل گوجروی ثم فیصل آبادی کا کہ جو قبل از موت متاخرین شیعہ کو ہدایت کر گئے ہیں کہ امام حسین رض کے ساتھ یقیناً بے وفائی کرنے والے کوفیاں شیعان ہی تھے اگر آج کوئی سنی بھی یہی بات کہہ دے تو شیعان حیدر کرار چلانا شروع کر دیتے ہیں اور ساختہ ہی بچاؤ بچاؤ اقلیت کا مذہب خطرے میں ہے آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

◆◆◆

مسلم بن عقیل کوفہ پہنچ کر تمام شیعوں سے ملے اور امام حسین رض کو خط لکھا

ذبح عظیم مرتبہ سید اولاد حیدر بگرامی ص ۱۵۹ ناشر کتب خانہ اثنا عشری لاہور:

"مسلم بن عقیل کی طرف سے حسین ابن علی علیہ السلام کو معلوم ہو کہ میں کوفہ پہنچا تمام شیعوں سے ملا ان سے آپ کی بیعت لی بیس ہزار شیعوں نے دلی رضا و رغبت سے آپ کی بیعت اختیار کی ہے میں نے ان کے نام لکھ لیے ہیں آپ اس خط کے مضمون سے اطلاع پاتے ہی فوراً چلے آئیں کس وجہ سے دیر نہ کریں۔ کیونکہ کوفہ والے دل سے آپ کے خیرخواہ اور دوست ہیں اور یزید ابن معاویہ سے متنفر ہیں۔"

امام حسین رض اور ان کے رفقاء کی شہادت کے بعد جناب زینب رض نے فرمایا کوفہ والو تم روتے اور نوحہ کرتے ہو تمہارے سوا ہمیں کسی نے قتل نہیں کیا

ہفت روزہ رضاکار لاہور سید الشہداء نمبر یکم مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۱ پر مرقوم ہے:

"بشیر ابن حذام اسدی کا بیان ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس دن کوفے میں تھا جس دن قافلۂ آلِ محمدؐ کوفے میں آیا میں نے حضرت زینبؑ بنت علیؑ سلام اللہ علیہا سے زیادہ کسی عورت کو فصاحت کے ساتھ بولتے ہوئے نہیں سنا گویا وہ حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کی زبان میں تقریر فرما رہی تھی۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے کہا فوراً ہی گھنٹیوں کی آواز رک گئی اور ایسی خاموشی چھا گئی کہ سانس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اللہ کی حمد و ثنا اور اپنے نانا پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا اے اہلِ کوفہ اے مکر و فریب کے پُتلو کیا تم رو رہے ہو خدا کرے تمہارے آنسو کبھی خشک نہ ہوں اور تمہیں کبھی گریہ زاری سے سکون نہ ملے۔ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جو اپنے تاگوں کو کات کر خود ہی توڑ ڈالے تم نے اپنے ایمان کو مکر و فریب کا ذریعہ بنایا یاد رکھو تمہارے اندر تکبّر و خود پسندی اور بغض و عداوت کے سوا کچھ بھی نہیں یاد رکھو تمہارے نفوس اس قدر اعمال قبیحہ کے مرتکب ہوئے ہیں کہ جس سے تم پر ضرور غضبِ خدا نازل ہوگا۔ اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو گئے تم روتے ہو اور نوحہ و بکا کرتے ہو خدا کی قسم تم اپنے کئے پر اس سے بھی زیادہ رو ؤ اور بہت کم ہنسو کیونکہ تمہارے دامن جس عار و عیب سے ملوّث ہوئے ہیں انہیں کبھی نہیں دھو سکتے۔ تم فرزندِ رسول تو جوانانِ جنت کے سردار

نیکو کاروں کے ملجا مصیبت زدوں کے ماویٰ منبعِ حجت اور بانیٔ سنت کا خون کس طرح اپنے دامن سے دھو سکتے ہو۔ خبردار تم نے گناہوں کا بہت بھاری بوجھ اٹھا لیا ہے تمہیں ہلاکت آئے اور ہمیشہ کے لیے رحمتِ خدا سے دور رہو تم اپنی کوششوں میں خائب و خاسر رہے تم واقعتاً ہلاک ہو گئے اور تمہیں اس تجارت میں خسارہ آیا تم اللہ کے غضب کے مستحق بنے تم پر اللہ نے ذلت و رسوائی مسلط کر دی ہے۔"

کوفہ والوں کے حق میں جناب فاطمہ صغریٰ کی بددعا

ہفت روزہ رضا کار لاہور سید الشہداء نمبر یکم مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۰ پر رقوم ہے:

"اما بعد اے کوفہ والو! اے مکر و فریب کے پُتلو ہم اہل بیت نبوت ہیں اللہ نے ہمیں تمہارے ساتھ اور تمہیں ہمارے ساتھ آزمایا ہمیں اللہ نے اس امتحان میں ثابت قدم رکھا اور اس نے ہمارے اندر علم و فہم رکھا پس ہم علم کے مخزن اور فہم و حکمت کے معدن ہیں۔ اور ہم اللہ کی زمین میں اس کے بندوں پر حجت ہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں معزز کیا اور ہمیں اپنے نبی محمد صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے تمام مخلوق پر فضیلت، تکیہ عطا فرمائی لیکن تم لوگوں نے ہمیں جھٹلایا ہم سے روگردانی کی۔ ہمارا خون حلال اور مال جائز تصور کیا جیسا کہ اس سے پہلے تم ہمارے جد کو شہید کیا تمہاری تلواروں سے ہم آلِ محمد کا خون ٹپک رہا ہے تم نے اپنے پوشیدہ کینوں کو ظاہر کیا۔ اس طرح تم نے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا اور دلوں کو خوش کیا تم نے اللہ سے مکروفریب کرنا چاہا حالانکہ وہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے تم نے جو ہمارے خون بہائے اور مال و اسباب لوٹے ہیں۔ اس پر خوشی کا اظہار مت کرو کیونکہ جو مصائب جلیلہ اور حادثات عظیمہ ہم پر گزرے ہیں وہ ہم پر واقعہ ہونے سے پہلے کتاب خدا میں مرقوم تھے۔ تمہیں ہلاکت آئے اس لعنت اور عذاب الٰہی کا انتظار کرو جو عنقریب تم پر نازل ہونے والی ہے آسمان سے متواتر عذاب الٰہی نازل ہوگا جو تمہارا نام و نشان مٹا دے گا اور اللہ تم سے بعض کو بعض کے عذاب کا ذائقہ چکھائے گا اور پھر قیامت کے دن ہمیشہ کے لیے دردناک عذاب میں ہو گے تم نے ہم پر مظالم کیے یاد رکھو ظالموں پر خدا کی لعنت ہے

کوفہ والوں کے حق میں جنابِ اُمِّ کلثومؓ کی بد دعا!

ہفت روزہ رضاکار لاہور یکم مئی ۱۹۶۹ء ص ۱۲ پر مرقوم ہے:

"اے اہلِ کوفہ خدا تمہارا برا کرے تم نے کس لیے حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا انہیں شہید کیا مال و اسباب لوٹا، اس کے ناموس کو قید کیا اور طرح طرح کی مصیبتیں نازل کیں۔ تمہیں موت آجائے تم پر عذاب خدا نازل ہو کیا جانتے ہو کہ تم نے کس قدر گناہ کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لادا ہے۔ کیسی عظیم ہستی کا خون بہایا اور کن مخدرات عصمت کو قید کیا کن مستورات کا مال لوٹا ہے۔ کن اموال کو تم نے غارت کیا ہے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین خلق لوگوں کو قتل کیا تمہارے دلوں سے رحم چھین لیا گیا ہے یاد رکھو اللہ کا گروہ ہمیشہ کامیاب اور شیطان کا گروہ خائب و خاسر رہتا ہے تم نے میرے بھائی کو شہید کیا۔ سوائے صبر کے چارہ نہیں لیکن تمہاری ماں پر عذاب خدا ہو، اس کے بدلے تمہیں جہنم کی سلگتی آگ میں ڈالا جائے گا۔"

کوفہ والوں کے حق میں امام زین العابدینؓ کی بد دعا

ہفت روزہ رضاکار لاہور یکم مئی ۱۹۶۹ء ص ۱۲ پر مرقوم ہے:

"لوگو جو مجھے جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہیں جانتا میں اسے اپنا تعارف کرائے دیتا ہوں میں علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہوں میں اس کا بیٹا ہوں جس کی ہتک حرمت کی گئی ہے

اُس کا بیٹا ہوں جس کو لوگوں نے آرام نہ لینے دیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس کا مال لوٹا گیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جس کے ناموس قید کر کے بازار کوفہ میں لائے گئے میں اس کا بیٹا ہوں جسے بے جُرم دھطا کنارۂ فرات پر ذبح کر دیا گیا۔ میں اُس کا بیٹا ہوں جو اپنے قتل پر صابر رہا یہی میرے لیے کافی فخر ہے۔ لوگو میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے میرے والد بزرگوار کو خط لکھ کر دھوکا نہیں دیا؟ کیا تم نے اُن کی بیعت کر لینے کے بعد اُن سے جنگ نہیں کی؟ پس تمہیں عذاب ہو خدا نصیب ہو تم کس طرح رسول خدا کے آنکھیں ملاؤ گے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہہ دیا کہ تم میری اُمت سے نہیں ہو کیونکہ تم نے میری اولاد کو قتل کیا ہے اور ہتک حرمت کی پھر تمہارا کیا جواب ہوگا۔ اے دغا و فریب کے پتلو تمہارے اندر سوائے مکر و فریب کے کچھ نہیں کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ بھی میرے آباؤ اجداد والا سلوک کرو۔ خدا کی قسم زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے ابھی کل کی بات ہے کہ تم نے میرے والد بزرگوار اور اُن کے اہلِ بیت کو شہید کیا میں ابھی تک رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پدرِ بزرگوار اور بھائیوں کی مصیبت کو نہیں بھولا جس کی ناگواری اب تک میری زبان پر اور تلخی حلق میں موجود ہے۔"

KITABOSUNNAT.COM

ہفت روزہ رضا کار لاہور کی گواہی کہ کوفے والے تمام شیعہ تھے

ہفت روزہ رضا کار لاہور یکم مئی ۱۹۶۵ء ص ۲۶ پر مرقوم ہے!

"جب اہلِ کوفہ نے امام حسین علیہ السلام کے انکار بیعت اور مکہ پہنچنے کے متعلق سُنا تو سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے جب تمام آ گئے تو سلیمان بن صرد خزاعی نے اُن کے درمیان اُٹھ کر خطبہ دیا جس کے آخر میں کہا کہ اے گروہ شیعہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ معاویہ وفات پا چکا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنے اعمال کی جزا سزا پا رہا ہے اُس کا جانشین اس کا بیٹا یزید ہوا ہے۔ اور حسین ابن علی علیہما السلام اُس کے مخالف ہیں"

کوفہ والوں کی طرف سے امام حسینؓ کو

پہلا خط

ہفت روزہ رضا کار لاہور یکم مئی ۱۹۶۵ء ص ۲۶ پر مرقوم ہے!

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط حسینؓ بن علی امیر المومنین کے نام ہے سلیمان بن صرد خزاعی مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد حبیب ابن مطاہر

عبداللہ بن وائل اور گروہ مومنین (شیعان) کی طرف سے سلام علیک اما بعد خدا کا شکر ہے جس نے آپ کے اور آپ کے والد بزرگوار کے دشمن کو ہلاک کیا۔ جس نے اللہ کے مال کو لے لیا تھا اور امت پر اُن کی رضامندی کے بغیر زبردستی حاکم بن بیٹھا پھر اس خط کو روانہ کیا اور اس خط کے ساتھ ہی ایک جماعت نے تقریباً ایک سو پچاس خطوط بھیجے جن میں سے کوئی آدمی ایک کی طرف سے کوئی دو کوئی تین اور کوئی چار آدمیوں کی طرف سے کوئی دو کوئی تین اور کوئی چار آدمیوں کی طرف سے ہوتے تھے ان سب میں حضرتؑ کو کوفے آنے کی دعوت تھی آپ نے ان کا کوئی جواب نہ دیا ایک ہی دن میں آپ کے پاس ساٹھ سو خطوط پہنچے اور اس طرح متواتر آتے رہے حتیٰ کہ ان کے پاس بارہ ہزار متفرق خطوط جمع ہو گئے۔

کوفہ والوں کی طرف سے امام حسینؑ کو

دوسرا خط

ہفت روزہ رضاکار لاہور یکم تی ۱۹۶۵ء من ۷ پر مرقوم ہے:

اس کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی ایک خط لے کر آئے اور یہ اہل کوفہ کی طرف سے امام حسین علیہ السلام کے نام آخری خط تھا جس میں مرقوم تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط امیر المومنین

حسین ابن علی علیہ السلام کے لیے ہے اس کے اور ان کے والد بزرگوار امیرالمومنین علیہ السلام کے شیعوں کی طرف سے

اما بعد لوگ آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کے علاوہ کسی کی اطاعت نہیں کرنا چاہتے فرزند رسول جلد از جلد پہنچیں باغات سرسبز ہیں پھل پک کر سُرخ ہو چکے ہیں زمین گھاس سے سرسبز ہو چکی ہے۔ دو لشکر پر پہنچتے آ چکے ہیں۔ آپ ہماری طرف روانہ ہو جائیں اگر آپ چاہیں گے تو آپ کی امداد کے واسطے لشکروں کے لشکر مہیا ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے سلام رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر اور آپ کے والد بزرگ پر۔

قاتلانِ حسینؓ کا سراغ مل چکا ہے اب مزید تفتیش کی ضرورت نہیں

غازی، حیدر کرار کے فدائیو، شیدائیو میں تمہیں شہدائے کرب و بلا کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ قاتلانِ امیرؓ اور آلِ رسولؐ کے متعلق مزید تفتیش کی ضرورت ہے؟

نہیں نہیں شیعہ محدثین و مؤرخین متقدمین و متاخرین کی شہادتوں سے برادری قاطعہ کے ساتھ سُراغ مل چکا ہے کہ جناب علی المرتضیٰ سے لے کر امام حسینؓ تک محبت کا دم بھرنے اور خطوط لکھنے والے کوفی شیعہ ہی تھے اور

شیعانِ حیدرِ کرار کو ہی امام حسنؓ کی امیر معاویہؓ سے صلح ناگوار گزری ان لوگوں نے ہی آپ کا سامان لوٹا اور مصلّیٰ دورانِ نماز کھینچ لیا۔ خطوط لکھ کر دعوت دینے والے بھی شیعہ حتیٰ کہ امام حسینؓ کے خطوط نے بھی اُن کے شیعہ ہونے کی تصدیق فرمادی۔

مزید مزے کی بات یہ ہے کہ شاید آج کل کے شیعانِ علیؓ یہ کہہ کر فرار ہونے کی کوشش کریں کہ ابھی مفتی مر چکے اور فتوے بھی ان کے ساتھ ہی دفن ہو گئے ہیں۔ موجودہ دور کے ہفت روزہ رضا کار لاہور کی گواہی پیش کردی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت اس کی لائبریری سے خدمات حاصل کرلی جائیں۔

انشاء اللہ آج کے بعد کسی شیعہ ذاکر کو چلا چلا کر یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوگی کہ قاتلانِ حسینؓ سُنی تھے۔ کیونکہ ائمہ اطہار کے علاوہ اُمّ المصائب جناب زینبؓ و فاطمہؓ صغریٰ اُمّ کلثوم بالخصوص امام زین العابدینؓ کے خطبات نے بعد از شہادت یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوفیاں شیعاں نے ہی امام حسینؓ کو خطوط لکھے اور انہی مکاروں نے میدان کربلا میں باوجود اس کے کہ آپ نے انہیں اُن کے دعوتی خطوط بھی دکھائے۔ ایک ایک کر کے منحرف ہو گئے اور آلِ رسولؐ کو معہ ان کے بچّوں کو بے یار و مددگار شہید کردیا۔

احبابِ اہلِ سُنّت کا پُرزور مطالبہ

راقم الحروف کا خیال تھا کہ خلافت بلافصل کا مسئلہ براہینِ قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب سلسلۂ تحریر کو مسدود کر دینا چاہیئے لیکن احباب کے اصرار

پر کہ بعض دیگر مسائل و شبہات کا حل بھی ہونا چاہیئے۔ اکثر دوستوں نے مسئلہ خلافت پر مزید دلائل فراہم کرنے کی سفارش بھی کی میرے ایک عزیز دوست نے دورانِ ملاقات یہاں تک کہا کہ ہم نے اکثر روافض سے سُنا ہے کہ دراصل وحئ نبوت حضرت علیؓ کا حق تھا اور مولا کریم نے جبریل امین کو بھیجا بھی حیدرِ کرار کی طرف تھا۔ لیکن روح الامین غلطی سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے۔ یہ روایت اہل سنت کی کون سی کتاب میں ہے اگر شیعہ کتب سے ثبوت مل جائے تو پھر سونے پر سہاگہ ہو گا ساتھ ہی اس دورِ جدید میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا۔ فقیر نے متعلقین حضرات کی سفارش پر سلسلۂ تحریر جاری رکھنے کا وعدہ کیا۔ سنیئے فرمائش کہ ہماری کون سی کتاب میں مطلوبہ حوالہ موجود ہے۔

کتاب تلبیس ابلیس اُردو تالیف امام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی البغدادیؒ ولادت ۵۱۳ھ وصال ۷ رمضان المبارک ۵۹۷ھ اس مرد درویش نے ۸۵ سال کی عمر میں ۲۶۳ تصانیف فرمائیں۔ اصول دین۔ علم حدیث۔ علم فقہ۔ علم تاریخ۔ علم وعظ۔ مختلف فنون میں مبسوط کتابیں لکھیں۔ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی آپ نے کیں۔ صفحہ ۲۷ پر مرقوم ہے:

"فرقہ رافضہ کی بھی بارہ شاخیں ہیں علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل میں جبریل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا گیا تھا اور جبریل علیہ السلام نے غلطی کر کے دوسری جگہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہنچا دیا تھا"

حیدری۔ مولانا مذکورہ کتاب اہلِ سنت و جماعت کی ہے جو شیعوں کے لیے حجت

نہیں ہے۔

غازی۔ حیدری صاحب انشاء اللہ آپ کی فرمائش کما حقہ پوری کردی جائے گی ملاحظہ فرمائیں شیعان حیدر کرار کی مستند و معتبر نایاب کتاب انوار نعمانیہ جس کے صفحہ ۲۰۸ پر مرقوم ہے۔

قالوا محمد علی اشبہ من الغراب بالغراب والذباب بالذباب فبعث اللہ جبرئیل الی علی علیہ السلام فغلط جبرئیل بتبلیغ الرسالۃ من علی الی محمد

ترجمہ۔ شیعوں نے کہا جو کوے کو کوے اور مکھی کو مکھی سے مشابہت ہے محمدؐ کو علیؓ سے اس سے زائد مشابہت تھی۔ اللہ نے جبریل کو علی علیہ السلام کی طرف بھیجا۔ جبریل نے تبلیغ رسالت میں غلط کیا بجائے علیؓ کے محمدؐ کی طرف لے گیا۔

نوٹ۔ پہلے شیعہ کا اعتراض اصحاب ثلاثہ (صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین) پر غصب خلافت کا تھا۔ انوار نعمانیہ والے نے واضح کردیا کہ حضرات شیعہ نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی معاف نہیں کیا ان کو غاصب نبوت قرار دیا اور جبریل کو خائن و بے عقل گردانا اور حضرت علیؓ کو بزدل اور کمزور اور خدا وند قدوس کو بے بس اعتقاد کیا۔

گریبان سنبھالو | ناظرین حضرات گریبان تھام کر توجہ فرمائیں شیعہ محدثین و مورخین کے زہر آلود قلم نے خدا سے لے کر مصطفٰےؐ مولا علیؓ و حسنینؓ کو یہیں تک معاف نہ کیا اب آگئی باری جبریل علیہ السلام کی جسے روح الامین بھی کہتے ہیں (استغفراللہ)

اس آزاد فرقہ نے تا حد قرآن کو بھی معاف نہ کیا۔ جب جبریل علیہ السلام نے غلطی سے علیؓ کا پیغام نبی کو پہنچا دیا تو پھر قرآن مجید میں (معاذ اللہ) کس قدر خیانت کی ہوگی۔

خدا۔ کے متعلق جیسا کہ روافض کی معتبر کتاب صفدر قہ امام غائب الشافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم ص ۱۰۱ پر مرقوم ہے۔ صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

"ابراہیم بن محمد الخمینین سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا ہم امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے بیان کیا حضرت رسول خدا نے شب معراج اپنے رب کو ایک کامل نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کی عمر تیس برس کی تھی اور ہم نے یہ کہا کہ ہشام بن سالم مومن طاق اور میثمی کہتے ہیں کہ (خدا) خالی ہے ناف تک اور باقی ٹھوس ہے تو نبی پاک نے اس اللہ کو سجدہ کیا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم | کے متعلق واقعہ نجم لدیہ بیان کرتے ہوئے صاحب منہاج طبرسی نے اپنی مستند کتاب کے ص ۲۵ پر یوں گوہر افشانی کی ہے کہ:

"جبریل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آئے اور حضور کو رب کریم کا پیغام ان الفاظ میں پہنچایا:

انا دخل جبریل علی حبیبی ساعات مضت من النہار والزحو للانہار

تو اس روز جب کہ دن کی پانچ گھڑیاں گزر رہی تھیں۔ جبریل علیہ السلام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سخت زجر و توبیخ (یعنی ڈانٹ ڈپٹ)

نے کرا دیا۔

یہ تو اہین نور حمت دو عالم کی گئی ہے۔

حضرت علی رض | کے گلے میں رسی ڈال کر صدیق اکبر رض کی بیعت کروائی گئی۔ بحوالہ شیرازی ن گذر چکا ہے۔

امام حسن رض | جیسا کہ قارئین حضرات سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ ایک کوفی شیعہ نے یوں بکواس کی جب کہ آپ نے امیر معاویہ رض سے صلح کی کہ :

"اے ذلیل کنندہ مومناں و وسیا شیطان آیا" لو کینہ نہ اب شخص امام حسن رض مشل یار کا فر ہو چکا ہے ، وہ سنی نہیں تو ۔

امام حسین رض | و دیگر خانوادہ رسول کریم کو دعوت نامے بھیج کر کوفہ بلانے والے اور میدانِ کربلا میں شہید کرنے والے وہی کوفی بے دین تھے۔ بدایتی قاطعہ سے اس کا نذ جب واضح ہو چکا ہے۔ ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء صفحہ ۲ کوفہ والے شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

جبرئیل علیہ السلام | اب اگر روح الامین کو خائن (معاذ اللہ) کہہ دیا گیا ہے تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

حیدری :- مولانا آپ نے اپنی کتاب میں متعدد بار شیعیانِ حیدر کرار کے حق میں لفظ رافضی استعمال کیا ہے۔ آپ الفاظ واپس لیں ورنہ کسی وقت بھی تصادم ہو سکتا ہے۔

عمار زبی :- حیدری صاحب ہیں کون ؟ بھلا آپ لوگوں کو محبوب لقب رافضی دینے والا

یہ انعام تو شیعیانِ حیدر کرار کو امام جعفر صادق کی وساطت اور بقول جعفی معصوم امام غائب کی معرفت اللہ تعالے نے عطا کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے فروع کافی کتاب الروضہ جلد ۳ مصنفہ یعقوب کلینی صفحہ ۲۵ پر مرقوم ہے :

قال قلت جعلت فداك انا قد نبزنا نبزا انكسرت له ظهورنا وماتت له افئدتنا واستحلت له الولاة دماءنا فی حديث رواه لهم فقهاؤهم قال فقال ابو عبد الله عليه السلام الرافضة قال قلت نعم قال لا والله ما هم سموكم بل الله سماكم

ترجمہ :- یعنی ابو بصیر نے جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا خاص الخاص شیعہ ہے ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمیں ایک ایسا لقب دیا گیا ہے جس لقب کی وجہ سے ہماری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور جس لقب کی وجہ سے ہمارے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے حاکموں نے ہمیں قتل کرنا مباح اور جائز قرار دیا ہے۔ وہ لقب ایک حدیث میں ہے جس حدیث کو اُن کے فقہاء نے روایت کیا ہے۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رافضہ کے متعلق حدیث ؟ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں امام صاحب نے فرمایا کہ خدا کی قسم ان لوگوں نے تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالے نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے ۔

ترجمہ جلاء العیون اُردو جلد اوّل حاشیہ صفحہ ۲۸۷ پر مرقوم ہے :

"رافضی عرف داران اہلِ بیت اور محبانِ اہلِ بیت کو کہا جاتا ہے۔

روافض کی اُمیدوں کا آخری مرکز حدیثِ خمِ غدیر

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵

عن البراء ابن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

ترجمہ۔ براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غدیر خم میں اترے تو حضرت علی رض کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں سب نے کہا کیوں نہیں۔ اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر ایک جان سے اس کے قریب ہوں سب نے کہا کیوں نہیں۔ پھر فرمایا اے اللہ جس کا میں مولیٰ علی اس کے مولیٰ اے اللہ تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے "۔

نمائزہ۔ مذکورہ حدیث کی روشنی میں شیعہ حضرات کا موقف یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم پر حضرت علی رض کی خلافت کا اعلان فرمایا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر دقیق اشیاء مثلاً گڑ شکر تیل و کپاس کو کا اعلان تو شہروں میں ہو اور علی المرتضیٰ رض کی خلافت کا اعلان نہ مکہ معظمہ میں نہ مدینہ منورہ، نہ مزدلفہ، نہ منیٰ اور نہ ہی عرفات میں جہاں لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اعلانِ خلافت ایک جنگل کے تالاب پر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بمانہ دین کے مسائل سے ایک مسئلہ ہے۔ رب کریم نے کئی سو مرتبہ نصِ قطعی سے اس کی فرضیت کا اعلان کیا ہے۔ حضرت علی رض کی خلافت کا مسئلہ جب اصول دین میں سے ہے تو پھر قرآن و حدیث میں اس کا ذکر تک کیوں نہیں۔ بلکہ آیت استخلاف کی رُو سے بھی حضرت علی رض بقول شیعہ مفسرین خلافت کے حقدار نہیں اگر ہے تو روافض کے نزدیک ایک ایسی روایت جو جنگل میں بیان کی گئی اور وہاں بھی واضح الفاظ میں اعلان نہیں کیا گیا۔ لفظ مولیٰ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی خلیفہ بلا فصل دنیا کی کسی لغت میں نہیں۔ لفظِ مولیٰ کے معنی پر سابقہ اوراق میں بحث ہو چکی ہے۔ اب لغت کی جامع کتاب المنجد کے حوالہ سے مولیٰ بمعنی دوست، پڑوسی، چچازاد بھائی، غلام، داماد وغیرہ ہیں۔ جن میں خلیفہ بلافصل کا نام و نشان تک بھی نہیں باقی شیعہ ذاکرین کا یہ اصرار کہ جن معنوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مولیٰ ہیں اُسی معنے سے حضرت علی رض مولا ہیں تو یہاں اس روایت میں مولا کا معنی دوست ہے۔ جس پر اسی روایت کے اگلے الفاظ برہان ہیں؛

"اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ "

• اے اللہ تو دوست رکھ اُس کو جو علی رض کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو علی رض کو دشمن رکھے "

یہ الفاظ واضح قرینہ ہیں جس کا میں دوست ہوں اس کا علی رض دوست ہے

یہی تو اہل سنت کا مذہب ہے۔ دراصل اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یوں تھا کہ کچھ لوگوں کو حضرت علی رضہ سے بلا وجہ رنجش تھی ور حضور کو سی جنگ میں علم ہوا۔ اسی مقام پر فیصلہ فرما دیا ورنہ اگر خلافت کا اعلان مقصود تھا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میدانِ عرفات میں لاکھوں کے اجتماع میں اعلان فرماتے اس قدر اہم ارشاد ایک جنگل میں تالاب کے کنارے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

جبریل امین کو متعدد بار خلافتِ علیؓ کا حکم لے کر حضورؐ کی خدمت میں آنا پڑا

احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۳۴ تا ۳۸ مجتہد طبرسی نے اپنے زورِ قلم کا مظاہرہ کیا ہے۔ جھوٹ کو سچ کر دکھانے میں سر توڑ کوشش کی ہے مگر اسے یہ خیال نہ گزرا کہ جہاں ماتمی سیاہ پوش اس کے دل کی طرح سیاہ شدہ صفحات سے خوش ہوں گے۔ معاملہ فہم طبائع اس کج روی پر نفرین کرتے ہوئے منقبض و متنفس ضرور ہوں گے۔ ہم اس طویل تقریر کا خلاصہ ایجاز و اختصار کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ لکھتا ہے کہ:

"جب تمام شرائع الٰہیہ منزلہ کی تبلیغ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا اللہ عزوجل آپ کو سلام کہنے کے بعد فرماتا ہے کہ اب آپ کے ذمہ دو فریضے باقی ہیں

ایک حج کا اور دوسرا ولایت و خلافت کا۔ اللہ عزوجل آپ کو امر کرتا ہے کہ آپ حج کی تبلیغ فرمائیں اور آپ کے ہمراہ اہل مدینہ و اطراف مدینہ اور اعراب لوگ حج کریں۔ آپ ان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ کی طرح حج کی تعلیم بھی فرما دیں۔ حضور نے حج کے لیے اعلان عام کروایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور تمام اہل ایمان کو دیگر احکام شریعت کی طرح مناسک حج سکھانا چاہتے ہیں۔ یہ اعلان سن کر آپ کے ہمراہ ستر ہزار سے زائد افراد چلے۔ جب حضور میدانِ عرفات میں پہنچے تو:

اتاہ جبرائیل من اللہ عز وجل فقال یا محمد ان اللہ عز وجل یقرئك السلام ویقول لك انہ قد دنا اجلك ومدتك وانا مستقدمك علی ما لا بد منہ ولا عنہ محیص فاعھد عھدك وقدم وصیتك واعمد الی ما عندك من العلم ومیراث علوم الانبیاء من قبلك والسلاح والتابوت وجمیع ما عندك من آیات الانبیاء فسلمہ الی وصیك وخلیفتك من بعدك حجتی البالغة علی خلقی علی ابن ابی طالب علیہ السلام

ترجمہ یعنی جبریل علیہ السلام عزوجل کی طرف سے آئے اور کہا اے محمد اللہ تعالےٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے آپ کا اجل اور وقتِ حیات قریب ہے اور ہم نے پہلے ضروری احکام آپ کو ارسال کر دیے ہیں۔ آپ اپنے عہد کی تیاری کریں اور اپنے وصی کو آگے کریں۔ اور جلدی سے جو علم اور سابقہ انبیاء کے علوم کا میراث اور اسلحہ اور تابوت اور دیگر جمیع آیات انبیا

تو آپ کے پاس میں اپنے وصی اور اپنے بعد خلیفہ اور میری مخلوق پر حجت یعنی علی علیہ السلام کے سپرد کر دیں۔

فاتی یا محمد عیاناً وحد عہدی المیعہ عہدی ومیثاقی الذی واثقتکم علیہ فانی قابضک ومستعملک علی حوضی رسول اللہ من القوم فسأل جبرئیل ان یسئل ربہ العصمۃ من الناس وانتظر ان یأتیہ جبرئیل بالعصمۃ من الناس عن ربہ جل اسمہ فاخّر ذلک الی ان بلغ مسجد الخیف فاتاہ جبرئیل فی مسجد الخیف فامرہ بان یعہد عہدہ ویقیم علیاً علماً للناس یہتدون بہ ولم یأتہ بالعصمۃ من اللہ جل جلالہ بالذی اراد حتی بلغ کراع الغمیم بین مکۃ والمدینۃ فامرہ بالذی اتاہ فیہ من قبل اللہ ولم یأتہ بالعصمۃ فقال یا جبرئیل انی اخشی قومی ان یکذبونی و لا یقبلوا قولی فی علی فرحل حتی بلغ غدیر خم قبل الجحفۃ بثلاثۃ امیال اتاہ جبرئیل علی خمس ساعات مضت من النہار بالزجر والانتہار والعصمۃ من الناس

ترجمہ: اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم! علیؑ کو دلیل کے طور پر کھڑا کر اور لوگوں سے میرے عہد و میثاق کی بیعت لے اس لیے کہ میں آپ کو قبض کرنے والا اور اپنے پاس لانے والا ہوں (یہ خبر سنتے ہی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے اور جبرئیل سے سوال کیا کہ اپنے رب سے میرے بچاؤ کا سوال کریں اگر میرے بچاؤ اور حفاظت کا وعدہ پروردگار کی طرف سے آئے تو میں خلافت علیؑ کا اعلان کر دوں گا ورنہ معذور ہوں۔ اور حضور نے جبرئیل کا انتظار کیا کہ وہ عصمت مِنَ النَّاس کا مژدہ خدا سے لاتے ہیں۔ جبرئیل نے تاخیر کی حضور وہاں

سے روانہ ہو کر مسجد خیف میں پہنچ گئے۔ جبرئیل مسجد خیف میں نازل ہوئے اور حکم دیا۔ حضور اپنا عہد پورا کریں اور علی رضؓ کو دلیل بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ لوگ ان سے ہدایت پائیں لیکن عصمت کا پیغام جس کو حضور چاہتے تھے نہ لائے حتیٰ کہ حضور کراع الغمیم ایک مقام کا نام ہے تک پہنچ گئے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے اور پروردگار عالم کی جانب سے آئے ہوئے عہد کی تعمیل کا حکم سنایا۔ لیکن لوگوں سے حفاظت اور بچاؤ کی کوئی خبر نہ دی۔ حضور نے فرمایا۔ اے جبرئیل میں قوم سے خائف ہوں کہ وہ میری تکذیب کریں گے اور میری بات علی رضؓ کی خلافت کے بارے میں قبول نہ کریں گے (حضور خلافت علی رضؓ کا حکم سنائے بغیر کراع الغمیم سے روانہ ہو گئے) حتیٰ کہ غدیر خُم جو مقام جحفہ سے تین میل مدینہ سے پہلے آتا ہے پہنچ گئے کہ جبرئیل نہایت زجر و توبیخ اور تہدید و جھڑک اور عصمت کی خبر اللہ عزوجل جلالہ کی طرف سے لے کر نازل ہوئے جب کہ دن کے پانچ گھنٹے گزر چکے تھے۔

فقال یا محمد ان اللہ عز وجل یقرئک السلام ویقول لک یا ایہا النبی بلّغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس

ترجمہ: اور کہا اے محمد اللہ عزوجل آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اے نبیؐ جو آپ کی طرف آپ کے رب سے نازل ہوا لوگوں تک پہنچا

دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کی تبلیغ نہیں کی اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔"

تو حضورؐ نے چند پتھر اکٹھے کر کے منبر بنایا اور اس پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے لوگو جبریل میری طرف تین بار رب کا سلام لے کر آیا کہ میں لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر ہر ایک سیاہ و سفید کو بتا دوں کہ علی بن ابی طالب میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ اور میرے بعد امام ہے اور اس کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

وسئلت جبرئیل ان لیتقی عن تبلیغ ذلک الیکم۔

ترجمہ۔ حالانکہ میں جبریل سے معافی کا طلب گار رہا ہوں کہ اس حکم کی تمہیں تبلیغ کروں۔"

عازمی۔ ابتدائے اسلام میں جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تھے اور کوئی جان نثار آپ کے ساتھ نہ تھا کہیں بھی ایسا موقع نہیں آیا کہ آپ نے تبلیغ امر الٰہی میں تامل و تردد کیا ہو۔ اب جب کہ فریضہ حج بیت اللہ شریف کے موقع پر آپ کے ہمراہ بقول طبرسی ستر ہزار انسانوں سے زائد افراد موجود تھے۔ اس قدر تشویش و خطرہ آپ کو کیوں دامنگیر ہوا کہ تین بار جبریل علیہ السلام کو واپس بھیج دیا کہ جب تک مجھے حفاظت کا یقین نہ دلایا جائے اس امر خلافت کی تبلیغ سے مجھے معذور رکھا جائے اور خدا کی زجر و توبیخ کے بعد اور عصمت من الناس کی بشارت کے باوجود طوعاً و کرہاً اعلان امر ولایت و خلافت علی کر بھی دیا تو اس کا اظہار بھی ساتھ کر دیا کہ میں یہ اعلان نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور جبریل سے اس اعلان کی معافی کا خواستگار رہا ہوں معافی نہ ہونے کی صورت میں مجبور ہو گیا ہوں۔

معلوم ہوتا ہے یہ ساری کہانی خانہ ساز ہے۔ حقیقت سے صادقہ اس کو دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے دوست نما دشمنوں سے مسلمانوں کو بچائے رکھے ؎

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے!
خصوصاً رافضیوں کی وبا سے

فرمایا امام جعفر صادقؓ نے جو ہمیں نبیؑ کہے اس پر خدا کی لعنت

روافض کی مستند اور نایاب کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص ۱۹۴ پر مرقوم

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ بِاَنَّا اَنْبِیَآءُ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَمَنْ شَکَّ فِیْ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ

ترجمہ۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو ہمیں نبی کہے اس پر خدا کی لعنت اور جو اس میں شک کرے اس پر بھی خدا کی لعنت۔"

عازمی۔ اہل سنت و جماعت کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر قطعاً شک نہیں۔ اس وجہ سے وہ لعنت کے حقدار نہیں۔ یہ امام صاحب نے اس لیے

فرمایا کہ کوئی مومن ہمارے مراتب انبیاء کے برابر نہ سمجھے۔ ہم ائمہ تو ان کے خدام ہیں۔ روافض ہیں جو یہ عقیدہ لیے بیٹھے ہیں کہ امام العصر کے بعد ابو البشر آدم علیہ السلام دیگر ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء کے درمیان ہیں۔ حوالہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔

فرمایا حضرت علی المرتضیٰ رض نے جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت

روافض کی معتبر اور نایاب کتاب مناقب آلِ ابی طالب جلد ثانی تالیف محمد بن علی بن شہر آشوب المتوفی ۵۸۸ھ مطبوعہ المطبعۃ الحیدریہ النجف ص ۲۶۲ ۔ ایضاً جلد ثالث ص ۲۸ و ۴۹ پر مرقوم ہے۔

وقال امیر المومنین علیہ السلام من لم یقل انی رابع الخلفاء فعلیہ لعنۃ اللہ۔

ترجمہ: اور فرمایا حضرت علی رض نے جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت۔

غازی: الحمد للہ اہلِ سنت و جماعت جناب علی المرتضیٰ رض کو چوتھا خلیفہ سمجھتے ہیں وہ لعنت سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ لعنت کے حقدار وہ لوگ ہیں جو لیل و نہار صبح و شام ناچتے اور اپنی مجالس میں دم بم کے ساغر کمال دم مست قلندر علی رض کا پہلا نمبر پکارتے ہیں حالانکہ آپ کا چوتھا نمبر ہے۔

۲۔ لعنت کے حقدار وہ لوگ ہیں جو کلمہ و اذان مطہرہ تقاریر میں چلا چلا کر علیٌ ولی اللہ و خلیفتہ بلا فصل کے نعرے لگا لیے ہیں۔

۳۔ لعنت کے حقدار وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رض کا درجہ انبیاء سے بڑھاتے ہیں۔

۴۔ لعنت کے حقدار وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رض کو معصوم عن الخطاء سمجھتے ہیں۔

۵۔ لعنت کے حقدار وہ لوگ ہیں۔ جو حیدر کرار کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل نہیں کرتے۔

کیا آپ کتبِ شیعہ سے اصحابِ ثلاثہ رض کو مومن ثابت کر سکتے ہیں؟ حیدری

غازی: حیدری صاحب انشاء اللہ القدیر کتب روافض سے مستند حوالہ جات کے ساتھ مومن ہی نہیں بلکہ امیر المومنین ثابت کر کے دکھا دوں گا ماننا یا انکار کر دینا یہ آپ لوگوں پر منحصر ہے۔ مولا علی رض نے چاہا تو ائمہ معصومین کے وسیلے سے اسے ثابت کروں گا۔ آپ فرار ہونے کی تیاری کریں۔

ــــــــــــــــــــ

مشترکہ فضائلِ اصحابِ ثلاثہ از کُتبِ شیعہ

حوالہ نمبرا۔ کتاب معانی الاخبار صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ ایران مصنفہ ابن بابویہ قمی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے :

عن الحسن ابن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد۔

ترجمہ۔ فرمایا امام حسن بن علی علیہ السلام نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ابوبکرؓ بمنزلہ میرے سمع مبارک کے ہے (کہ ابوبکرؓ میرے کان ہیں) عمرؓ بمنزلہ میری آنکھ مقدس کے ہے (عمرؓ میری آنکھ ہیں) اور عثمانؓ بمنزلہ دل منور کے ہے (یعنی عثمان میرا دل ہے)۔

ناظرین! اب تو اصحاب ثلاثہ رضہ کے ساتھ بغض رکھنے اور تبرہ بازی کرنے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔ اس قدر واضح شہادت کے بعد اب بھی کوئی یاران مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عناد رکھے تو پھر اُس کا علاج فی نارِ جہنم کے سوا کچھ نہیں۔

امام زین العابدین نے اصحابِ ثلاثہ کی شان میں بکواس کرنے والے کو مجلس سے نکال دیا

حوالہ نمبر۲۔ روافض کی معتبر کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۱۰۹ پر مرقوم ہے :

وقدم علیہ نفر من اہل العراق فقالوا فی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم فلما فرغوا من کلامہم قال لہم الا تخبرونی انتم المہاجرون الاولون الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون قالوا لا قال فانتم الذین تبوؤ الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ قالوا لا قال اما انتم فقد تبرأتم ان تکونوا من احد ہذین الفریقین وانا اشہد انکم لستم من الذین قال اللہ فیہم والذین جاءوا من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا اخرجوا عنی فعل اللہ بکم۔

ترجمہ۔ امام زین العابدین کی خدمت میں عراقیوں کا ایک گروہ حاضر ہوا آتے ہی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہم کی شان میں بکواس بکنا شروع کر دیا جب خاموش ہوئے تو امام عالی مقام نے اُن سے فرمایا کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ مہاجرین اولین ہو جو اپنے گھروں اور مالوں سے ایسی حالت میں نکالے گئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اُس کی رضا چاہنے والے تھے اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مدد و اعانت کرتے تھے۔ اور وہی سچے تھے تو عراقیوں نے جواب دیا کہ ہم وہ نہیں

امام عالی مقام نے فرمایا کہ پھر تم وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے گھر بار اور ایمان ان مہاجرین کے آنے سے پہلے تیار کیا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں کہ وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دل سے چاہتے تھے اور جو کچھ مال و متاع مہاجرین کو دیا گیا تھا۔ اُس کے متعلق اپنے دلوں میں کسی قسم کا حسد یا بغض اور کینہ محسوس نہ کرتے تھے اور اگرچہ وہ خود حاجتمند تھے۔ مگر پھر بھی مہاجرین کو اپنے پر ترجیح دیتے تھے تو اہلِ عراق کہنے لگے کہ ہم وہ بھی نہیں ہیں امام عالی مقام نے فرمایا تم اپنے اقرار سے ان دونوں جماعتوں (مہاجرین و انصار) میں سے ہونے کی براءت کر چکے ہو اور میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تم اُن مسلمانوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین و انصار کے بعد آئیں گے وہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش اور ہمارے اُن بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ سبقت لے چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض اور کینہ حسد یا عداوت نہ ڈال یہ فرما کر امام عالی مقام نے فرمایا میرے یہاں سے نکل جاؤ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔

ناظرین۔ بھلا کربلا کے اصحاب ثلاثہ رضؓ کی شان میں بکواس کرنے والوں کو جب اپنی زندگی میں مجلس سے جوتے مار کر نکال دیا تو کل قیامت کو اُن کی سفارش کیسے فرمائیں گے۔

اعلیٰ حضرت بریلویؒ فرماتے ہیں ؎

آج لے پناہ اُن کی اور آج مدد مانگ اُن سے !
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اسلام میں سب سے افضل صدیق اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ ہیں

حوالہ نمبر ۲۔ روافض کی مستند کتاب ابن میثم شرح نہج البلاغت مطبوعہ ایران صفحہ ۴۸۷ پر مرقوم ہے:۔

وذکرت ان اللہ اجتبیٰ لہ من المسلمین اعوانا ایدھم بہ فکانوا فی منازلھم عندہ علی قدر فضائلھم فی الاسلام وکان افضلھم کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق خلیفتہ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما لجرح فی الاسلام شدید یرحمھما اللہ وجزاھما اللہ باحسن ما عملا

ترجمہ۔ یعنی اے معاویہؓ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار مسلمانوں سے منتخب فرمائے اور اُن کو حضور کے ساتھ تائید بخشی وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اپنے مرتبوں میں وہی قدر رکھتے ہیں جس قدر کہ اسلام میں اُن کے فضائل ہیں۔ اور ان سب سے اسلام میں افضل اور سب سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا سچا خیر خواہ خلیفہ صدیق اکبرؓ و ابوبکرؓ ہیں بعد حضورؐ کے خلیفہ کا خلیفہ فاروقِ اعظم (عمرؓ)

ہیں جیسا کہ تو خود تسلیم کرتا ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ان دونوں علیہما کا رتبہ اسلام میں بہت بڑا ہے۔ اور ان دونوں کا وصال اسلام کو ایک شدید زخم ہے۔ اللہ کریم ان دونوں پر رحمت فرمائے اور ان کے اچھے اعمال کی جزا بخشے۔

غازی:۔ حیدر کرار کے فرمان کے مطابق اسلام میں سب سے افضل صدیقؓ و فاروقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اہل سنت کو تو انکار نہیں ہم لوگ خواہ مخواہ آپ کے ارشادات عالیہ کو ٹھکرا کر بے ایمان ہو کر مر رہے۔ خدارا کوئی مجھے سمجھا دے کہ کتابیں بھی روافض کی اور روایات بھی ائمہ معصومین کی طرف سے چھپوائی کے مرکز بھی ایران و نجف ہندوستان میں لکھنؤ وغیرہ پھر انہی کے انکار کرنے والے بھی شیعان حیدر کرار اب جو لوگ ائمہ حضرات کے ارشادات عالیہ کو ٹھکرا کر ذاکرین و مقررین کی دروغ گوئی پر عمل کرتے ہیں ان کا سوائے خدا کے متعصب کے مرض کے پاس کوئی علاج نہیں۔

ابوبکرؓ و عمرؓ کی زمین میں ایسی مثال ہے جیسے جبریلؑ و میکائیلؑ کی آسمان میں

حوالہ نمبر۴ ۔ روافض کی مستند کتاب احتجاج طبرسی ص ۲۴۷ پر مرقوم ہے:

ثم قال يحيى بن اكثم وقد روى ان مثل ابي بكرؓ وعمرؓ في الارض كمثل جبرائيل وميكائيل في السماء

ترجمہ:۔ پھر فرمایا یحییٰ بن اکثم نے کہ روایت کی گئی ہے بے شک ابوبکرؓ (صدیق) اور عمرؓ (فاروق) کی مثال زمین میں ایسی ہے جیسے آسمان پر جبرائیل و میکائیل کی۔

غازی:۔ اہل سنت و جماعت کی کتب میں حدیث موجود ہے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وزیر میرے ابوبکرؓ صدیق اور عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمین پر موجود ہیں۔ اور دو آسمان پر جبرئیل و میکائیل علیہم السلام۔ اب تو روافض کے گھر سے بھی شہادت مل چکی ہے۔ لیکن اب شیخین کریمین کے حق میں تبرا بازی کرتے ہوئے کچھ شرم کریں گے۔

فرمایا حضرت امام محمد باقرؓ نے میں فضائل عمرؓ کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکرؓ رتبہ میں افضل ہیں

حوالہ نمبر۵ ۔ احتجاج طبرسی ص ۲۴۷ پر مرقوم ہے:

قال ابو جعفر لست بمنكر فضل ابي بكرؓ ولست بمنكر فضل عمرؓ ولكن ابا بكرؓ افضل من عمر

ترجمہ:۔ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ میں ابوبکرؓ (صدیق) اور عمرؓ (فاروق) کے فضائل کا منکر نہیں ہوں۔ مگر فضیلت میں ابوبکرؓ (صدیق) عمرؓ (فاروق) سے بہتر ہیں۔

غازی:۔ ائمہ اطہار کے ارشادات عالیہ پر یقین و عمل کرنے والے سنیو تمہیں تمہارا

عقیدہ مبارک ہو۔ رہبنے دوان تبرائیوں کو قیامت کے دن امام صاحب خواہیں رب کی بارگاہ میں پیش کریں گے اور ان کا حشر نوری ناری سبھی دیکھیں گے۔

حضور جبلِ حرا پر تشریف لے گئے اس نے حرکت کی فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی دوسرا صدیقؓ تیسرا شہیدؓ ہے

حوالہ نمبر ۶۔ احتجاج طبرسی ص ۱۱۵ پر مرقوم ہے:

کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی جبل حراء اذ تحرک الجبل فقال له قر فانه لیس علیک الا نبیٌ وصدیقٌ وشہیدٌ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبلِ حرا پر بیٹھے کہ پہاڑ نے حرکت کی تو رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبیؐ اور دوسرا صدیق (ابوبکرؓ) اور تیسرا شہید (علیؓ) بیٹھے ہیں۔

قارئین۔ شیعانِ حیدر کرار کہلانے والو عقل مندوں کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے جب ناطقِ قرآن مولا علیؓ نے ابوبکرؓ کو صدیق تسلیم کر لیا ہے تو آج چودہ سو سال کے بعد تمہیں ان سے کیوں عداوت ہے۔ غیروں کو چھوڑ کر حضرت علیؓ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرنا ہی تمہارے لیے وبالِ جان بن چکا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے امت میں اُن کی مثال نہیں

حوالہ نمبر ۷۔ نہج البلاغت جلد اول مترجم مفتی جعفر حسین ناشر ادارہ علمیہ پاکستان لاہور ص ۲۸۱ پر مرقوم ہے:

نہج البلاغت کی اہمیت اگرچہ سابقہ اوراق میں بیان ہو چکی ہے۔ لیکن مزید شہادت مترجم نہج البلاغت مرزا یوسف حسین لکھنوی کی پیش کی جاتی ہے۔

مترجم مذکور ص ۱۲ پر رقمطراز ہے:

"قرآن مقدس کے بعد نہج البلاغت وہ وحید و فرید کتاب ہے جو معارفِ الٰہیہ اور حقائق علمیہ و دنیویہ کا ایک خزانہ عامرہ ہے جس میں کوئی ایسا جوہر نایاب نہیں جو موجود نہ ہو اور ایسا بحرِ ناپید کنار ہے جس میں کوئی ایسا دُرِ شاہوار نہیں جو دستیاب نہ ہوتا ہو۔"

لقد رأیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما اریٰ احدا منکم یشبههم لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا وقد باتوا سجدا وقیاما یراوحون بین جباههم وخدودهم ویقفون علی مثل الجمر من ذکر معادهم کان بین اعینهم رکب المعزیٰ من طول سجودهم اذا ذکر اللہ هملت اعینهم حتی تبل جیوبهم ومادوا کما یمید الشجر یوم الریح العاصف خوفا من العقاب ورجاء للثواب۔

ترجمہ۔ (فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دیکھے ہیں مجھے تو تم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اُن کی مثل ہو وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ اُن کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوتے تھے جب کہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے۔ اس عالم میں کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے۔ کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں۔ اور لمبے سجدوں کی وجہ سے اُن کی آنکھوں کے درمیان پیشانیوں پر بکری کے گھٹنوں ایسے گھٹے پڑے ہوتے تھے۔ جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آجاتا تو اُن کی آنکھیں برس پڑتی تھیں۔ یہاں تک کہ اُن کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔ وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے۔ جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں "

غازی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضہ کے ایمان و کردار کا نقشہ جس واضح انداز سے پیش کیا ہے وہ تا قیام قیامت شیعوں، حیدریوں، تبرائیوں کے لیے تازیانۂ عبرت اور درسِ قرآن بھی ہے۔

رافضیو | دم دم کے ساتھ علی علی مولا کے نعرے لگانے اور تعزیہ کی مجالس میں ہنگامہ برپا کرنے والو۔ نہج البلاغت کا مذکورہ خطبہ تمہارے ذاکرین کی نظروں سے کیوں پوشیدہ ہے۔ اس خطبہ کی تشریح مجالس میں کیوں نہیں کرتے شاید

تم کو گڑبڑ ہو جاوے اور پیشہ ور ذاکرین کی روزی مسدود نہ ہو جائے۔ آؤ راقم الحروف تمہیں دعوت ایمان دیتا ہے۔ میری اس کتاب کی نشاندہی پر نہج البلاغت جو مارکیٹ میں عام فروخت ہو رہی ہے۔ مذکورہ خطبہ نکال کر خود پڑھو ذاکرین کا گریبان پکڑ کر انہیں پڑھاؤ اور پوچھو وہ تمہیں مسلہ شقشقیہ کی طرف لیے جائیں گے تاکہ صحیح واقعات کا پتہ نہ چل جائے۔ تمہیں تو کاروبار سے فرصت نہیں اُن سے باز پُرس کرو تم لوگ ایک مجلس کا ہزار ہزار روپیہ کس مرض کی دوا دیتے ہو۔

نہج البلاغت کے دیگر خطبات کے علاوہ جو خطبات غازی نے اپنی کتاب خلافتِ بلافصل میں درج کئے ہیں۔ اُن پر ایمان و عمل کیوں نہیں۔ اُن کا تمہارے پاس کیا جواب ہے وہ مجبور ہو کر کہہ دیں گے شیخ صاحبان ہماری روزی کا مسئلہ ہے اگر وہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو سیدھے میرے پاس آؤ میں انشاء اللہ آپ خود ان کی پوری پوری تسلی کراؤں گا۔

تاجدارِ ہَل اَتیٰ | کے واضح ارشادات کے بعد کسی بھی تبرائی رافضی کو حق نہیں کہ وہ یارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لب کشائی کرے اور عاقبت سیاہ کرے ورنہ صریحاً مولا علی رضہ کی مخالفت ہوگی جو بعید نہیں جہنم کو لے جائے گی

مجلسی تبرائی | کی بھی سنیئے جس نے اپنی مشہور معتبر کتاب حیات القلوب فارسی میں لکھا ہے کہ حضور اکرم کے وصال کے بعد تمام صحابہ رضہ مرتد ہو گئے۔

حیات القلوب فارسی جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ مصنفہ ملا باقر مجلسی ص ۷۵ پر مرقوم ہے:

"دلبسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ مردم ہلاک شدند

بعد از حضرت رسولؐ مگر سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ ۔

(فروعِ کافی کتاب الروضہ ترجمہ مقبول ذخیرہ)

ترجمہ۔ امام صادقؒ سے بسند معتبر روایت ہے کہ جناب رسول خدا کی وفات کے بعد سب لوگ ہلاک ہو گئے ماسوائے سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ مسلمان رہ گئے ۔

کتاب مذکور ص ۱۶۰ پر مرقوم ہے :

" عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسولؐ از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شدند بغیر چہار نفر علیؓ ابن ابی طالب و مقدادؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ ۔

ترجمہ۔ عیاشی نے معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام لوگ (صحابہؓ) مرتد ہو گئے سوائے چار اشخاص کے علیؓ بن ابی طالب اور مقدادؓ اور سلمانؓ اور ابوذرؓ مسلمان رہ گئے :

سلمانؓ و مقدادؓ دونوں مومنوں کی ایمانی کیفیت

حیات القلوب فارسی جلد دوم ص ۵۵۰ پر مرقوم ہے ۔

" در کتاب اختصاص بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ اے سلمان اگر عرض کنند علم ترا بر مقداد ہر آئینہ کافر می شود ۔ "

ترجمہ۔ کتاب اختصاص میں معتبر سند کے ساتھ امام صادقؒ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے سلمانؓ اگر تیرا علم مقدادؓ پر پیش کیا جائے تو وہ ضرور کافر ہو جائے ۔

ساتھ ہی یوں لکھا ہے :

" پس فرمود کہ اے مقدادؓ اگر عرض کنند صبر ترا بر سلمانؓ ہر آئینہ کافر می شود ۔ "

ترجمہ۔ پھر جناب رسول کرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مقدادؓ اگر تیرا صبر سلمانؓ پر پیش کیا جائے تو وہ کافر ہو جائے ۔

حضورؐ کی تمام عمر تبلیغِ رسالت کا نتیجہ صرف چار مومن بقولِ روافض

محاکمہ۔ قارئین حضرات توجہ فرمائیں دھوبی گاہک کی مرضی کے مطابق کپڑا نہ دھوئے تو دھوبی ناکمل۔ حجام گاہک کی مرضی کے مطابق حجامت نہ کرے تو وہ ناکمل، لاؤڈ سپیکر سامعین تک آواز نہ پہنچائے تو وہ ناکمل، قاری بچوں کو صحیح نہ پڑھا سکے تو قاری ناکمل، مقرر کی تقریر اگر سامعین کو مسحور نہ کرے تو وہ ناکمل، خطیب خطبہ نہ دے سکے تو خطیب ناکمل۔ بقول روافض حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ تبلیغ کا یہ نتیجہ حضورؐ وصال فرما گئے تو سوائے چار اشخاص کے سبھی صحابہؓ مرتد ہو گئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اُن میں سے بھی دو مقدادؓ اور

سلمان رضی اللہ عنہ بلکہ یقین دراصل یہ نبوت پر عدم اعتماد ہے۔

کیا قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء اپنی اپنی نبوت و امت کے نتائج لے کر لاکھوں نہیں کروڑوں جنتیوں کے جھرمٹ میں جنت کی فضاؤں میں تشریف فرما ہوں گے اور جس محبوب کی خاطر رب کریم نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہو اور ساتھ ہی یہ فرمایا:

"قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا"

ترجمہ: اے محبوب تمام کائنات والوں کو ارشاد فرما دو اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف چار مومنوں کو لے کر رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہوں گے؟ ان میں سے بھی مقداد رضہ اور سلمان رضہ کے ایمان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا شاید ایک نے دوسرے سے اپنی ایمانی کیفیت بیان کر دی ہو جیسا کہ سابقہ اوراق میں حوالہ گزر چکا ہے۔

رافضیو اگر آج کوئی غیر مسلم تم پر سوال کرے کہ تمہارے نبی کی نبوت کا ثمر قیامت کے دن یہ چار مسلمان ہوں گے تو کیا جواب دو گے کہاں منہ چھپاؤ گے ان چاروں میں بھی دیگر صحابہ رضہ کے ساتھ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسماء نہیں (معاذ اللہ) اور نہ ہی حضورؐ کے چچا حضرت عباس رضہ کے ایمان کی تصدیق کی گئی ہے۔ جو دیگر صحابہ رضہ جناب صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضورؐ کے وصال کے وقت حیات تھے نہ معلوم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مشفق چچا کے متعلق روافض کا کیا ایمان و اعتقاد ہے۔

قرآن کریم میں باسمے بسم اللہ سے لے کر والناس تک رب کریم نے متعدد بار رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضہ مہاجرین و انصار کو جنت کے تمغے عطا فرمائے جنگ بدر کے موقعہ پر جب حبیب کبریا اور ۳۱۳ فدایان اسلام کے مقابلہ میں ابو جہل اور اس کی کثیر سپاہ جن کی تعداد ایک ہزار کے برابر تھی تو امام الصحابہ جناب صدیق اکبر رضہ نے عرض کی حضورؐ ہم قلیل ہیں تو میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے میدان بدر کی ریت پر پیشانی مبارک رکھ کر یہ دعا کی کہ یا رب کریم اگر آج یہ قلیل جماعت کفار و مشرکین کے مقابلہ میں شکست کھا گئی تو کل تجھے خدا اور مجھے مصطفےٰ کہنے والا نظر نہیں آئے گا۔ صدیق اکبر رضہ آمین کہہ رہے تھے تو مولا کریم نے غایت کائنات کی خدمت میں روح الامین کو بھیجا اور ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَاثَةِ
آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنزَلِينَ

ترجمہ: بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر و سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرما رہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔

کیا جنگ بدر حق و باطل کی اسلام میں پہلی جنگ نہیں؟ اگر ایک طرف ابو جہل لے اساف عزیٰ لات و مناۃ کی پرستش و پوجا کرنے والے کفار و مشرکین تھے۔ تو دوسری طرف واحد خدا کو ماننے والے جان نثاران مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مومنین وصالحین تھے۔ کیا رب کریم کو (معاذ اللہ) یہ معلوم نہیں تھا کہ جس جماعت کی میں اعانت کر رہا ہوں کل میرے محبوب کا ساتھ چھوڑ جائیں گے حضرات سبائی پارٹی کا جس قدر ماتم کیا جائے اتنا ہی کم ہے اگر جنگِ بدر میں خالقِ کائنات کے محبوب کے غازیوں میں مومنین ومنافقین ملوث تھے تو پھر اسے حق وباطل کی جنگ کیسے کہا جائے گا جب کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق کفار ومشرکین اور منافقین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

حضرات! غازیانِ بدر کو رب کریم نے جنت کے ٹکٹ عطا فرما کر تا قیامِ قیامت حکم صادر فرما دیا کہ کوئی بے دین ولعین حزب اللہ اور حزب الرسول کے حق میں لب کشائی نہ کر سکے اگر کسی نے جسارت کی تو سید ھا نارِ جہنم پہنچا دیا جائے گا۔

آئیے مزید غور فرمایئے بیعتِ رضوان کے موقعہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
پارہ ۲۶ سورہ الفتح ؏

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا۔ ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت وحکمت والا ہے۔

حُدیبیہ۔ میں چونکہ ان بیعت کرنے والوں کو جن کی تعداد روافض کی مبسوط تفسیر

خلاصۃ المنہج بقول ملا فتح اللہ کاشانی زیر آیت مذکورہ ایک ہزار[۱۲۵] پانچ سو پچیس تھی۔ رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی۔ اس لیے اسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ اس بیعت کا سبب باسباب ظاہر یہ پیش آیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشرافِ قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے بقصد عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں اُنہیں اطمینان دلا دیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب فرمائے گا قریش اس بات پر متفق رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ معظمہ کا طواف کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طواف کروں۔ یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ شریف پہنچے اور طواف سے مشرف ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں وہ بغیر ہمارے طواف نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ کے ضعیف مسلمانوں کو بسببِ حکم فتح کی بشارت بھی پہنچائی پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا۔ یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت لی یہ بیعت ایک بڑے خاردار درخت کے نیچے جس کو عرب میں ثمرہ کہتے ہیں۔ حضور نے اپنا بایاں دستِ مبارک داہنے دستِ اقدس میں لیا

اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت ہے۔ اور فرمایا جب عثمان رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں ہیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نور نبوت سے معلوم تھا۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے۔ تبھی تو اُن کی بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت کا حال سُن کر خائف ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

نمازی۔ بیعت رضوان والوں میں صدیق اکبر فاروق اعظم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم دیگر صحابہ کرام کے ساتھ شامل ہیں جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو حضورؐ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اس واضح برھان کے بعد اب بھی کوئی یارانِ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھے تو پھر اُس کا ٹھکانا سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔

لطیفہ آج سے تقریباً بیس سال قبل راقم الحروف کو تقریر کے سلسلہ میں دہلی سے تقریباً ایک میل دور مغرب کی طرف موضع بیوہ کے ٹھہرنا پڑا وہاں چند شیعوں کے گھر تھے۔ ایک دوست نے کہا کہ چہارم شیعہ ایک ذاکر صاحب یہاں آئے تھے اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ والی آیت کریمہ پڑھ کر ترجمہ یوں کیا کہ رضی کے معنی ہیں کہ اللہ بیعت کرنے والوں پر راضی ہو یا نہ ہو اُس کا دست قدرت پکڑنے والا کون ہے یہ سُن کر میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی اور ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا یا ربِ کریم تو نے بعض انسانوں کو پیٹ اس لیے لگایا ہے کہ وہ مکاری و فریب کاری سے کام لے

کر اسے پُر کرتے رہیں میں نے دوستوں سے کہا کہ آپ لوگوں میں اگر کوئی معمولی گرائمر بھی پڑھا ہوتا تو ذاکر مذکور کا گریبان پکڑ کر پوچھتا کہ ہزار صاحب اگر رضی کا ترجمہ یہی ہے کہ رب راضی ہو یا نہ ہو تو پھر حضرت علی رضؓ کے متعلق کیا خیال ہے جو بیعت رضوان والوں میں شامل ہیں اُن پر بھی رب راضی ہے یا نہیں تو ذاکر کا گھوڑا اُسی وقت نکل جاتا۔

حضرات اس جاہلِ مطلق نے فلس حلال کرنے کے لیے یہ ڈرامہ کھیلا ہوگا، رضی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اُن پر راضی ہے یہ ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ رب کریم جن ہستیوں پر راضی ہو کر سند عطا فرماتا ہے تو پھر اُن پر ناراض نہیں ہوتا

شیعہ کُتب کی روشنی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کون ہے

روافض کی معتبر تفسیر حسن عسکری ص ۱۸۶ تا ۱۹۰ پر مرقوم ہے؛

هذا ادهبيه رسول الله صلى الله عليه وسلم اصحابه وامته حين صار الى الغار، ان الله تعالى اوحى عليه يا محمد ان العلى الاعلى يقرء عليك السلام ويقول لك ان ابا جهل والملاء من قريش قد دبروا يريدون قتلك وامرك ان تبيت عليا وقال لك منزلته منزلة اسحاق الذبيح من ابراهيم الخليل يجعل نفسه لنفسك فداء وروحه لروحك وقاء وامرك ان تستصحب ابا بكر فانه ان آنسك وساعدك ووازرك وثبت على ما تعاهده وتعاقده كان فى

الجنة من رفقائك وفي غرفاتها من خلصائك فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم لعلي أما رضيت أن أطلب فلا أوجد
وتطلب فتوجد فلعله أن يبادر إليك الجهال فيقتلوك فقال
بلى يا رسول الله صلى الله عليه وسلم رضيت أن يكون روحي
لروحك وقاء ونفسي لنفسك فداء بل رضيت أن يكون
روحي ونفسي فداء لك أو قريب منك أو لبعض حيواناتك
تمتهنها وهل أحب الحيوة إلا لتصرف في خدمتك وأمرك
ونهيك ونصرة أصفيائك ومجاهدة أعداء الله ولولا
ذلك لما أحببت أن أعيش في الدنيا ساعة واحدة
فأقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله فقال
له يا أبا الحسن قد قرأ علي كلامك هذا
الموكلون باللوح المحفوظ وقرؤا علي ما أعد الله
لك من ثوابه في دار القرار ما لم يسمع
بمثله السامعون ولا رأى مثله الراؤون ولا خطر ببال المتفكرين
ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أرضيت
أن تكون معي يا أبا بكر تطلب كما أطلب وتعرف بأنك أنت
الذي تحملني على ما أدعيه فتحمل عني أنواع العذاب فقال
أبو بكر يا رسول الله أنا لو عشت عمر الدنيا أعذب في جميعها
أشد عذاب لا ينزل علي موت صريح ولا فرح مبيح وكان ذلك في

محبتك لكان ذلك أحب إلي من أن أتنعم فيها وأنا مالك لجميع
مماليك ملوكها في مخالفتك وهل أنا ومالي وولدي إلا فداؤك
فقال رسول الله لا جرم إن اطلع الله على قلبك ووجد ما فيه موافق
لما جرى على لسانك جعلك مني بمنزلة السمع والبصر والرأس
من الجسد وبمنزلة الروح من البدن كعلي الذي هو كذلك

ترجمہ۔ آثار حیدری مترجم سید شریف حسین بھرتپوری رافضی ص ۱۴۲ پر ملاحظہ
فرماویں۔

دریہ وحقیقت تمام صحابہ کو اُس وقت کی گئی تھی جب کہ حضور غار ثور
میں تشریف لے گئے اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضور
پر وحی نازل کی کہ اے محمدؐ خدا نے بعد تحفہ درود وسلام کے ارشاد فرمایا ہے
کہ ابو جہل اور رؤسا قریش نے تیرے قتل کی تجویز کی ہے اور تجھ کو امر
فرمایا ہے کہ آج کی شب علیؓ کو اپنے بستر پر سُلا دے اور یہ فرمایا ہے
کہ علیؓ کا درجہ تیرے نزدیک ایسا ہے جیسے ابراہیم خلیل اللہ کے نزدیک
اسماعیل ذبیح اللہ کا رتبہ کہ وہ اپنی کو تیری جان پر فدا کرے گا اور اپنی روح
کو تیری رُوح کی سپر بنائے گا نیز یہ حکم دیا ہے کہ ابو بکرؓ صدیق کو اپنے
ساتھ لے جا اگر وہ تجھ سے مانوس ہوگا اور تیری اعانت کرے گا اور اُن
عہدوں اور اقراروں پر جو اُس نے تجھ سے کئے ہیں قائم رہے گا تو
جنت میں تیرا رفیق اور اُس کے غرفات میں تیرا خاص مصاحب ہوگا
الغرض حضرت نے علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ کیا تجھ کو یہ منظور ہے

کہ مجھے تلاش کریں اور میں نہ ملوں اور تو مل جائے اور اس وقت شاید جاہل لوگ تجھ پر حملہ کریں اور تجھے قتل کر دیں۔ جناب امیرؓ نے عرض کی یارسول اللہ مجھ کو بخوشی منظور ہے کہ میری روح آپ کی روح کی سپر ہو اور میری جان پر فدا ہو جائے۔ بلکہ میں تو اس پر بھی راضی ہوں کہ میری جان اور روح حضورؐ کے کسی بھائی یا کسی قریبی رشتہ دار یا کسی جانور پر جس سے حضرت کو کچھ نفع ہو نثار کر دی جائے اور میں تو زندگی کو صرف حضرت کی خدمت اور آپ کے دوستوں میں استعمال کرنے اور جناب کے دوستوں کی محبت اور آپ کے احباب کی نصرت اور حضورؐ کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لیے پسند کرتا ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو ایک ساعت بھی دنیا میں زندہ رہنا مجھ کو مطلوب نہیں ہے جناب امیرؓ کا یہ کلام سن کر حضرت اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوالحسن لوح محفوظ کے مؤکلوں نے تیری یہ گفتگو مجھ سے بیان کی اور جو ثواب عظیم اور اجر اس گفتگو کے عوض خدا نے تیرے واسطے مقرر کیا ہے مجھ سے ذکر کیا اور وہ اس قدر ہے کہ نہ کسی نے کان سے سُنا اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ بعد ازاں حضور نے ابوبکر رضؓ صدیقؓ سے فرمایا کہ آیا تو اس امر پر راضی ہے کہ میرے ساتھ رہے اور دشمن جس طرح میری تلاش میں ہوں اسی طرح تیری جُستجو بھی کریں اور وہ تیری نسبت یہ معلوم کریں کہ تو ہی مجھے اس دعوائے نبوت پر آمادہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے تجھ کو بہت تکلیفیں

اٹھانی پڑیں ابوبکر رضؓ صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں تمام دنیا کے برابر عمر پاؤں اور ہمیشہ سخت تر عذابوں میں مبتلا رہوں اور مجھ کو نہ تو آرام کی موت نصیب ہو اور نہ ہی کسی قسم کی راحت ملے اور یہ سب کچھ حضورؐ کی محبت میں ہو میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ حضرت کی مخالفت میں مجھ کو تمام دنیا کی بادشاہی مل جائے اور میں عیش و عشرت سے زندگی بسر کروں یارسول اللہ میرے اہل و عیال اور اولاد سب آپ پر نثار ہیں۔ حضرت نے ابوبکر صدیق رضؓ کی یہ تقریر سُن کر ارشاد فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے اور جو کچھ تو نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کو تیری دلی کیفیت کے مطابق پایا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے بمنزلہ میرے گوش مبارک اور بمنزلہ میری آنکھوں کے کیا ہے اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اُس طرح بنایا ہے اور جس طرح روح کی نسبت بدن سے ہے میرے لیے تو اُسی طرح ہے جیسا کہ علی المرتضیٰؓ میرے نزدیک ہے"

ناظرین۔ اگر آج راستے کی مشکلات اور مہنگائی کا دور نہ ہوتا تو راقم الحروف یقیناً بارھویں امام حسن عسکری رضؓ کے روضۂ منورہ پر جاکر یوں عرض کرتا کہ حضورؐ ہم اہل سنت و جماعت تو آپ کے ارشادات عالیہ پر عمل کرتے ہوئے تقریباً ہر محفل و مجلس میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار جیسا کہ آپ نے اپنی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے دَم دَم کے ساتھ صدیق اکبر رضؓ کی صداقت اور حیدر کرار کی شجاعت بیان کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے نام لیوا رافضی ہیں جو حضرت

علی رضی شیر خدا کی خلافت چھن جانے کا ماتم کرتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی یارانِ مصطفےٰ بالخصوص صدیق اکبر رضی پر تبرہ بازی عملاً اِن کے اصول میں شامل ہے۔

خدارا اپنے نورِ نظر امام العصر کی معرفت ان تبرائیوں کو سمجھاؤ کہ صدیق اکبر رضی کے کان حضور کے کان ہیں اور ابوبکر صدیق رضی کی آنکھیں کمل والے کی آنکھیں ہیں اور جو نسبت سر کو جسم کے ساتھ ہے صدیق اکبر رضی کو وہی نسبت امام الانبیاء کے ساتھ ہے شاید ان کی آتشِ انتقام سرد ہو۔ ہجرت کے موقعہ پہ حضور نے حضرت علی رضی کو اپنے بستر پہ لٹا کر اور صدیق اکبر رضی کو ہمراہ لے جا کر تا قیامِ قیامت دشمنانِ صحابہ کی ناپاک زبانوں پر مُہریں لگا دیں۔ آج سے کئی سال قبل فقیر نے اسی مقام پر ایک شعر لکھا تھا جس کو جب بھی پڑھا مجلس میں ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

مِل گئی چادر پاک علی رضی نوں اُس دا شان نرالا

واہ وا شان صدیق رضی دا جس نوں مل گیا چادر والا

راقم الحروف نے مذکورہ ترجمہ روافض کی خاص کتاب آثارِ حیدری سے شریف حسین صاحب رافضی کے قلم سے درج کیا ہے اگرچہ مترجم نے ترجمہ کرتے وقت حسبِ عادت عداوت و شکاوت کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی بفضلہٖ تعالیٰ صدیق اکبر رضی کی صداقت روزِ روشن کی طرح براہین قاطعہ سے واضح ہو چکی ہے جس کا انکار گمراہی اور بے دینی ہے۔

امام محمد باقرؒ کا ارشاد جو ابوبکر کو صدیقؓ نہ سمجھے خدا اُسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے!

روافض کی مستند نایاب کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص ۲۲۰ پر مرقوم ہے:

قال سالت ابا جعفر محمد بن علی علیہ السلام عن حلیۃ السیوف فقال لا باس بہ قد حلی ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سیفہ قلت فتقول الصدیق قال فوثب وثبۃ واستقبل القبلۃ وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولا فی الدنیا والاخرۃ۔

ترجمہ۔ عراقی شیعہ کہتا ہے میں نے امام محمد باقر ابن علی زین العابدین رضی اللہ عنہ سے تلواروں کو چاندی سے مزین کرنے کے بارے میں پوچھا امام نے جواب دیا کوئی حرج نہیں اس لیے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلوار کو چاندی لگا ہوا تھا میں نے کہا آپ بھی انہیں صدیق لقب سے یاد کرتے ہیں آپ تخت سے اُچھلے اور قبلہ رخ ہو کر فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں جو انہیں صدیق نہ کہے اس کی کسی بات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ نے مجھے دو مرتبہ جنا

روافض کی مستند کتاب منتخب التواریخ مصنفہ حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی مطبوعہ طہران ص ۶۳ پر ہے۔ امام جعفر صادق رضؓ کا نسب و لقب بیان کرتے ہوئے یوں مرقوم ہے:

"واما نسب شریف آں بزرگوار والد ماجد شان حضرت امام محمد باقر والدہ ماجدہ شان در اصول کافی وغیرہ آن از کتب معتبرہ است کہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق بود و والدہ ام فروہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر بود و در عمدۃ المطالب است کہ حضرت صادق فرمود:

وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ وَیُقَالُ لَہٗ عَمُوْدُ الشَّرَفِ

ترجمہ: یقیناً اس بزرگوار نسب ان کے والد ماجد امام محمد باقر والدہ ان کی جیسے اصول کافی و دیگر کتب معتبرہ میں ہے ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تھیں۔ ام فروہ کی والدہ اسماء دختر عبدالرحمٰن بن ابی بکر تھیں اور عمدۃ المطالب میں ہے۔ حضرت امام صادق فرمایا کرتے ہیں ابوبکر دو طرف (والدہ ننھیال اور دادک وال) سے بیٹا ہوں۔ یوں ہی کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص ۲۲۴ پر مذکور ہے۔

بہشت تین شخصوں کا مشتاق ہے جن میں ایک ابوبکر صدیقؓ بھی ہے!

روافض کی مستند کتاب رجال کشی ص ۲۰ پر مرقوم ہے:

قال سمعت اباداؤد وھو یقول حدثنی بریدۃ الاسلمی قال سمعت رسول اللہ یقول ان الجنۃ مشتاق الی ثلثۃ قال فجاء ابوبکر فقیل لہ یا ابابکر انت الصدیق وانت ثانی اثنین اذھما فی الغار فلو سالت رسول اللہ من ھولاء الثلثۃ

ترجمہ: ابوداؤد فرماتے ہیں بریدہ اسلمی نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا حضور نے فرمایا بہشت تین شخص کا مشتاق ہے اتنے میں ابوبکرؓ آگئے تو رحمت دو عالم ارشاد فرمایا تو صدیقؓ ہے دو میں سے دوسرا ہے جب وہ غار میں تھے، راوی کہتا ہے کاش میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا وہ تین کون ہیں؟

جو سچ لے کر آئے وہ رسولِ خدا ہے اور جس نے تصدیق کی وہ ابوبکرؓ ہے

روافض کی معتبر تفسیر مجمع البیان جلد ۸ ص ۴۹۸ مولفہ الشیخ ابی علی الفضل بن الحسن

الطبرسی جو اکابر علماء امامیہ طہران زیر آیت وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنھوں نے اس کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں مذکور ہے وقیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصدق بہ ابوبکر رض اور کہا گیا ہے جو آیا صدق لے کر وہ رسول خدا ہے اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر رض (صدیق) ہے۔

ابوبکر صدیق رض نے بلال رض اور عامر رض بن فہیرہ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا

تفسیر مجمع البیان ص ۵۰۰ علامہ طبرسی رافضی نے زیر آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوبکر رض صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

عن ابن الزبیر قال ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری

المالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرۃ وغیرہما

واعتقہم۔

ترجمہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوبکر رض کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس نے ان دونوں غلاموں کو جو اسلام لائے اپنے مال سے خریدا جیسا کہ بلال رض اور عامر رض بن فہیرہ اور اُن کو آزاد کیا۔

حضور اکرم اکثر مرتبہ صحابہ رض کی مجلس میں صدیق اکبر رض کی صداقت کا ذکر فرمایا کرتے تھے

روافض کی مستند کتاب مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوستری مطبوعہ طہران ص ۹۰ پر مرقوم ہے۔

"حضرت رسول اکرم ہمیشہ درمیان جماعت اصحاب می گفتکہ

مَا سَبَقَكُمْ أَبُوبَكْرٍ بِصَوْمٍ وَلَا صَلَوٰةٍ وَلَٰكِنْ بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي صَدْرِهِ

ترجمہ (حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صحابہ رض کی جماعت میں بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر رض نے تم سے زیادہ نماز اور روزہ ادا کرنے میں سبقت حاصل نہیں کی بلکہ اُس کے صدق وصفا قلبی کی وجہ سے اُس کی عزت اور وقار بلند ہوا ہے۔"

حضرت علی رض کی شادی جب خاتونِ جنت رض سے ہوئی تو تنگ دست تھے حضرت ابوبکر رض و عمر رض نے مدد فرمائی

روافض کی مستند کتاب جلاء العیون فارسی مصنفہ ملاں باقر مجلسی ص ۱۴۲ پر مرقوم

و پس روایت کردہ اند روزی ابوبکرؓ و عمرؓ و سعدؓ بن معاذ در مسجد رسولِ خدا ﷺ نشستہ بودند سخن مزاوجت حضرت فاطمہؓ درمیان آوردند پس ابوبکرؓ گفت کہ اشرافِ قریش خواستگاری او از آنحضرت نمودند و حضرت در جواب ایشاں فرمود کہ مرا او بسوی پروردگار او ست اگر خواہد کہ او را تزویج نماید خواہد نمود و علیؓ ابن ابی طالب درایں باب با حضرت سخن نگفت و کسی نیز برائی آنحضرت سخن نگفت و گمان ندارم کہ چیزی مانع شدہ باشد او را مگر تنگ دستی و آنچہ من نمیدانم آں است کہ خدا و رسول ﷺ فاطمہؓ را نگاہ نداشتہ اند مگر از برائی او پس ابوبکرؓ با عمرؓ و سعدؓ بن معاذ گفت کہ برخیزید کہ بنزد علیؓ برویم و او را تکلیف نمائیم کہ خواستگاری فاطمہؓ بکند و اگر تنگ دستی او را مانع باشد ما او را دریں باب مدد کنیم سعدؓ بن معاذ گفت کہ بسیار راست ویدہ و برخواستند بخانۂ امیر المومنین رفتند آنجناب را در خانہ نیافتند در آں وقت حضرت شتر خود را بردہ بود در باغ مردی از انصار آب می کشید باجرت پس متوجہ آں باغ شدند چوں بخدمت آنحضرت رسیدند فرمود کہ برائے چہ حاجت آمدہ اید ابوبکرؓ گفت اے ابوالحسن ہیچ خصلتی از خصائل خیر نیست مگر آنکہ تو بر دیگراں دراں خصلت سبقت گرفتہ ورابطہ میان تو و رسولِ خدا از قرابت خویشی و مصاحبت دائمی و نصرت و یاری و روابط معنوی معلوم است جمیع اشرافِ قریش فاطمہ دختر آنحضرت را خواستگاری

نمودند حاجت نہ فرمودہ در جواب فرمود کہ امر او با پروردگار او ست پس چہ مانع است ترا کہ خواستگاری نمی نمائی او را زیرا کہ مرا گمان آن است کہ خدا و رسول او را از برائی تو نگہداشتہ اند و از دیگراں منع می کنند چوں حضرت امیر المومنین ایں سخناں را از ابوبکر شنید آب از دیدہ ہائی مبارکش روان گشت و فرمود کہ اندوہ مرا تازہ گردی و آرزوئی کہ در سینۂ من پنہاں بود بر ہیجان آوردی کہ باشد کہ فاطمہؓ را نخواہد و لیکن باعتبار تنگ دستی شرم می کنم از آنکہ ایں معنی را اظہار نمائیم پس ایشاں بہر نحو کہ بود آنحضرت را راضی کردند کہ بخدمت رسولِ خدا در فاطمہؓ را از آنحضرت خواستگاری نماید حضرت شتر خود را کشودہ بخانہ آوردہ بست و نعلین خود را پوشیدہ و متوجہ خانۂ رسولِ خدا شدند۔

ترجمہ۔ جلاء العیون اُردو جلد اوّل ص ۱۰۱ روایت کی گئی ہے ایک دن ابوبکرؓ و عمرؓ و سعدؓ بن معاذ مسجد حضرت رسولؐ میں بیٹھے تھے آپس میں مزاوجت جناب فاطمہؓ کا ذکر کر رہے تھے ابوبکرؓ نے کہا اشرافِ قریش نے فاطمہؓ کی خواستگاری حضرتؐ سے کی اور حضورؐ نے اُن کو جواب دیا کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اگر اس کو تزویج کرنا چاہے تو تزویج کر سکتا ہے اور علیؓ ابن ابی طالب نے اس بارہ میں اُن سے کچھ نہیں کہا اور نہ کسی نے اُن کی طرف سے کہا اور ہمیں گمان یہی ہے سوائے تنگدستی کے کوئی بات اُن کو مانع نہیں ہے اور جو کچھ ہم جانتے ہیں خدا اور رسولِ خدا نے بے شک فاطمہؓ کو علیؓ کے لیے رکھا ہے

پس ابوبکرؓ نے عمرؓ اور سعدؓ بن معاذ سے کہا اُٹھو علیؓ کے پاس چلیں اور اُن سے کہیں کہ فاطمہؓ کی خواستگاری کرو اگر تنگ دستی مانع ہے تو ہم اُن کی مدد کریں۔ سعدؓ بن معاذ نے کہا بہت ٹھیک ہے یہ کہہ کر اُٹھے اور جناب امیر (علیؓ) کے گھر گئے۔ حضرت کو وہاں نہ پایا اُس وقت حضرت اپنے اونٹ کو لے گئے تھے اور باغ میں ایک مرد انصاری کی اُجرت پر آب کشی کر رہے تھے یہ لوگ اُس باغ میں گئے۔ جب جناب امیر کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت نے فرمایا کیوں آئے ہو ابوبکرؓ نے کہا اے علیؓ کوئی خصلت خصلتہائے نیک سے نہیں مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اُس خصلت میں افضل ہو تمہارے اور حضرت رسولِ خدا کے درمیان جو روابط یگانگی و مصاحبت دائمی و نصرت و مددگاری اور جو روابط معنوی ہیں وہ معلوم ہیں۔ جمیع قریش نے فاطمہؓ کی خواستگاری کی مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا اُس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ اے علیؓ آپ کو کونسی چیز فاطمہؓ کی خواستگاری سے مانع ہے کہ ہم کو گمان یہ ہے خدا اور رسولؐ نے فاطمہؓ کو آپ کے لیے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے۔ جب جناب امیر نے یہ کلام ابوبکرؓ سے سُنا تو آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا اندوہ و غم تم نے تازہ کیا اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں تھی اُس کو تم نے تیز کر دیا کون ایسا ہوگا جو فاطمہؓ کی خواستگاری نہ چاہتا ہوگا لیکن مجھے تنگ دستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا کہ جناب رسولِ خداؐ

کے پاس جا کر فاطمہؓ کی خواستگاری کریں جناب امیر (علیؓ) نے اپنا اونٹ کھولا اور گھر میں لاکر باندھا اور نعلین پہن کر متوجہ خانۂ حضرت ہوگئے!!
خارجی رافضیو اس انکشاف کے بعد کہ جناب فاطمۃ الزہراؓ کی شادی میں تمام کوشش ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ و سعدؓ بن معاذ نے کی کیا تمہیں آج کے بعد یارانِ مصطفےٰ کی شان میں تبرا و گستاخی بند کر دینی چاہیئے۔ جس خلیفۂ اول ابوبکر صدیقؓ کو فاطمہؓ لختِ جگرِ رسولِ خدا سے اس قدر اُنس و محبت ہو کہ اُن کی شادی کا تمام بندوبست اپنے ہاتھ میں لے کر حضرت علیؓ کو آمادہ کیا اور اپنی جیب سے تمام خرچ اخراجات برداشت کئے وہ یارِ غارِ مصطفےٰ الصدیق اکبرؓ چند کھجوروں کا باغ فدک خاتونِ جنت سے کیسے چھین سکتا ہے۔ کچھ شرم کرو تمہارے ذاکرین شعبدہ باز فانی دنیا میں تو عوام کو شعبدہ بازی، زبان درازی و تمسخر سازی دکھا کر پیٹ بھرتے رہیں گے۔ کل قیامت کو مولا علیؓ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ جبکہ آپ نے پوچھا اے صدیق اکبرؓ کی شان میں بکنے والو تمہیں دنیا میں کسی نے خبر نہ پہنچائی کہ میری شادی شیخین کریمین بالخصوص صدیقِ اکبرؓ کے مال سے ہوئی اور اُنہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میرے گھر میں خاتونِ جنت آئی پھر اُسی کی گود سے دریائے شہادت جاری ہوئے۔ پھر کیا جواب دو گے۔ شرم کرو شرم کرو۔ شرم کرو۔

خاتونِ جنّتؑ کا جہیز صدیق اکبرؓ کی مرضی سے خریدا گیا

جلاء العیون فارسی ص ۱۰۹ پر مرقوم ہے:

"حضرت امیر المومنین فرمود کہ رسول خدا امر فرمود کہ یا علیؑ برخیز و زرہ را بفروش پس برخواستم و فیمت آنرا گرفتم بخدمت آنحضرت آوردم زرہا را در دامن آنحضرت ریختم آنحضرت از من نہ پرسید کہ چند است من نیز نگفتم پس یک کف از آنہا گرفت بلال رضہ را طلبید باو داد و گفت از برائی فاطمہ رضہ بوی خوش بگیر پس دو کف از آنہا را ہم برگرفت و با ابوبکر داد فرمود کہ برو بہ بازار و از برائے فاطمہ بگیر آنچہ او را در کار است از جامہ و اساس البیت عمار بن یاسر و جمعی از صحابہ را از پئے او فرستاد ہمگی بجانب در آمدند پس ہر یک از ایشاں چیزی کہ اختیار می کردند با ابوبکر می نمودند بہ مصلحت او خریدند پس پیراہنی خریدند بہ ہفت درہم و مقنعہ چہار درہم و قطیفہ سیاہ خیبری و کرسی کہ میانش را از لیف خرما بافتہ بودند و دو نہالی گر فتند از جامہائی مصری کہ میان یکی را از لیف خرما پُر کردہ بودند و دیگر پُر از پشم و چہار بالش گرفتند از پوست طائف کہ میانش را از علف اذخر پُر کردہ بودند و پردہ از پشم و حصیر ہجری و دست آسیائی و طویہ مصری و ظرفی برائے آب خوردن از پوست و کاسہ چوبی برائے شیر و مشکی از برائے آب مطہرہ قیر اندود و

سبوئی سبزی و کوزہ ہا از سفال چوں ہمہ اسباب را خریدند بعضی را ابوبکر برداشت و ہر یک از صحابہ بعضی را برداشتند بخدمت رسولِ خدا آوردند حضرت ہر یک از آنہا را بدست می گرفت و ملاحظہ می نمود و می فرمود خدا وندا مبارک گردان ایں را بر اہلِ بیت من"

ترجمہ۔ جلاء العیون جلد اول اردو ص ۱۷۳ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے علی رضہ اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو میں سن کر چلا گیا اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا اور وہ روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا کتنے روپے ہیں اور میں نے بھی کچھ نہ کہا بعد اُس کے اُن میں سے ایک مٹھی روپیہ لیا اور بلال رضہ کو بلا کر دیا اور فرمایا یہ فاطمہ رضہ کیلئے عطر و خوشبو لے آؤ پھر اُن میں سے دو مٹھیاں ابوبکر رضہ کو دیں بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ آثاث البیت درکار ہے لے آؤ پھر عمار بن یاسر کو اور ایک جماعت صحابہ رضہ کو ابوبکر رضہ کے بعد بھیجا اور سب بازار میں پہنچے اُن میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابوبکر رضہ کے مشورے سے لیتا تھا ایک پیراہن سات درہم کو اور ایک مقنعہ چار درہم اور ایک چادر سیاہ خیبری اور ایک کرسی جس کے دونوں بان خرمے کی چھال سے جڑے ہوئے تھے اور دو توشک جامہائے مصری ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا اور دوسرا پشم گوسفند سے اور چار تکیے پوست طائف کے جن کو گیاہ اذخر سے بھرا تھا اور ایک پردہ پشم اور بوریا ہجری اور چکی اور بادیہ مسی اور ایک ڈول چرم کا

کا اور کاسۂ چوبیں دودھ کے لیے اور ایک مشک پانی کے لیے اور ایک آفتابہ رو غنی اور ایک سبو نے سبز اور کوزہ ہائے سفالین خرید کئے جب سب اسباب خرید چکے ابوبکرؓ اور سب اصحاب مذکورہ لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ ہر اک چیز دستِ مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے۔ خداوندا اس کو میرے اہلِ بیت پر مبارک کر۔

غازی۔ داناؤں کا قول ہے کہ عقل مندوں کے لیے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے لیکن جہالت و ہٹ دھرمی کا علاج دنیا میں ہوتے اور آخرت کو رسوائی کے سوا کیا ہو سکتا ہے میرے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا علم بھی نہیں تھا ؟ کہ کل یہ ابوبکرؓ میری بیٹی سے فدک چھین لے گا علیؓ کی خلافت غصب کرے گا جسے میں آج اپنی لختِ جگر کا جہیز خریدنے پر مقرر فرما رہا ہوں۔

ہاں۔ مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ علم تھا جبھی تو ہر مقام پر حضورؐ نے صدیقِ اکبرؓ کو صحابہؓ کی جماعت کا امام مقرر فرمایا۔ ابوبکرؓ کی اقتدا میں شیرِ خدا کا نمازیں پڑھنا اُن کے ہاتھوں پر بیعت فرمانا قبل از وصال حضورؐ کا مصلیٰ امامت پر صدیقِ اکبرؓ کو کھڑا کر جانا یہ سب یارِ غار مصطفےٰؐ کے خلیفۂ اول ہونے کے مضبوط دلائل ہیں۔ چلو اگر حضور رحمت دو عالم ہونے کی حیثیت سے صحابہؓ کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تو پھر حضرت علیؓ جن کو ربِ کریم نے علم ما کان وما یکون عطا فرما رکھا تھا اُن کے پاس عصائے موسیٰ اور خاتمِ سلیمان علیہ السلام بھی تھی۔ وہ جب حضورؐ کی خدمت میں الگ چھپ کر عرض کرتے حضور میری شادی کا جہیز خریدنے کے لیے ابوبکرؓ کو مقرر نہ فرمائیں آج تو آپ کی موجودگی میں میرے ساتھ شیر و شکر

ہے کل آپ کے وصال فرماتے ہی میری خلافت ہڑپ کرے گا۔ فاطمۃ الزہراؓ سے فدک چھین لے گا۔ اس کے برعکس جو سامان یارِ غار مصطفےٰؐ نے پسند فرمایا وہ صحابہؓ نے خریدا جب حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں خریدا ہوا سامان حضورؐ دیکھتے جاتے اور مسکراتے ہوئے اپنے صحابہؓ اور اہلِ بیت کے لیے دعا فرماتے تھے۔

عقل منداں نوں اک اشارہ کافی اٹھ کر بیندا
جاہل دنیا اُتے اُس کے موت حرام مرینداا

جنابِ فاطمہؓ کو غسل اسماءؓ بنتِ عمیس صدیقِ اکبرؓ کی بیوی نے دیا

جلاء العیون اُردو جلد اول ص ۲۲۵ پر مرقوم ہے۔

کشف الغمہ میں اسماء بنتِ عمیس سے روایت ہے جنابِ فاطمہؓ نے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے جس طرح عورتوں کے جنازہ کو اُٹھاتے ہیں۔ اس کو تختہ کے اُوپر رکھ کر کپڑا اوڑھا دیتے ہیں اور اس سے جسم کا موٹا دبلا ہونا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے اسماء نے کہا اے دخترِ رسولؐ میں آپ کو ایک چیز دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھی پس خرمہ کے درخت کی ہری لکڑیاں منگوائیں اور تابوت بنا کر اُس پر کپڑا ڈال دیا جب فاطمہؓ نے ملاحظہ کیا فرمایا یہ طریقہ بہت اچھا ہے

(فاطمہ بنت رسولؐ نے) حکم دیا ایسا ہی تابوت میرے لیے بنانا ابوبکرؓ نے کہا جو کچھ فاطمہؓ نے کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس جناب امیرؑ اور اسماءؓ بنت عمیس نے فاطمہؓ کو غسل دیا۔

غائری :- اگرچہ اہل سنت و جماعت کی کتاب طبقات ابن سعد جلد ہشتم میں مرقوم ہے کہ خاتون جنت کی نماز جنازہ صدیق اکبرؓ نے پڑھائی لیکن میں اسے دلیل کے طور پر پیش نہیں کر رہا کیونکہ یہ کتاب اہل سنت کی ہے۔ لیکن مذکورہ کتاب کی روایت کو سراسر نظر انداز کر دینا انصاف کے خون کے مترادف ہے جس محب اہل بیت صدیق اکبرؓ کی بیوی اسماءؓ بنت عمیس کو خاتون جنت کے غسل و کفن پر مقرر کیا گیا ہو اُس کے خاوند کو اہل بیت نبوت سے دشمنی رکھنے والا کوئی جاہل مطلق بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

کیا اسماءؓ بنت عمیس اپنے خاوند صدیق اکبرؓ کی مرضی کے خلاف بنت رسولؐ کو غسل و کفن دے رہی تھی؟ نہیں نہیں اُسے غمگسار نبیؐ علیؑ مرتضیٰ نے اس اہم فریضہ کے لیے مقرر فرما کر دشمنان صحابہؓ کے تا قیامت منہ بند کر دیے۔ اس واضح برہان کے بعد اب بھی کوئی عاقبت سیاہ کرے۔ تو نار جہنم کے لیے تیار رہے۔

ہجرت کے موقعہ پر غارِ ثور میں حضورؐ نے ابوبکرؓ کو فرمایا تو صدیقؓ ہے

روافض کی معتبر تفسیر قمی ص ۲۶۵ پارہ ۱۰ سورہ توبہ الّا تنصروہ کے تحت مرقوم ہے:

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ... حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ فِي الْغَارِ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سَفِينَةِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ تَعُومُ فِي الْبَحْرِ وَأَنْظُرُ إِلَى الْأَنْصَارِ مُحْتَبِينَ فِي أَفْنِيَتِهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَتَرَاهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرِنِيهِمْ فَمَسَحَ عَلَى عَيْنَيْهِ فَرَآهُمْ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ أَنْتَ الصِّدِّيقُ۔

ترجمہ :- اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان تھے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ میرے باپ نے مجھے حدیث بیان کی جس کو انہوں نے امام جعفر صادق تک مرفوع بیان کیا کہ جب رسول خداؐ غار میں تھے تو ابوبکرؓ کو فرمایا میں جعفر کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے ہمسفروں

کے ساتھ سمندر میں ہیں اور انصار کو دیکھتا ہوں جو کشتی کے صحن میں گوشہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا کیا آپ ان کو دیکھتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہاں ابو بکرؓ نے کہا مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضورؐ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور ابو بکرؓ نے ان سب کو دیکھ لیا حضورؐ نے ان کو فرمایا تم صدیق ہو۔

شیعہ کتب کی روشنی میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کون ہے

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ ترجمہ مقبول کے حاشیہ ص ۹۹۵ پر مرقوم ہے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَھْلِ ابْنِ ھِشَامٍ

ترجمہ: یا اللہ تو عمر ابن خطابؓ یا ابو جہل ابن ہشام کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے۔

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا خالقِ کائنات نے قبول فرمائی

روافض کی مستند کتاب غزوات حیدری ترجمہ حملہ حیدری ص ۳۲ مصنفہ سید

محسن علی رافضی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے۔

عمرؓ (فاروق رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کیا اور قمیص شرک و ظلام کو اتار ڈالا۔ پھر وہ دونوں (خباب بن منذر و عمرؓ) باہم دگر واسطے قدم بوسی جناب پیمبر کے روانہ ہوئے جس وقت در دولت پر پہنچے دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور کوئی دربان بھی حاضر نہیں ناچار کسی آستانِ ملائک پاسبان پر حلقہ مارا اور منتظر کھڑے ہو رہے اتنے میں کسی نے پشتِ در سے آ کر دیکھا کہ عمرؓ تلوار باندھے ہوئے کھڑا ہے۔ اور خباب بھی ردیف اُس کا ہے پس جناب نبوی میں حاضری اُن کی سے اطلاع دی۔ اصحاب کو اُس وقت بہت تعجب ہوا امیر حمزہ نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ دروازہ کھول دو اور بے دریغ آنے دو۔ جب دروازہ کھولا تو عمرؓ بعد عذر خواہی خدمت رسالت پناہی میں حاضر ہوا۔ حضرت نے بعد تلقین مراتب اسلام کے اس کو مرحبا کہا با عزاز اپنے پاس بٹھایا تب اصحاب نے عرض کی کہ یا نبی اللہ اب ہم کو اجازت دیجئے اور بے تکلف فرمائیے تا کہ حرم محترم میں جا کر آشکارا نماز پڑھیں اور اطاعت الٰہی با جماعت بجا لائیں۔ رباعی ؎

رسید ایں خبر چوں بعرض رسول
خیر البشر یافت عز قبول

ہر گاہ اصحابِ فضیلت انتساب نے جماعت پر اتفاق کیا محبوب رب العالمین نے بھی شاداں و فرحاں طرف سجدہ گاہ آفاق کے قدم رنجہ فرمایا اس نوید بشارت جاوید سے زمین نے اس قدر بالیدگی کی کہ غلب تھا آغوشِ آسمان سے جا ملے

نکل جائے اور فلک نیلی فام کمال فرحناکی اس مرتبہ رقص میں آیا کہ قریب تھا نثار انجم کا فرق مبارک پر برساوے...... آگے سب کے عمرؓ تیغ بکجر بجماعت وافر اور پیچھے اصحاب بصد کرّوفر ہنستے اور باتیں کرتے بے خوف وخطر داخل خانہ وارد ہوئے...... بس دلاوران دین اصحاب سیّد المرسلین مسجد میں آئے اور صف اسلام کو بہ نیت اقتدار جاکر برابر کھڑے ہو گئے لسطیب مسجد اقصیٰ حبیب کبریا نے قصد امامت کیا اور واسطے نیت نماز کے دست مبارک تا بگوش پہنچایا (دیا تول) ؎

نبی گفت تکبیر در حرم!

فتادند اصنام بر روئے ہم!

اور اہل شہر ہر چند دیکھتے تھے لیکن کسی کو مجال مقاومت نہ تھی کہ دل آزار خیر البشر کو رنجیدہ کریں یا گنجان قوت وصولت اپنی کے کچھ بے ادبی کا قصد کریں۔

غازیِ مذکورہ شیعہ روایت سے حسب ذیل امور اظہر من الشمس ہیں جو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا نمایاں ثبوت ہیں۔

۱۔ ابتدا سے لے کر انتہا تک تمام کائنات کے واعیانِ الی الخیر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مریدوں میں شامل ہیں لیکن حضرت عمر فاروق رضؓ مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مرید انہیں کہا جاتا ہے جو اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کریں مراد وہ ہوتی ہے جو رب کریم سے مانگ کر لی جائے وہ حضرت عمر فاروق رضؓ ہیں۔

۲۔ دست مبارک اٹھا کر دعا مانگنے والا آمنہ رضؓ کا لال ہو اور عطا فرمانے والا رب ذوالجلال ہو تو پھر جو نعمت عطا کی جائے وہ کیوں نہ بے مثال ہو۔

۳۔ خالق کائنات نے اسلام کو عزت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لانے سے مزید عطا فرمائی۔

۴۔ عمر رضؓ فاروق رضؓ اسلام قبول فرمانے کے لیے جب درِ مصطفیٰؐ پر حاضر ہوئے تو درِ اقدس بند دیکھا غلاموں کی طرح منتظر کھڑے رہے۔

۵۔ جب رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولا نگاہِ مصطفیٰ چہرۂ فاروقی رضؓ پر پڑی حضرت عمر رضؓ نے باآواز بلند کلمہ پڑھا جس پر حضور نے مرحبا فرمایا اور نعرۂ تکبیر و رسالت کی صدائیں بلند ہوئیں۔

۶۔ حضورؐ نے سینے سے لگا کر جو پہلے فقط عمر رضؓ تھا آج فاروقِ حق و باطل بنا دیا صحابہ کرام رضؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اجازت فرمائیں۔ اب پوشیدہ نمازیں ادا کرنے کا دور گزر چکا ہے۔ کیونکہ عمر فاروق رضؓ ایمان لا چکے ہیں۔ چنانچہ حرم پاک میں اذانیں اور باجماعت نمازیں ادا ہونے لگیں۔

۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی خوشی میں خطۂ زمین کو اس قدر مسرت ہوئی کہ اس نے اپنا مرتبہ آسمان سے بلند پایا۔

۸۔ خانہ کعبہ تجھے مبارک ہو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجہ سے آج امام الانبیاء نے اپنے صحابہؓ کو باجماعت نماز پڑھائی۔

۹۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان قبول کرنے کے زمانے سے پیشتر مسلمانوں پر خوف کے بادل چھائے رہتے تھے آج اللہ کے فضل و کرم سے کفار دشمن

کی گردنیں ٹوٹ چکی ہیں اور فرزندانِ توحید کے دلوں میں مسرت کی لہریں دوڑ گئی ہیں۔

۱۰۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے متقی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے اسلام لانے کے بعد اول نماز آپ نے بیت اللہ شریف میں با جماعت امام الانبیاء کی اقتدا میں ادا کی۔

دعائے مرتضیٰ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بحقِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حیدرِ کرار تشریف لائے آپ نے اُس کفن پوش شہید کو دیکھ کر چشم پُرنم ہو کر خالق کائنات کی بارگاہ میں یوں اظہار التجا کی جسے صاحب کتاب الشافی بعلم الہدیٰ جو روافض کی معتبر و نایاب کتاب ہے ص ۴۲۸ جلد دوم پر یوں درج کیا ہے۔

روی جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر بن عبد الله لما غسل عمر وکفن دخل علی علیه السلام فقال صلی الله علیه علی الارض احب الی من ان القی الله بصحیفته من هذا المسجی بین اظہرکم

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق امام محمد باقر سے روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق شہید ہوئے اور آپ کو کفن پہنایا گیا تو حضرت مولا علی تشریف لائے آپ نے فرمایا اس کفن پوش پر اللہ کی صلوٰۃ اور رحمتیں ہوں تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسند نہیں کہ میں خدا سے ملوں

اور میرا نامۂ اعمال بھی اس کفن پوش (یعنی عمرؓ) کے نامۂ اعمال کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے ہے۔

غافرمی: روافضیو جس پاک دامن ہستی پر تم لیل و نہار تبرّہ بازی جزوِ ایمان سمجھتے ہو، وہ عمر فاروق مولا علی شیرِ خدا کا داماد ہے۔ جس کے نکاح میں حیدرِ کرار کی لختِ جگر اُم کلثوم جو فاطمۃ زہرا کے بطن اطہر سے تھی بطیبِ خاطر آئی بھی تو آپ فرما رہے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے محبوب چیز یہ ہے کہ میرا حشر بھی میرے نسبتی فرزند (عمر فاروقؓ) کے ساتھ ہو میرے نامۂ اعمال میں بھی وہی کچھ درج ہو جو عمر فاروقؓ کے نامۂ اعمال میں لکھا ہوا ہے کوئی رافضی مولا علی کے ارشادِ گرامی پر عمل کرنے والا۔ جی حضور اہل سنت و جماعت دست بستہ حاضر ہیں۔ سُنیوں کے عقیدہ کے مطابق جو شخص یارانِ مصطفیٰ اور اہلبیت کرام کی شان میں معمولی گستاخی کرے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مدینہ شریف سے نہاوند پچاس یوم کا راستہ ہے

دورانِ خطبہ فاروقِ اعظم نے فرمایا یا ساریۃ الجبل

روافض کی مستند کتاب تفسیر حسن عسکری ص ۴۳۳ پر مرقوم ہے۔

هذا عمر بن الخطاب بعد ما قيل لهم اذ كان على المنبر بالمدينة يخطب اذ نادى في خلال خطبته يا سارية الجبل وعجبت الصحابة وقالوا ما هذا من الكلام الذي في هذه الخطبة ولما قضى

انقطعت الخطبة وقالوا ما قولك في خطبتك يا سارية الجبل
فقال اعلموا اني واما اخطب رميت ببصري نحو الناحية التي
خرج فيها اخوانكم الى غزوة الكافرين بنهاوند وعليهم سعد
بن ابي وقاص ففتح الله لي الاستار والحجب وقوى بصري حتى
رايتهم وقد اصطفوا بين يدي جبل هناك وقد جاء بعض
الكفار ليدور خلف سعد ومن معه من المسلمين فيحيطوا
بهم فيقتلوهم فقلت يا سارية الجبل ليلجأ اليه فيمنعهم
ذلك من ان يحيطوا به ثم ليقاتلوا وقد منح الله اخوانكم
المؤمنين اكتاف الكافرين وفتح الله عليهم بلادهم
فاحفظوا هذا الوقت فسيرد عليكم الخبر بذلك وكان بين
المدينة ونهاوند اكثر من خمسين يوما

ترجمہ از آثار حیدری مترجم مولوی سید شریف حسن بریلوی رافضی ص ۲۹۳ پر رقم ہے چنانچہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ایک روز منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک اثنا میں خطبہ میں پکار اُٹھے یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو صحابہ نہایت حیران ہوئے کہ خطبہ میں یہ کیا کہا۔ جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پوچھا آج خطبہ میں حضور نے یہ کیا فرمایا یا ساریۃ الجبل عمر (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا میں نے خطبہ پڑھتے ہوئے اُس نواح کی طرف نظر کی جہاں تمہارے مسلمان بھائی سعد بن ابی وقاص کے ماتحت کافروں سے جہاد کر رہے ہیں پس اللہ تعالٰے نے میری

نظر کے سامنے سب پردے اٹھا دیئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک پہاڑ کے سامنے جو وہاں واقع ہے صفیں باندھ رکھی ہیں اور کچھ کافر وہاں آ گئے ہیں کہ سعد کو اُس کے ہمراہیوں سمیت پیچھے سے آ کر گھیر لیں اور احاطہ کر کے سب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ حال دیکھ کر میں نے کہا یا ساریۃ الجبل تاکہ پہاڑ کی آڑ میں آ جائیں اور دشمنوں کے گھیرے میں آنے سے محفوظ رہیں پھر اُن سے مقابلہ کریں اللہ تعالٰے نے کفار کے گاؤں اور بستیاں تمہارے دینی بھائیوں کو عطا کر دی ہیں اور اُن کے شہروں پر اُن کو فتح یاب کر دیا ہے تم اس وقت کو یاد رکھو عنقریب اس واقعہ کی خبر تم کو پہنچے گی۔ مدینہ اور نہاوند میں پچاس دن سے بھی زیادہ کی راہ کا فاصلہ ہے۔

غازی۔ راقم الحروف نے مذکورہ حوالہ کا ترجمہ ایک رافضی کے قلم سے پیش کیا ہے تاکہ قارئین حضرات میں سے کوئی دشمنِ یارانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔ صاحبِ تفسیر حسن عسکری نے اپنی تفسیر کو گیارہویں امام کے نام منسوب کرتے ہوئے چند اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

۱۔ جب حضرت فاروقِ اعظم منبرِ رسول پر خطبہ فرما رہے تھے سامعین حضرات میں یقیناً علی المرتضٰی موجود ہوں گے۔

۲۔ فاروقِ اعظم نے جب خطبۂ امامت کے فرائض سرانجام دیئے ہوں گے تو مولا علی رض نے بھی یقیناً مرادِ رسول کے پیچھے نماز فرض ادا کی ہوگی۔

۳۔ صاحب تفسیر حسن عسکری نے فاروقِ اعظم کے لشکر کو اسلامی لشکر قرار دیا۔ ربِ کریم نے سعد بن ابی وقاص کے ہاتھوں کفار و مشرکین کی بستیاں مسلمانوں کو عطا فرمائیں۔

۴۔ فاروقِ حق و باطل کی نظروں کے سامنے سے معبودِ حقیقی نے تمام حجابات اُٹھا دیئے۔ آپ نے فرزِ ایمان سے مدینہ منورہ میں خطبہ فرماتے ہوئے نہاوند تک جو پچاس ایام کا راستہ تھا۔ لشکرِ اسلام کو ہدایت جاری فرمائی جناب ساریہ نے یوں سنا جیسا کہ داماد مرتضیٰ خود کمان فرمارہے ہیں۔

جنابِ فاروقِ اعظمؓ دامادِ علیؓ المرتضیٰ ہیںؓ!

روافض کی معتبر کتاب اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ مصنفہ طبرسی مطبوعہ طہران ص ۲۷۴ پر مرقوم ہے:

فی ذکر اولاد امیر المومنین وهم سبعة وعشرون ولدا ذکرا وانثی

الحسن والحسین وزینب الکبری وزینب الصغری المکناة

بام کلثوم امهم فاطمة البتول سیدة نساء العالمین

بنت سید المرسلین صلوات الله علیهم اجمعین فزینب الکبری بنت

فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوجها

عبد الله بن جعفر بن ابی طالب وام کلثوم وهی التی

تزوجها عمر بن الخطاب۔

لہ دیکھو میری کتاب نکاح امّ کلثوم

ترجمہ:۔ حضرت امیر المومنین کی اولادیں ستائیسؓ تھیں کل مذکر و مؤنث تھیں امام حسنؓ و حسینؓ اور زینبِ کبریٰ اور زینبِ صغریٰ جس کی کنیت اُمِّ کلثوم ہے اُن کی والدہ فاطمہ بتول الزہرا سیدۃ النساء العالمین رسول اللہ کی بیٹی تھیں صلوٰۃ اللہ علیہا زینب بنتِ فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا نکاح ہوا اور امّ کلثوم رضؓ وہ ہیں جن کے ساتھ عمر بن خطاب نے نکاح کیا۔

خدا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہروں کو برکت دے

کس نے فرمایا، کہاں مرقوم ہے مولا علی شیر خدا نے فرمایا نہج البلاغت کے اوراق گواہ ہیں۔ حضرات نہج البلاغت روافض کی معتبر کتاب ہے جس کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس میں مولا علی کے خطبات و کلمات درج ہیں۔ جناب علی المرتضیٰ نے ایک مرتبہ ہاتھوں کو اُٹھا کر فاروقِ اعظم کی شہادت کے بعد خالقِ کائنات کی بارگاہ میں یوں دعا فرمائی۔ نہج البلاغت ص ۱۲۸۳ مترجم رئیس احمد جعفری ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور ص مذکورہ پر مرقوم ہے:

لله بلاد فلان فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنة وخلف

الفتنة ذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها وسبق شرها ادی الی

الله طاعته واتقاه بحقه رحل وترکهم فی طرق متشعبة

ترجمہ:۔ خدا عمر کے شہروں کو برکت دے اور اُن کی حفاظت فرمائے کہ اُس نے کجی کو سیدھا کیا۔ بیماری کا معالجہ کیا اور سنت کو قائم کیا فتنہ کو ختم کر دیا۔

پاک جامہ و کم عیب اس دنیا سے رخصت ہوا خلافت کی نیکی تک پہنچا اور اس کے شر سے گذر گیا۔ خدا کی اطاعت بجا لایا اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا، اس کی اطاعت کا حق اچھی طرح سے ادا کیا لیکن وہ اس دنیا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ لوگوں کو گوناگوں راستوں پر ڈال دیا۔

لفظ فلاں سے مراد

اہل تشیع کے مؤرخین و مجتہدین کا یہ معمول ہے کہ جب صحیح واقعات بیان کرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ کا ذکر آ جائے اور حقائق کو چھپایا نہ جا سکے تو پیچ و تاب کھاتے ہوئے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ رہا ابن قاطعہ کے ساتھ جب تمام ابواب مسدود ہو جاتے ہیں تو لفظِ فلاں کہہ کر پہلو تہی کرتے ہیں۔ لفظ فلاں سے مراد شارح نہج البلاغہ سید علی نقی فیض الاسلام نے مطبوعہ تہران ص ۷۱۲ پر یوں تحریر کیا ہے:

"خدا شہرہائے فلاں (عمر بن خطاب) را برکت دہد و نگاہ دارد۔"

ترجمہ:- خدا عمر بن خطاب کے شہروں کو برکت دے اور نگاہ رکھے۔

لفظِ فلاں سے مراد شارحِ نہج البلاغت کمال الدین ابن میثم بحرانی نے بھی عمرِ فاروق ہی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ص ۴۶۲ پر یوں مرقوم ہے:

ان المراد بفلان عمر

ترجمہ:- بے شک لفظ فلاں سے مراد عمر فاروق کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضرت علیؓ چونکہ اصحابِ ثلاثہؓ کے مشیرِ خاص تھے از یں وجہ حضرت عمر فاروقؓ نے جنگِ روم کے موقعہ پر آپ سے مشورہ طلب کیا تو شیرِ خدا نے یوں مشورہ دیا۔

جیسے شریف رضی نے نہج البلاغت کے حوالہ سے عالمِ اسلام کو خبر دی ہے۔

حضرت علیؓ نے فاروقِ اعظمؓ کو یوں مشورہ دیا

نہج البلاغت جلد دوم ص ۳۹ مترجم مفتی جعفر حسین ناشر ادارہ علمیہ لاہور خطبہ نمبر ۱۳۲ صفحہ مذکور پر مکتوب ہے:

وقد شاوره عمر بن الخطاب فی الخروج الی غزو الروم بنفسه
وقد توکل الله لاهل هذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة
والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا
یمتنعون حی لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک
فتلقهم بشخصک فتنکب لا تکن للمسلمین کانفة دون
اقصی بلادهم لیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم
رجلا محربا واحفز معه اهل البلاء والنصیحة فان اظهر
الله فذاک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردءا للناس
ومثابة للمسلمین

ترجمہ:- جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ شیرِ خدا سے رومیوں کے

خلاف جہاد میں خود شریک ہونے کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے جواباً فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو غلبہ دینے اور اُن کی عزت کی حفاظت فرمانے کا کفیل اور ذمہ دار ہے وہ ذات جس نے ایسی حالت میں فتح و نصرت عطا فرمائی کہ مسلمان تعداد میں کم تھے۔ وہ فتح حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اور اُن کے دشمنوں کو ایسی حالت میں اُن سے رد فرمایا کہ یہ تھوڑے تھے اور خود رد نہیں کر سکتے تھے وہ ذات زندہ ہے فوت نہیں ہو گی۔ آپ اگر بذاتِ خود دشمن کی طرف جائیں اور بذاتِ خود اُس کے خلاف جنگ میں شرکت کریں اور ایسی حالت میں آپ شہید ہو جائیں تو پھر روئے زمین پر مسلمانوں کا کوئی آسرا اور اُن کی کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ آپ کے بعد اُن کا کوئی ملجا و ماویٰ باقی نہ رہے گا جس کی طرف مسلمان رجوع کر سکیں اور اُس کے ساتھ پناہ لیں۔ آپ ایسا کریں کہ کوئی تجربہ کار آدمی دشمن کی طرف روانہ فرمائیں اور اس کے ساتھ جنگ آزمودہ لشکر بھیجیں۔ پس اگر اللہ نے فتح نصیب فرما دی تو آپ کا عین منشا یہی ہے اور اگر (خدا نخواستہ) کوئی دوسری بات ہو گئی تو آپ کی ذات کو مسلمانوں کے ملجا و ماویٰ اور اُن کے لیے آسرا اور جائے پناہ موجود ہو گی۔

غازی۔ روافض کے ذاکرین و مقررین اگر رنجیدہ نہ ہوں تو اُن کی خدمت میں عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کی نظروں سے کتاب نہج البلاغت کے اکثر خطبات اور مذکورہ خطبہ پوشیدہ کیوں ہے۔ جنگِ روم کے موقعہ پر عمر فاروق رض کا مولا علی رض سے مشورہ لینا اور اُن کا فاروقِ حق و باطل کو مشورہ دینا اخوت و محبت کی واضح برہان ہے جو موجودہ دَور کے روافض کو گوارا نہیں۔

یہ لوگ تقریباً ہر سٹیج پر دیگر واویلا کے ساتھ اکثر مرتبہ یہی گوہر افشانی کرتے ہیں حق علی رض کے ساتھ اور علی رض حق کے ساتھ ہے آمنّا و صدّقنا یہی مذہب اہلِ سنّت و جماعت کا ہے۔

جب حق علی رض کے ساتھ ہے تو علی المرتضیٰ رض لسانِ حق ہوئے۔ پھر آپ لوگ فرمانِ مرتضیٰ کو حق کیوں نہیں تسلیم کرتے۔

حضرات! حضرت علی رض فاروقی سپاہ کو غازیانِ اسلام کا لشکر فرما رہے ہیں ساتھ ہی مولا علی رض نے فرمایا اے فاروقِ اعظم رض اگر آپ جنگ میں شرکت کی وجہ سے شہید ہو گئے تو مومنین کو کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ اور ساتھ ہی فرمایا آپ مسلمانوں کے ملجا و ماویٰ ہیں۔

خدا کرے یہ خطبہ روافض کے ذاکرین و سامعین کی نظروں سے گزرے اور فاروقِ اعظم رض کے متعلق اُن کی آتشِ انتقام سرد ہو۔

جنگِ فارس۔ کے موقعہ پر بھی فاروقِ اعظم نے مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا تو آپ نے مشیرِ خاص بن کر مشورہ دیا جس کی خبر صاحبِ نہج البلاغت شریف رضی رافضی نے دی ہے۔

جنگِ فارس کے موقعہ پر فاروقِ اعظمؓ کو مشیرِ خاص بن کر حضرت علیؓ نے مشورہ دیا

نہج البلاغت جلد دوم ص ۵۵ مترجم مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر مرقوم ہے!

وَقَدِ اسْتَشَارَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الشُّخُوصِ لِقِتَالِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُودٍ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ وَعَزِيزُونَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَأَصْلِهِمْ دُونَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَإِنَّكَ إِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَأَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُونَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ إِنَّ الْأَعَاجِمَ إِنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ غَدًا يَقُولُوا هٰذَا أَصْلُ الْعَرَبِ فَإِذَا قَطَعْتُمُوهُ اسْتَرَحْتُمْ فَيَكُونُ ذٰلِكَ أَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيكَ

ترجمہ: جب (امیرالمؤمنین عمر بن خطابؓ) نے جنگ فارس میں شریک ہونے کے لیے آپ سے مشورہ لیا تو (حضرت علیؓ) نے فرمایا اس امر میں کامیابی و ناکامی کا دارومدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا ہے یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے (سب دینوں پر) غالب رکھا ہے اور اُسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اُس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر اپنے موجودہ پھیلاؤ پر آگیا ہے اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امورِ سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مُہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے جب ڈورا ٹوٹ جائے گا تو سب مُہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں، مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحادِ باہمی کے سبب سے فتح و غلبہ پانے والے ہیں تم اپنے مقام پر کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم و نسق برقرار رکھو اور ان ہی کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو، اس لیے کہ اگر تم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف و جوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ اُن مقامات کی فکر ہو جائے گی جنہیں تم اپنے پس پشت غیر محفوظ چھوڑ کر گئے ہو گے اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو (آپس میں) یہ کہیں گے کہ یہ ہے سردارِ عرب اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص و طمع تم پر زیادہ ہو جائے گی۔

فاتحہ ۔ مذکورہ خطبہ کے چند اقتباسات درج ذیل ہونے کے ساتھ قابلِ غور بھی ہیں ۔

۱۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب فرمانا باہمی شیروشکر ہونے کی واضح دلیل ہے ، جسے بیگانے تو درکنار بیگانے بھی نہیں جھٹلا سکتے ۔

۲۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے فاروقِ اعظم رضہ تمہارا لشکر اللہ کے دین کا لشکر ہے جسے اُسی نے تیار کیا اور ہمیشہ اس کی نصرت فرمائی ۔

۳۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے فاروقِ اعظم رضہ امورِ خلافت میں تمہاری وہ حیثیت ہے جیسے مُہروں میں دھاگے کی ہوتی ہے اگر وہ ٹوٹ جائے تو سب مُہرے بکھر جاتے ہیں ۔

۴۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے فاروقِ اعظم رضہ تم کھونٹی ۔ محور مرکز کی طرح دارالحکومت میں قائم رہو اگر آپ نے مرکز کو چھوڑ دیا ۔ تو مخالفین اسلام مدینہ شریف پر ٹوٹ پڑیں گے اور اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہونے کی کوشش کریں گے ۔

دعوتِ فکر ۔ ہے کوئی سیاہ پوش مومن جو حضرت علی رضہ کے ملفوظاتِ عالیہ پر عمل کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائے ۔

جی ہاں ۔ اہلِ سنت و جماعت دست بستہ حاضر ہیں جو حضرت علی رضہ کے ارشاداتِ عالیہ کو آنکھوں کی ضیاء اور ارشاداتِ مصطفےٰ سمجھتے ہیں ۔

وہ عمر رضہ جس کے طیب نام پر حضرت علی رضہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رضہ رکھا

جلاء العیون فارسی ص ۱۷۹ مصنفہ ملاں باقر مجلسی و دیگر کتب شیعہ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے :

”نہ پسر از فرزندان حضرت امیر المومنین حضرت سید الشہداء و عباس و پسراو محمد و عمر رضہ و عثمان رضہ و جعفر رضہ و ابراہیم و عبداللہ و اصغر و محمد اصغر پسران حضرت امیر المومنین “

ترجمہ : (میدانِ کربلا میں) نو شخص فرزندانِ جناب امیر سے جناب سید الشہداء (امام حسین رضہ) حضرت عباس رضہ ، عمر رضہ ، عثمان رضہ اور جعفر رضہ اور ابراہیم رضہ و عبید اللہ رضہ و اصغر رضہ و محمد اصغر رضہ (شہید ہوئے) ۔

وہ عمر رضہ جس کے طاہر نام پر امام حسن رضہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام عمر رضہ رکھا

انوارِ نعمانیہ ص ۱۲۴ و منتخب التواریخ ص ۱۹۸ مصنفہ محمد ہاشم خراسانی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے :

”در ارشاد مفید است کہ اس حضرت ہشت پسر داشت اول زید دیم

حسین۔ الثانی حسن بن الحسن۔ الثالث عمر بن الحسن۔ الرابع قاسم بن الحسن۔ الخامس عبداللہ بن الحسن۔ السادس عبدالرحمٰن بن حسن۔ السابع حسین بن الحسن۔ الثامن طلحہ بن حسن ؎

ترجمہ :- ارشادِ مفید میں ہے کہ حضرت امام حسنؑ کے آٹھ بیٹے تھے پہلا زید بن حسنؓ، دوسرا حسنؓ بن حسنؓ تیسرا عمر بن حسنؓ۔ چوتھا قاسمؓ بن حسنؓ، پانچویں عبداللہ بن حسنؓ۔ چھٹا عبدالرحمٰن بن حسنؓ، ساتواں حسین بن حسنؓ ؎

وہ عمرؓ جس کے نام پر امام حسینؑ نے اپنے ایک فرزند کا نام عمرؓ رکھا

جلاء العیون فارسی ص ۴۱۴ و دیگر شیعہ کتب صفحہ مذکور پر مرقوم ہے :

"از فرزندانِ امام حسین آنچہ مشہور است علی اکبر و عبداللہ کہ در کنار حضرت شہید شدند و بعضے ابراہیم و محمد و حمزہ و علی و دیگر و جعفر و عمرؓ و زید گفتہ اند ؎"

ترجمہ :- اور فرزندانِ امام حسینؓ سے جو مشہور ہیں علی اکبرؓ اور عبداللہ کہ امام حسینؓ کی گود میں شہید ہوئے اور بعضوں نے ابراہیم و محمد و حمزہ اور عمرؓ و زید کو لکھا ہے ؎

وہ عمرؓ جس کے نام پر امام زین العابدینؒ نے اپنے ایک فرزند کا نام عمرؓ رکھا

انوارِ نعمانیہ ص ۲۵ منتخب التواریخ ص ۲۵۰ پر مرقوم ہے :

"از ارشاد شیخ مفید استفادہ می شود کہ حضرت زین العابدین یازدہ پسر داشتہ اوّل محمد باقر کہ والدہ ماجدہ شان ذکر شد، دوم عبداللہ الباہر سوم الحسن۔ چہارم الحسین اکبر و ایں سہ از یک مادر اند و مادر شان اُمّ ولد بود و پنجم زید الشہید ششم عمرؓ اشرف، مادر ایں دو ہم اُمّ ولد بود ہفتم الحسین الاصغر ہشتم عبدالرحمٰن نہم سلیمان و مادر ایں سہ ہم اُم ولد بودہ دہم محمد الاصغر، یازدہم علیؓ کہ اصغر اولاد ذکور آنحضرت بودہ و مادر شان اُمّ ولد بودہ ؎"

ترجمہ :- شیخ مفید کی ارشاد سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے گیارہ بیٹے تھے پہلے محمد باقر کہ ان کی والدہ ماجدہ کا تذکرہ ہو چکا، دوسرے عبداللہ باہر تیسرے حسن چوتھے حسین اکبر یہ تینوں ایک ماں سے ہیں اور ان کی والدہ لونڈی تھی پانچویں زید شہید چھٹے عمرؓ اشرف ان دونوں کی والدہ بھی لونڈی تھی ساتویں حسین اصغر آٹھویں عبدالرحمٰن نانویں سلیمان ان تینوں کی والدہ ام ولد (لونڈی) تھی۔ دسویں محمد اصغر گیارہویں علی جو آنحضرت کی ماں

اولاد سے چھوڑے تھے ان کی والدہ مجبوبہ ام ولد تھی۔

شیعہ کتب کی روشنی میں جناب عثمان رضی اللہ عنہ کون ہے

نہج البلاغت جلد اول ص ۱۹۷ پر مرقوم ہے۔

إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ وَوَاللهِ
مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهُ وَلَا أَدُلُّكَ
عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ
فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا
رَأَيْنَا وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا صَحِبْنَا وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا
ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ وَأَنْتَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ
مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ جناب عثمان غنی رضہ کے پاس حاضر ہوئے اور یوں کہا) لوگ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں انہوں نے مجھے اپنے اور آپ کے مابین سفیر بنایا ہے لیکن خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ سے کیا کہوں میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں نہ میں کسی ایسے امر کی طرف آپ کی راہنمائی کر سکتا ہوں جسے آپ نہ جانتے ہوں جو آپ جانتے ہیں وہی ہم جانتے ہیں نہ کسی بات میں آپ پر سبقت نہیں رکھتے کہ اس سے آپ کو باخبر کریں نہ کسی بات میں ہم آپ سے جدا ہوئے کہ اب آپ کو وہ بتادیں جس طرح ہم نے دیکھا اسی طرح آپ نے دیکھا جس طرح ہم نے سنا اسی طرح آپ نے سنا جس طرح ہم رسول اللہ کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے اسی طرح آپ بھی ہوئے ابوبکر رضہ و عمر رضہ بھی عمل حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ سزاوار نہیں تھے کیونکہ بہ اعتبار قرابت آپ رسول اللہ سے ان دونوں کے مقابلہ میں نزدیک تر ہیں بلا شبہ آپ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دامادی[1] کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے جو انہیں نہیں ملا۔

ناظرین حضرات۔ اگرچہ نہج البلاغت کی اہمیت سابقہ اوراق میں واضح کر دی گئی ہے لیکن ناظرین کرام کی خدمت میں دوبارہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کتاب مذکور کو شیعہ فرقہ میں بعد از قرآن درجہ حاصل ہے کہتے ہیں کتاب ھذا میں شریف رضی نے حضرت علی المرتضیٰ رضہ کے ارشادات و ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ اگر واقعی مذکورہ خطبہ شیر یزدان کا فرمان ہے تو آمنا و صدقنا۔

لیکن: روافض کی توجہ کے لیے چند اقتباسات درج ہیں اگر رب کریم پڑھنے کی

[1] دیکھو ہماری کتاب حضور کی چار صاحبزادیاں

توفیق عطا فرمائے تو بغور پڑھیں اور ایمان و عمل کی کوشش کریں۔

۱۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا اے دامادِ رسولؐ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں۔

۲۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا میں کسی بات میں آپ کے اوپر سبقت نہیں رکھتا۔

۳۔ شیرِ خدا نے فرمایا اے ذوالنورین آپ باعتبارِ قرابت ابوبکر رضہ و عمر رضہ سے رسول اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔

۴۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا جس طرح ہم نے رسول اللہ کی صحبت حاصل کی ہے اسی طرح آپ نے بھی کی ہے۔

۵۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا آپ نے دو مرتبہ یکے بعد دیگرے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف حاصل کیا ہے۔

ایک سوال: اب اگر واقعی مذکورہ خطبہ جناب علی المرتضیٰ کے ارشادات و ملفوظات پر مبنی ہے تو پھر فرار و انکار کیوں۔ جب کہ شیرِ خدا جناب عثمانِ غنی رضہ کو دامادِ رسولؐ فرما رہے ہیں۔ تمہیں انکار کیوں۔

حیدر آمی: مولانا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی فاطمہ زہرا تھی اگر آپ کی دیگر بیٹیاں بھی تھیں تو حضورؐ بوقتِ مباہلہ اُن کو ساتھ کیوں نہ لے گئے۔

محمّاری: آئیے حیدری صاحب کیا حال ہے میں پیشتر ازیں ہی سوچ رہا تھا حیدری صاحب شاید ہماری باتوں کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ جبھی تو مدت دراز کے بعد

ملاقات ہوئی ہے۔ آپ اپنی کتابوں سے بھی ناواقف ہیں۔ جناب کے ذاکرین بھی آپ لوگوں کو ہائے وائے کے سوا کچھ بتاتے ہی نہیں۔

مباہلہ دس ہجری کو ہوا جناب فاطمۃ الزہراؓ کے علاوہ دیگر حضورؐ کی صاحبزادیاں پیشتر وصال فرما گئیں

روافض کی مستند کتاب حیاتُ القلوب حیدری ص ۵۱۳ مترجم سید حسن علی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

ذکر روئیداد سال دہم و یازدہم ہجرت اور نامہ لکھنا جناب رسالتؐ کا اہلِ یمن کو واسطے دعوتِ دین کے اور نازل ہونا آیۂ مباہلہ کا۔

بروایت معتبر و اسناد صادقہ کے نقل کیا ہے کہ سال دہم ہجری میں بھی خلائق ہر ملک و ہر چشم کی اکثر خدمت اشرف نبوی میں حاضر ہو کر اقبال دین مبین سے مشرف ہوئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ثبوت از کتبِ شیعہ

روافض کی مستند کتاب اصول کافی مصدقہ امام غائب ص ۲۳۸ مصنفہ یعقوب کلینی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے۔

وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ
منھا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ
بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیھا السلام

ترجمہ: اور حضرت خدیجہ رض سے آپ نے جب شادی کی تو آپ کی عمر بیس سال سے چند سال زائد تھی اور بعثت سے قبل بطن جناب خدیجہ رض سے حضور کی اولاد قاسم رض و رقیہ رض ۔ زینب رض و ام کلثوم رض پیدا ہوئے اور بعد بعثت بطن خدیجہ رض سے طیب رض ، طاہر رض اور فاطمہ رض پیدا ہوگئیں۔

وصال جناب زینب رض

حیات القلوب فارسی جلد دوم ص ۷۱۹ مصنفہ ملا باقر مجلسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر درج ہے۔

"و زینب رض در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و بروایتی در سال ہشتم برحمت ایزدی واصل شد۔"

ترجمہ: اور جناب زینب رض ہجرت کے ساتویں سال اور ایک روایت کے مطابق آٹھویں سال وصال فرما گئیں۔

وصال جنابِ رقیہ رض

حیات القلوب جلد دوم ص ۷۱۹ پر مرقوم ہے:

"و رقیہ رض در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد ہنگامے کہ جنگ بدر روداد۔"

ترجمہ: جناب رقیہ رض مدینہ شریف میں انتقال فرما گئیں جب کہ حضور جنگِ بدر کو (دو ہجری) میں تشریف لے گئے۔"

وصال جنابِ اُمِ کلثوم رض

حیات القلوب جلد دوم ص ۷۱۹ پر مرقوم ہے:

"ام کلثوم را او را نیز عثمان بعد از رقیہ تزویج نمود و گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد۔"

ترجمہ: اور اُم کلثوم رض کا نکاح جنابِ عثمان غنی رض کے ساتھ رقیہ رض کے انتقال کے بعد ہوا۔ کہتے ہیں کہ اُم کلثوم رض ہجرت کے ساتویں سال وصال فرما گئیں۔"

حیدری: مولانا ہم تو اپنے علماء سے یہی سنتے چلے آرہے ہیں کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی فاطمہ زہرا رض ہے۔ لیکن آپ نے براہینِ قاطع سے ثابت کردیا ہے کہ حضور کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

لیکن: مترجم اصولِ کافی الشافی جلد اول ص ۴۴۸ پر ہمارے ادیبِ اعظم سید ظفر حسن امروہوی مرحوم کراچوی نے حضور کی صاحبزادیوں کے متعلق بحث کرکے یوں خبر دی ہے کہ:

"اصولِ کافی میں یہ عبارت تقیہ کے طور پر لکھی گئی ہے اور یہ تینوں

لڑکیاں جناب زینبؓ و رقیہؓ و اُمِ کلثومؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردہ دراصل یہ ہالہ خواہرِ خدیجہؓ کے بطن سے تھیں ؟"

غازی: تقیہ روافض کے پاس ایک ایسا نسخۂ تریاق ہے جسے ہر موسم میں ہر مرض کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اگرچہ سابقہ اوراق میں یہ خبر دے دی گئی ہے کہ تقیہ امام العصر کے ظہور کے وقت ترک کر دیا جائے گا میں حیران ہوں کہ ترکِ تقیہ کے بعد مذہبِ امامیہ اثنا عشریہ کیسے چلے گا۔

نیز اصولِ کافی میں حضورؐ کی بیٹیوں کا ذکر تقیہ کے طور پر کرنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ امام غائب نے اس کی تائید و تصدیق بھی فرما دی تھی۔ اور ساتھ ہی سید ظفر حسن ادیبِ اعظم کا اپنوں اور بیگانوں کو یہ دھوکہ دینا کہ یہ بیٹیاں ہالہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی ہمشیرہ کی تھیں۔

راقم الحروف حیران ہے کہ سید ظفر حسن صاحب شیخ چلی کی طرح جس درخت پر تشریف فرما ہیں اُسے ہی کاٹ رہے ہیں شاہ جی آپ کو اپنے گھر کی خبر بھی نہیں ؟ جناب یا تو دانستہ مسلمانانِ عالم کو دھوکہ دے رہے ہیں یا اپنی کتابوں سے ناواقف ہیں۔

لیجئے اپنے خاتم المحدثین باقر مجلسی کی زبانی کہ ابوالعاصؓ اور جناب ہالہ کا آپس میں کیا رشتہ تھا۔

حیات القلوب جلد دوم ص ۹۳ مطبوعہ لکھنؤ مصنفہ ملا باقر مجلسی صفحہ مذکورہ پر مرقوم ہے :

"ودیعیں جماعت اموال ابوالعاص بن ربیع را کہ پسر خواہر خدیجہ و شوہر زینب بود غارت کردند"

ترجمہ: اور اسی جماعت نے ابوالعاص بن ربیع جو حضرت خدیجہ کا بھانجا اور زینبؓ کا شوہر تھا مال لوٹ لیا"

ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ ابوالعاص بن ربیع ہالہ کا لڑکا اور زینبؓ ہالہ کی بیٹی تو بہن بھائی کا باہم نکاح کر دیا گیا ہے۔

برین عقل و دانش بباید گریست

سید ظفر حسین کی تردید واضح الفاظ میں حیات القلوب جلد دوم ص ۷۱۹ پر موجود ہے :

"وجمعی از علمائے خاصہ و عامہ را اعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از حضرت رسول عائشہ و حضرت ایشانرا تربیت کردہ بود و دختر حقیقی آنجناب نبودند۔ و بعضی گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودہ اند و بر نفی طریق دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند"

اور اسی کتاب کے ص ۷۲۵ پر مرقوم ہے :

"و سید مرتضی و شیخ طوسی روایت کردہ اند کہ چوں آنحضرت خدیجہ را تزویج نمود او باکرہ بود و یعقد شوہر دیگر پیش از آنحضرت بدر نیامدہ بود"

ترجمہ: خاص و عام علماء کی ایک جماعت کا اعتقاد ہے کہ رقیہ و ام کلثومؓ خدیجہ کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شوہر سے تھیں حضور

نے ان کی تربیت کی تھی اور حضور کی بیٹیاں نہ تھیں اور بعض نے کہا بلکہ
کی نہیں ہالہ کی بیٹیاں تھیں ان دونوں قول کی نفی پر معتبر روایتیں موجود ہیں۔"
ص ۲۸۷ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"سید مرتضیٰ و شیخ طوسی نے بیان کیا جب حضور کا نکاح حضرت خدیجہ رضہ سے ہوا تو وہ کنواری تھیں آپ سے قبل کسی شوہر کے نکاح میں نہ آئی تھیں۔"

غازی:- ملاں باقر مجلسی کے حوالہ سے خبر ملی ہے کہ ابوالعاص رضہ بن ربیع جناب اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی ہمشیرہ (ہالہ) کے بیٹے تھے جن کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صاحبزادی جناب زینب رضہ آئی اگر مترجم اصولِ کافی ادیب اعظم سید ظفر حسن کی منطق کو تسلیم کرتے ہوئے جناب زینب رضہ کو خدیجۃ الکبریٰ رضہ کی ہمشیرہ (ہالہ) کی بیٹی سمجھ لیا جائے تو رشتہ کے لحاظ سے ابوالعاص رضہ اور جناب زینب رضہ بھائی بہن ثابت ہونے اب اس غلط پراپیگنڈہ کا گناہِ عظیم شاہ جی ظفر حسن کے کھاتے میں پڑے گا۔

شاہ جی:- کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقتِ نکاحِ زینب رضہ یہ خبر نہ تھی۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کہ ابوالعاص رضہ جناب زینب رضہ کا بھائی ہے؟
شرم! شرم!

بیعتِ رضوان کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمانؓ غنی کا ہاتھ قرار دیا

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ([illegible])

ترجمہ مقبول: "بے شک اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے اور جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے وہ اُس سے آگاہ ہے پھر اُس نے تسکین اُن پر نازل فرمائی اور اُن کو ایک قریب کی فتح اور بہت سی لوٹ کا موقعہ دیا جسے وہی لے لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔"

غازی:- مذکورہ آیاتِ کریمہ کا شانِ نزول یوں ہے جب کہ مقامِ حدیبیہ پر معہ اپنے اصحاب کے حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے زیارتِ کعبہ کا ارادہ فرمایا تو پیشتر مکہ والوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے حضور نے جناب عثمان غنی رضہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ داماد رسولؐ نے مکہ والوں کے حالات کا جائزہ لیا اُنھوں نے کہا آپ تو طوافِ کعبہ کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے نبیؐ اس سال تشریف نہ لائیں۔ جناب عثمانِ غنی رضہ نے فرمایا میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تنہا طواف کیسے کر سکتا ہوں۔ اِدھر

صحابہ کرام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ عثمان غنی رضؓ کس قدر خوش بخت ہے جسے طوافِ کعبہ نصیب ہوا۔ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا عثمان رضؓ ہمارے بغیر طواف نہیں کرے گا۔ اُدھر کفارِ مکہ نے افواہ پھیلا دی کہ عثمان غنی رضؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضورؐ نے ایک درخت کے نیچے جسے عرب میں ثمرہ کہتے ہیں۔ بقول صاحب تفسیر خلاصۃ المنہج فتح اللہ کاشانی رافضی نے ص ۶۵۸ پر لکھا ہے کہ حضورؐ نے درخت مذکور کے نیچے ایک ہزار پانچ سو پچیس صحابہؓ سے بیعت لی جسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

چنانچہ اس واقعہ کو روافض کے تبرائی ملاں باقر مجلسی نے اپنی معتبر کتاب حیات القلوب میں نقل کیا ہے۔

"غزوات حیدری ص ۲۷۲ وحیات القلوب فارسی جلد دوم ص ۴۸۹ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ مذکور پر مرقوم ہے"

"پس عثمان رضؓ داخل شد و رسالت حضرت را رسانید و ایشان مہیائی جنگ بودند پس سہیل نزد حضرت رسول نشست و عثمان نزد مشرکان و حضرت دراں وقت از مسلمانان بیعت رضوان گرفت و بروایت شیخ طبرسی چوں مشرکان عثمان را حبس کردند و خبر بہ حضرت رسید کہ او را کشتہ حضرت فرمود کہ ازیں جا حرکت نمی کنیم تا با ایشاں قتال کنم و مردم را بسوئے بیعت دعوت نمایم و برخاست و پشت مبارک بدرخت دادہ تکیہ کرد و صحابہ با آنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکاں جہاد کنند و نگریزند و بروایت کلینی حضرت یک دست خود را بر دست دیگر زد و برائے عثمان بیعت گرفت۔ پس مسلمانان گفتند خوشا حال عثمان کہ طوافِ کعبہ کرد و سعی میان صفا و مردہ کرد و محل شد حضرت فرمود کہ نخواہد کرد چوں عثمان آمد حضرت پرسید کہ طواف کردی گفت چوں تو طواف نہ کردہ بودی من نہ کردم"

ترجمہ: پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا جب کہ مشرکین مکہ جنگ کی تیاری کر رہے تھے۔ پھر سہیل نامی شخص حضورؐ کے پاس آ کر گفتگو میں مشغول ہوا۔ اور حضرت عثمان مکہ میں مشرکین کے ساتھ نمائندگی کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ نبی کریم نے اس وقت اہلِ اسلام سے بیعتِ رضوان لی اور شیخ طبرسی کی روایت میں ہے کہ مشرکین مکہ نے حضرت عثمان رضؓ کو محبوس کر لیا اور یہ خبر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی کہ عثمان رضؓ قتل ہو گئے حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ میں حرکت نہ کروں گا حتیٰ کہ ان مشرکوں سے لڑوں گا۔ فوراً بیعت کا اعلان کر دیا اور اُٹھ کر ایک درخت کے ساتھ تکیہ لگا لیا۔ صحابہ کرام نے اس شرط پر بیعت شروع کر دی کہ جہاد کریں گے اور بھاگ کر نہ جائیں گے۔ اور کلینی کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر حضرت عثمان کی بیعت لی۔ مسلمانوں نے کہا عثمان کتنے خوش قسمت ہیں کہ طوافِ کعبہ کر لیا صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام سے فارغ ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا

ایسا نہ ہوگا۔ جب عثمان آئے حضور نے پوچھا کہ اے عثمان طواف کیا تھا عرض کی نہیں پوچھا کیوں؟ جواب دیا میں آپ کے بغیر کیسے طواف کرتا آپ نے طواف نہ کیا تھا میں نے بھی نہ کیا۔"

غازی: روافض کے محدثین نے بائے بسم اللہ سے لے کر والناس تک مکمل قرآن کا انکار کر دیا وہ اس لیے کہ اسے جمع فرمانے والے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں یہ لوگ اہل سنت کی روایات کو بھی نہیں مانتے۔

اب تم اپنے ملاں باقر مجلسی کی مستند خبر کو نظر بھی انداز کر دو تو پھر تمہیں کون سمجھائے؟

رافضیو: جب تمہارے دیگر محدثین کے علاوہ ملاں باقر مجلسی بھی جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بائیں ہاتھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تسلیم کر چکے ہیں۔ تو پھر بقول تمہارے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) یہ ہاتھ دوزخ میں جائے گا؟ نہیں نہیں یہ کسی دشمن اسلام نے افواہ پھیلا رکھی ہے۔

مقام غور: کسی مقام پر مصطفےٰ اصل اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مجھ سے اس طرح نسبت ہے جیسے سر کو جسم کے ساتھ کسی مقام پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے قرآن بن کر آ گئی۔ کبھی یہ فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے کسی مقام پر یہ فرمایا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ میری جان ہے یہ سب کے سب درجات واعزازات اپنے غلاموں کو اللہ اور اس کے رسول نے عطا فرمائے ہیں۔

لہ دیکھو ماہنامہ ایمان بالقرآن

جنہیں کوئی بڑے سے بڑا دشمن اسلام بھی نہیں چھین سکتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے نکاح میں حضور کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں!

کتاب منتخب التواریخ فارسی ص ۲۵ مصنفہ محمد ہاشم خراسانی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"دو دختر مکرمہ ام کلثوم اسم شریفش آمنہ بود و بعد از جناب رقیہ بعثمان تزویج شد لہذا عثمان را ذوالنورین گویند۔"

ترجمہ: اور اس کے بعد پاکدامنہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جس کا نام آمنہ تھا۔ جناب رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئی یہی وجہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو دو نوروالے کہتے ہیں۔

غازی: اہل سنت و جماعت تو جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہتے ہیں چلے آ رہے ہیں اب تو روافض کے گھر سے بھی تائید و تصدیق ہو گئی اگرچہ تقیۃً ہی سہی۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام عثمان رضی اللہ عنہ رکھا

روافض کی مستند کتب جلاء العیون ص ۳۳۴، ارشاد مفید ص ۱۶۸، منتخب التواریخ

ص ۱۲۳ در دیگر شیعہ کتب میں مرقوم ہیں ؛

" از امام محمد باقر و امام جعفر صادق روایت کردہ اند کہ مادر عباس و جعفر و عثمان و عمر اولاد امیر المومنین کہ در صحرائے کربلا شہید شدند۔"

ترجمہ : امام محمد باقر و امام جعفر صادق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رض اور جعفر رض اور عثمان رض اور عمر رض فرزندانِ جناب امیر (علی رض) جو صحرائے کربلا میں شہید ہو گئے۔

حضرت عثمانِ غنی رض کی شہادت کے موقعہ پر حضرت علی رض نے حسنین رض کو دروازے پر پہرہ دار مقرر فرمایا

نہج البلاغت ص ۱، حاشیہ مفتی محمد عبدہ ؛

فَأَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَذُبَّا النَّاسَ عَنْهُ

ترجمہ : پس حضرت علی رض نے حسنین کریمین کو حکم دیا کہ جا کر حضرت عثمان رض سے مخالفین کو دفع کریں۔

غازی : حضرات آج ہم اپنے بچوں کے نام شمر اس لیے نہیں رکھتے کہ وہ ہمیں صرف قاتلانِ حسین رض کی صف میں ہی نہیں بلکہ قاتلِ حسین رض نظر آتا ہے ائمہ اطہار بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ رض نے اپنے صاحبزادوں کے نام اصحاب ثلاثہ رض کے ناموں پر ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض اس لیے رکھے

تاکہ کوئی بدباطن ان ناموں پر تبرّہ بازی نہ کرے ہے کوئی سیاہ پوش ماتمی جس نے اپنے بچوں کے نام اصحاب ثلاثہ رض کے ناموں پر رکھے ہوں وہ صرف اہل سنت و جماعت ہی نظر آئیں گے جو مولا علی رض کی تقلید جزو ایمان سمجھتے ہیں اور اپنے بچوں کے نام ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض رکھتے ہیں۔

کتبِ اہلِ سنّت و جماعت کی روشنی میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کون ہے!

بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۲۶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

ترجمہ : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بوقتِ وصال ان سے خوش تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی رض کو برا کہا اس نے مجھے بُرا کہا!

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵

فَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي

ترجمہ: اُمّ سلمہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی رض کو بُرا کہا اُس نے مجھ کو بُرا کہا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے ساتھ اسی طرح ہو جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے

بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۲۶:

مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى

ترجمہ: محمد بن، غندر سے اور وہ شعبہ سے اور وہ سعد سے اور وہ ابراہیم سے بیان کرتے ہیں اُنہوں نے کہا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سُنا ہے کہ حضرت علی رض سے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کیا یہ بات تمہیں پسند ہے کہ تم میرے ساتھ اس درجہ پر ہو جس درجہ پر حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا اس کا علیؓ مولا

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

ترجمہ: زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں دوست ہوں اُس کا علی رض دوست ہے۔

خارجی: لفظ مولا پر سابقہ اوراق میں بحث ہو چکی ہے مولا کے معنی دنیا کی کسی لغت کی کتاب میں خلیفہ بلافصل تو درکنار خلیفہ بھی نہیں ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے!

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

ترجمہ: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رض اس کا دروازہ ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ
فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ
بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں میں بھائی چارہ کروایا علی رضؓ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں علی رضؓ نے کہا آپ نے بھائی چارہ کروایا اپنے ساتھیوں کے درمیان آپ نے میرے اور کسی کے درمیان بھائی چارہ نہیں کروایا حضور نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق علیؓ کو دوست نہیں رکھتا اور مومن علیؓ کا دشمن نہیں ہوتا!

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ

ترجمہ: اُم سلمہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ کو منافق اپنا دوست نہیں رکھتا اور علی رضؓ کو مومن دشمن نہیں رکھتا۔

حضرت علیؓ بیمار تھے حضورؐ نے دعا فرمائی پھر کبھی بیمار نہ ہوئے

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵:

قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا
اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا
فَارْفَعْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ
وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ
وَجَعِيْ بَعْدُ

ترجمہ: حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور میں کہہ رہا تھا یا الٰہی اگر میری اجل ہے تو مجھ کو راحت دے اور اگر موت میں ڈھیل ہے تو میری زندگی کو لمبا کر اور اگر یہ بیماری ہے تو مجھ کو صبر دے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تو نے کس طرح کہا علی رضؓ نے حضورؐ کے سامنے یہ دُعا پڑھی تو حضورؐ نے اپنا پاؤں مارا اور فرمایا اللہ عافیت دے اس کو یا اللہ شفا بخش اس کو شک کیا راوی نے علی رضؓ نے کہا حضورؐ کی اس دُعا کے بعد میں کبھی بیمار نہ ہوا۔

حضورؐ نے فرمایا علیؓ کے دونوں صاحبزادے جنّت کے سردار ہیں

مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

ترجمہ: ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ نوجوانانِ جنّت کے سردار ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا علیؓ کے دونوں صاحبزادے میرے دو پھول ہیں

مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانِیْ مِنَ الدُّنْیَا

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا جو حسنؓ اور حسینؓ علیؓ کے صاحبزادوں سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا!

مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۰

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِیٍّ وَفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَھُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَھُمْ

ترجمہ: زیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ فاطمہؓ حسنؓ حسینؓ کے متعلق فرمایا جو ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا۔ جو ان سے صلح کرے گا میں اُن سے صُلح کروں گا۔

حضورؐ نے فرمایا حضرت علیؓ کے دونوں صاحبزادے میری صورت ہیں

مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۱

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَہُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ

مِنْ ذٰلِكَ

ترجمہ: حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ حسن رض سینہ سے سر تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حسین رض سینہ سے نیچے میں آپ سے مشابہت رکھتے ہیں۔

شیعہ کتب کی روشنی میں حضرت علی رض و دیگر اہلِ بیتِ کرام رض کون ہیں وہ علی رض جس کے گلے میں رسی ڈال کر صدیق اکبر رض کی بیعت کروائی گئی

روافض کی معتبر کتاب جلاء العیون فارسی ص ۱۴۴ مصنفہ ملا باقر مجلسی رافضی تبرائی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"پس آں کافراں ریسمانی در گردن آنحضرت انداختند و بسوئے مسجد کشیدند چوں بدر خانہ رسیدند حضرت فاطمہ رض مانع شدہ"

ترجمہ: جلاء العیون اردو ص ۲۰۶ وہ اشقیا جھٹ سے گلوئے مبارک حضرت (علی رض) میں ریسمان (یعنی رسی) ڈال کر مسجد میں لے گئے جب دروازہ دولت پر پہنچے جناب فاطمہ رض اندر آنے سے مانع

ہوئیں۔"

غازی: حضرات ہم اہل سنت و جماعت ایسے علی رض کے قائل نہیں جس کے گلے میں رسی ڈال کر صدیق اکبر رض کی بیعت کروائی جائے۔

یہ تمام کاروائی سبائی تبرائی نے خانوادۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) بدنام کرنے کے لیے گھڑی ہے ہمارے مولا علی رض وہ ہیں جو داماد مصطفیٰ ہیں تاجدار ہل اتیٰ مرتضیٰ، مشکل کشا، پیشوائے اولیا، شیر خدا ہیں۔ اہل سنت و جماعت کے علی رض میرے مصطفیٰ کے وزیر، صحابہ رض کے مشیر، سنیوں کے پیر ہیں۔

حضرت علی رض نے فرمایا خوف و خطر کے وقت غیروں کو ہم پر فضیلت دینے اور بیزاری ظاہر کرنے سے تمہاری شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا

روافض کی مستند کتاب آثار حیدری ص ۱۴۵ مترجم شریف حسین بریلوی ناشر امامیہ کتب خانہ لاہور صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"(حضرت علی رض) نے فرمایا میں تم کو اجازت دیتا ہوں کہ اگر خوف و خطر کے سبب کبھی ضرورت پڑے تو بے شک غیروں کو ہم پر فضیلت دینا اور ہم سے بیزاری ظاہر کرنا اور کبھی تم کو اپنی جان

پر آفات و بلیات وارد ہونے کا خوف ہو تو بے شک واجبی نمازوں کو ترک کر دینا کیونکہ خوف کے وقت تمہارا ہمارے دشمنوں کو ہم پر فوقیت دینا نہ ان کو کچھ نفع دیتا ہے ——————— شرائن کو کچھ نقصان دیتا ہے اور نہ ہم کو کچھ ضرر پہنچاتا ہے اور حالتِ تقیہ میں تمہارا ہم سے بیزاری ظاہر کرنا ہماری فضیلت اور درجے میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا ہے"

غمازی۔ محدثین روافض نے یہ نہیں سوچا کر ہماری ان تحریروں کو صرف بیگانے ہی نہیں بلکہ بیگانے بھی پڑھیں گے۔ شیعہ فرقہ کی جیب سے ولادت مولیٰ سے شطرات دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو نسل کے بغیر الحمد اظہار کو خوارج عقیدت پیش کرنا بھی مشکل ہے۔ یہ خبر پڑھتے ہی شیعہ ذاکرین کو چاہیئے کہ وہ آئندہ مجالس میں حضرات صدیق اکبرؓ فاروقِ اعظمؓ عثمان غنیؓ کو تقیۃً حضرت علیؓ پر فضیلت دیں کیونکہ شیرِ خدا کے فرمان کے مطابق اُن کی شان میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

نیز۔ اپنی جان کے خطرے کے وقت واجبی (یعنی فرض) نمازوں کو ترک کر دینے والا فلسفہ بھی دانشوروں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

حضرات۔ میدانِ کربلا میں امام عالی مقام سید الشہداء امام حسینؑ جن خطرات میں گھرے ہوئے تھے تاریخ گواہ ہے وہ محتاجِ تعارف نہیں۔ نواسۂ رسولؐ کے بھتیجوں، بھانجوں، بھائیوں اور بیٹوں کا آنکھوں کے سامنے شہید ہونا کسے یاد نہیں لیکن علیؓ کے لال نے شہادت سے قبل فرمایا

شمر آج کون سا دن ہے اس لعین نے کہا جمعہ۔ آپ نے فرمایا مجھے تھوڑا سا وقفہ دے دے میں سجدۂ نماز میں اپنے خالقِ حقیقی کو راضی کر لوں فرمایا بیٹا زین العابدینؓ تم آخری اذان دے دو اور تمہارا باپ آخری نماز پڑھ جائے۔ چنانچہ یہی ہوا آپ کے نورِ عین زین العابدینؓ نے میدانِ کربلا میں تیروں کے سائے کے نیچے اذان پڑھی۔ اور تلواروں کے سائے تلے نواسۂ رسولؐ نے فرض نماز ادا کرتے ہوئے شہادت پائی اگر واقعی خطرے کے وقت نماز ترک کر دینا جائز ہوتا تو امام حسینؓ یقیناً اپنا جان کی اس وصیت پر عمل فرماتے۔ مذکورہ داستان الف لیلیٰ بھی سبائی مشینری کی اختراع و ایجاد ہے۔

جنابِ خاتونِ جنت کی زندگی میں حضرت علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کا پروگرام بنایا جناب فاطمہؓ ناراض ہو کر میکے چلی گئیں!

جلاء العیون اُردو ص ۲۱۷ جلد اول مصنفہ ملّا باقر مجلسی مترجم مولوی سید عبدالحسین ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی اندرون موچی دروازہ لاہور صفحہ مذکور پہ مرقوم ہے:

"ایک روز ایک شخص جناب سیدہ کے پاس آیا اور کہا علیؓ ابن ابی طالب نے دخترِ ابوجہل کی خواستگاری کی ہے جناب سیدہ

نے اُس سے کہا تو قسم کھا اُس نے تین دفعہ قسم کھائی اور کہا جو کچھ میں کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہ رضہ کو بہت غیرت آئی اس لیے کہ حق تعالے نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اگر عورت کے لیے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ایک ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لیے سرحد پر نگہبانی کرے پس اس کر جناب فاطمہ رضہ کو نہایت صدمہ ہوا اور متفکر و مترددہ ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی جب رات ہوئی امام حسین رضہ کو بائیں کاندھے پر بٹھایا اور بایاں ہاتھ کلثوم رضہ کا اپنے داہنے ہاتھ میں لیا اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں جب جناب امیر رضہ گھر میں آئے اور جناب فاطمہ رضہ کو وہاں نہ دیکھا تو بہت غمگین و محزون ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ نکلا اور شرم و حجاب دامن گیر ہوا کہ جناب سیدہ کو اُن کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلا لیں پس گھر سے باہر نکل آئے اور مسجد میں جا کر بہت نماز ادا کیں اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اُس پر تکیہ فرمایا جب جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ رضہ کو محزون و مغموم پایا غسل کیا اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھنی شروع کیں مشغول رکوع و سجود تھے بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے خداوندا فاطمہ رضہ کے حزن و ملال کو زائل کر کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہ رضہ کو دیکھ کر آئے تھے کہ

آپ کروٹیں بدلتیں اور ٹھنڈی سانس بھرتی تھیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے دیکھا فاطمہ رضہ کو نیند نہیں آتی اور بے قرار ہے فرمایا اے نور نظر گرامی اے فاطمہ رضہ اُٹھو جب جناب فاطمہ رضہ اُٹھیں جناب رسول خدا نے امام حسن رضہ کو اور فاطمہ رضہ نے امام حسین رضہ کو اُٹھایا اور اُم کلثوم رضہ کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے یہاں تک کہ قریب جناب امیر رضہ پہنچے اس وقت جناب امیر رضہ آرام فرما رہے تھے اس وقت جناب رسول خدا نے اپنا پاؤں جناب امیر رضہ کے پاؤں کے اُوپر رکھا اور فرمایا اے ابو تراب رضہ اُٹھو گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔“

جاؤ ابوبکر رضہ و عمر رضہ اور طلحہ رضہ کو بلا لاؤ

پس جناب امیر رضہ گئے اور ابوبکر رضہ و عمر رضہ کو بلا لائے جب قریب جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے حضرت رسول ؐ نے ارشاد کیا:

”اے علی رضہ تم نہیں جانتے کہ فاطمہ رضہ میری پارۂ تن ہے اور میں فاطمہ رضہ سے ہوں جس نے اُسے آزار دیا جس نے اس کو میری وفات کے بعد آزار دیا گویا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں آزار دیا اور جس نے اُس کو میری زندگی میں آزار دیا ایسا ہے کہ گویا وفات کے بعد آزار دیا جناب امیر رضہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اسی طرح ہے اُس وقت جناب رسول خدا ؐ نے فرمایا تم کو کیا باعث ہوا جو تم نے

ایسا کام کیا جنابِ امیرؓ نے فرمایا بحق اُس خدا کے جس نے آپ کو برحق نبی بھیجا۔ قسم کھاتا ہوں جو کچھ فاطمہؓ سے کسی نے کہا وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے اور میرے دل میں بھی وہ امور نہیں گزرے۔ جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو اور (فاطمہؓ) بھی سچ کہتی ہے۔

قارئین۔ صاحب جلاء العیون ملاں باقر مجلسی تبرائی کی مذکورہ عبارت سے چند اہم اقتباسات درج کیے جاتے ہیں جو قابلِ غور ہونے کے ساتھ قابلِ مذمت بھی ہیں۔

۱۔ خاتونِ جنتؓ کی موجودگی میں مولا علیؓ کا دشمنِ اسلام ابوجہل کی لڑکی سے شادی کا پروگرام بنانا۔

۲۔ شیرِ خدا کی عدم موجودگی میں خاتونِ جنتؓ کا اپنے ابا جان رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے جانا اور سارا ماجرا بیان کرنا۔

۳۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ سنا اسی وقت مسجد میں تشریف لائے نمازیں ادا کیں اور خاتونِ جنت کے لیے دعائیں مانگتے رہے یا اللہ میری بیٹی کے حزن و ملال کو زائل کر دے۔

۴۔ حضور نے جب گھر میں فاطمہؓ کو بے چین دیکھا حسنین کریمینؓ دونوں شہزادوں اور اُم کلثومؓ کو ساتھ لیا۔ حضرت علیؓ کے پاس گئے وہ سوئے ہوئے تھے پاؤں کی ٹھوکر سے جگایا اور فرمایا ابو تراب (علیؓ) تم نے ہمیں اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔

۵۔ حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ جاؤ ابوبکرؓ صدیق فاروقِ اعظمؓ اور طلحہؓ کو بلا لاؤ تاکہ صحیح واقعہ کی تصدیق ہو سکے۔ شیرِ خدا نے ابوبکرؓ اور عمرؓ شیخین کریمینؓ کو بلایا انہوں نے واقعہ کی تصدیق کی جنابِ علیؓ اور خاتونِ جنت کی آپس میں صلح کروا دی گئی۔

۶۔ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروقِ اعظمؓ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دشمن اہلِ بیت ہی تھے جیسا کہ آج کل کے سیاہ پوشان نے شور مچا رکھا ہے تو پھر ان کو بلا کر حضور تصدیق فرما کر صلح صفائی کیوں کرواتے۔

۷۔ مذکورہ تمام داستانِ عجیب کسی دشمنِ اہلِ بیتؓ کی سازش ہے جس کا حقیقت کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اہلِ سنت وجماعت کا دامن عداوتِ اہلِ بیتؓ سے پاک ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا بوقتِ ضرورت مجھے بُرا بھلا کہہ لینے سے میری شان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا!

روافض کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ جلد اول ص ۱۹۲ مترجم مفتی جعفر حسین صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

فَاَمَّا السَّبُّ فَسُبُّوْنِیْ فَاِنَّهٗ لِیْ زَکَاةٌ وَّلَکُمْ نَجَاةٌ وَاَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّءُوْا مِنِّیْ فَاِنِّیْ وُلِدْتُّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَسَبَقْتُ اِلَی الْاِیْمَانِ وَالْهِجْرَةِ

ترجمہ: (حضرت علیؓ) نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا جہاں تک بُرا کہنے کا تعلق ہے مجھے بُرا کہہ لینا اس لیے کہ یہ میرے لیے پاکیزگی کا سبب ہو گا اور تمہارے لیے نجات پانے کا باعث ہو گا، لیکن دل سے بیزاری اختیار نہ کرنا اس لیے کہ میں فطرت پر پیدا ہوا ہوں اور ایمان و ہجرت میں سابق ہوں۔ 3

غماّزی۔ مؤلفِ نہج البلاغت حضرت علیؓ کے خطبات و ملفوظات کو جمع کرنے کا سہرا شریف رضی کے سر پر ہے۔ رضی صاحب نے بعض ایسے خطبات شیر خدا رضہ کی طرف منسوب کئے ہیں جنہیں حضرت علیؓ کا کلام نہیں کہا جا سکتا جن میں ایک مذکورہ خطبہ بھی ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ حیدرِ کرارؓ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم کو حکم دیا جائے تو مجھے بُرا بھلا کہہ لینا یہ صورت تو سیاہ پوشان کو ہی گوارہ ہے۔

۲۔ اسلام میں کسی دوسرے کو گالی دینا سخت گناہ ہے اس فعلِ قبیح کو حیدرِ کرار نے کیسے قبول کر لیا۔

۳۔ چودہ سو سال کے بعد اگر کوئی لعین حیدرِ کرار کی شان میں گستاخی کرے تو اہل سنت و جماعت ایسے گستاخ کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے۔

۴۔ ہم اہل سنت و جماعت صدیق اکبر کو اپنی آنکھوں کا نور اور علی المرتضیٰؓ کو دل کا سرور سمجھتے ہیں۔ بظاہر محبت اور دل میں شقاوت سینے میں کدورت بظاہر عداوت یہ تقیہ بازی اہل سنت میں حرام ہے۔

شادی سے قبل جناب خاتونِ جنتؓ نے زنانِ قریش سے سنا کہ علیؓ بڑے پیٹ والے اور مفلس ہیں آنکھیں ان کی بڑی ہیں!

جلاء العیون فارسی ص ۱۴۳ مصنفہ ملاں باقر مجلسی صفحہ مذکور پر رقم ہے:

«علی بن ابراہیم بسند معتبر روایت کردہ است ہر کہ خواستگاری فاطمہ رضہ را نزد رسول خدا می کرد از وے رو بر می گردانید و اظہار کراہت می نمود چوں خواست او را با امیر المومنین تزویج کند پنہاں بفاطمہ رضہ اظہار نمود آنحضرت در جواب گفت اختیار من با تست و لیکن زنان قریش در حق علی رضہ می گویند او مردیست شکم بزرگ ہائے بلند دارد و بندہائے استخوانش گندہ است و پیش سرش مو ندارد و چشم ہائے بزرگ دارد پیوستہ دندانہائیش بخندہ کشادہ است و مالی ندارد»

ترجمہ: جلاء العیون اردو ص ۱۸۰ علی بن ابراہیم نے بسند معتبر روایت کی ہے جو شخص جناب فاطمہ رضہ کی خواستگاری حضرت رسول کریمؐ سے کرتا حضرت منہ اُنہیں کی جانب سے پھیر لیتے اور اظہار کراہت فرماتے جب ارادۂ تزویج ہمراہ علی رضہ ہوا جناب فاطمہ رضہ سے

پوشیدہ بیان کیا جناب فاطمہ رض نے کہا میرا اختیار آپ کو ہے لیکن زنانِ قریش کہتی ہیں علی رض نیز رنگ شکم اور بلند دست ہیں اور بند ہائے استخواں گندہ ہیں آگے سر کے بال نہیں آنکھیں بڑی اور ہمیشہ ہنستے رہتے ہیں اور مفلس ہیں یہ

ترجمہ ایک رافضی کے قلم سے درج کر دیا گیا ہے تاکہ تحرار وا نکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

تماثری۔ حضرات مجلسی صاحب کے بے لگام قلم سے بیگانے تو درکنار یگانے بھی نہ بچ سکے۔ مجلسی مذکور نے جب اصحاب ثلاثہ رض کے ایمان و عمل پر تیر برسائے تو اُن کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ہامان و فرعون کا ہم پلہ لکھ دیا۔ رافضی تبرائی کی معتبر کتاب حق الیقین گواہ ہے۔

لیجئے۔ حضور اب مجلسی کے خونخوار قلم نے سیدۂ کونین کی زبان سے شیرِ خدا کی شان میں بھی بڑھ چڑھ کر گستاخانہ حملے کیے۔

رافضیو میں تمہیں مولا عباس کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں یہ دل سوز داستان مجلسی تبرائی نے جو فاطمہ رض زہرا کی طرف منسوب کی ہے اگر یہ واقعی حقیقت ہے تو پھر تم اسے اپنی مجالس میں بیان کیوں نہیں کرتے جب کہ تم اپنی کتابوں کی گواہی سے اصحاب ثلاثہ پر تبرہ باری جزوِ ایمان سمجھتے ہو۔ وہاں ایسے واقعات بھی بیان کرو تاکہ دنیائے اسلام کے سامنے تمہاری اہل بیت رض کے ساتھ محبت و شقاوت کا راز کھل جائے۔

حضرات۔ اس مادر پدر آزاد دور میں بھی آج کسی غریب گھرانے کی لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کی شان میں یہ جملے کہنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ جنہیں فاطمہ زہرا رض کی طرف منسوب کیا گیا ہے یہ سب حُب داران اہل بیت رض کا خانوادۂ رسول کریم ص کے ساتھ محبت و پیار۔

اگر آج کوئی تبرائی کتاب میں مذکورہ تہمت بنتِ رسول ص پر لگاتا تو ہم اہلِ سنت ایسی کتاب کو آگ میں جلا دیتے اور محرّر کو قرار واقعی سزا دلواتے۔

بیعتِ صدیق اکبر رض کے وقت جناب فاطمہ زہرا رض نے حضرت علی رض کو سخت سست کہا

روافض کی مستند کتاب حق الیقین ص ۲۰۳ مصنفہ ملاں باقر مجلسی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے۔

"پس حضرت فاطمہ رض بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر انتظار معاودت اومی کشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روئے مصلحت نعطا بہائی شبی عادت داشت یا سید او صیا رنمود کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ ای بعد از آنکہ شجاعان دہر را بر خاک ہلاکر افگندی مغلوب ایں نامرداں گردیدہ"

ترجمہ: پھر حضرت فاطمہ زہرا رض گھر کی طرف واپس ہوئیں حضرت امیر آپ کے لوٹنے کا انتظار کر رہے تھے جب گھر تشریف لائیں

مصلحت کے طور پر بہادرانہ سخت گفتگو سے سیدا وصیاء (حضرت علی رضہ) کے ساتھ کی کہ ستیقہ کے بچہ کی طرح تو پردہ نشین ہو چکا ہے اور ڈیلوں کی مانند گھر میں بھاگ آیا ہے زمانے کے بہادروں کو ہلاک کر کے تو نے خاک میں ملا دیا۔ ذلیلوں کی اور ان کمزوروں سے مغلوب ہو کر رہ گیا۔

اب سنیے محدثین روافض کا نواسہ رسول حضرت امام حسن رضہ سے سلوک

جب آپ نے حضرت امیر معاویہ رضہ سے صلح فرمائی اور تاج خلافت اُن کے سر پر رکھ دیا تو شیعان کوفہ کو ناگوار گزرا اس واقعہ کی اطلاع ملاں باقر مجلسی نے اپنی معتبر کتاب جلاء العیون کے حوالے سے دی ہے۔

• جلاء العیون فارسی ص ۲۵۲ پر مرقوم ہے۔ اور ارشاد مفید ص ۱۹۱ عربی میں یہ واقعہ مسطور ہے:

فَالُوْا کَلَّا وَاللہ یریدان یصالح معاویۃ ویسلم الامر الیہ فقالوا کفر واللہ الرجل ثم شدوا علی فسطاطہ وانتہبوہ حتی اخذوا مصلاہ من تحتہ ثم شد علیہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن جعال الازدی فنزع مطرفہ عن عاتقہ

ب۔ جیحو بانی

ارشاد ص ۱۹۱ مطبوعہ اصفہان (ایران) ۱۳۲۳ھ
یہی مضمون احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف ۱۳۵۰ھ میں بایں الفاظ مرقوم و مسطور ہے:

ثم انکعب علیہ السلام وامیر المومنین علیہ السلام ثم قسم اجو حدہا او یطعم طلوعہا علیہ فلما استقرت بہا الدار قال لا امیر المومنین یا ابن ابی طالب اشتملت شملۃ الجنین و قعدت حجرۃ الظنین نقضت قادمۃ الاجدل فخانک ریش الاعزل ص ۱۹ رحمہ ملک ہے

از حضرت شنیدند بیک دیگر نظر کردند گفتند از سخنان او معلوم می شود کہ می خواہد با معاویہ صلح کند و خلافت را با او واگذارد پس ہمہ برخاستند گفتند او مثل پدرش کافر شد بخیمہ آنحضرت ریختند و اسباب حضرت را غارت کردند حتی مصلائی حضرت را از زیر پایش کشیدند ردائے مبارکش را از دوشش ربودند۔

ترجمہ: جلاء العیون اُردو جلد اول ص ۳۴۵۔ ایک رافضی کے قلم سے صفحہ مذکور پر درج ہے:

"جب انہوں نے یہ کلام حضرت سے سُنا ایک نے دوسرے پر نظر کی اور کہا اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان (امام حسن رضہ) کو معاویہ رضہ سے صلح منظور ہے اور چاہتے ہیں کہ خلافت معاویہ رضہ کو دے دیں پس (شیعہ) اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یہ شخص اپنے

باپ کی طرح کافر ہو چکا ہے اور اسباب امام حسنؓ کا لوٹ لیا یہاں تک کہ جانماز حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی اور چادر کندھوں سے اتاری۔

غازی ۔ حضرات نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسنؓ کا امیر معاویہؓ سے صلح فرما کر خلافت کی ذمہ داریاں اُن کے سپرد فرمانا یہ مسلک تو اہلِ سنت و جماعت کا ہے اور ناگوار گذرنا شیعانِ کوفہ کے عمل سے ثابت ہے جناب امام حسنؓ کو مثلِ پدر کافر کہنے آپ کا سامان لوٹنے جانماز پاؤں کے نیچے سے کھینچنے اور کندھوں سے چادر اُتارنے والے بھی شیعانِ سیاہ پوشان ہی ہیں۔ اہلِ سنت کا ان گستاخیوں سے کوئی تعلق نہیں خانوادۂ رسول کریمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو ہم سُنّی مُرتد و بے ایمان سمجھتے ہیں۔

جب امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح فرمائی تو ایک شیعہ نے ناشائستہ جملہ کہا

جلاء العیون فارسی ص ۲۶۲ مصنفہ مُلّاں باقر مجلسی صفحہ مذکور پر مرقوم ہے:

"شیخ کشی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است روزے حضرت امام حسن رض در خانہ خود نشستہ بود ناگاہ سوارے آمد کہ اورا سفیان بن لیلیٰ می گفتند گفت السلام علیک اے ذلیل کنندہ مومناں حضرت فرمود فرود آئی تعجیل مکن پس فرود آمد پائے شتر را بست و نشست حضرت فرمود چہ دانستی کہ من ذلیل کنندہ مومنانم گفت برائے آنکہ امامت را از گردنِ خود انداختی و خلافت را بایں طاغی ملعون گذاشتی"

ترجمہ جلاء العیون اردو جلد اول ص ۳۵۶ ۔ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے ناگاہ ایک اسوار آیا کہ اُسے ابو سفیان بن لیلیٰ کہتے تھے۔ اس نے کہا اے ذلیل کنندۂ مومناں السلام علیکم امام حسنؓ نے فرمایا اونٹ سے نیچے آ جلدی کر پس وہ نیچے اترا اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت (امام حسنؓ) کی خدمت میں آ بیٹھا حضرت نے فرمایا تو نے کیونکر جانا کہ میں ذلیل کنندۂ مومناں ہوں اُس نے کہا اس وجہ سے کہ امر امامت آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا۔ اور خلافت معاویہؓ طاغی کو دے دی۔"

غازی ۔ حضرات اس خبر میں بھی امام حسنؓ کو ذلیل کنندۂ مومناں کہنے والا شیعہ مرید ہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسی روز سے لے کر آج تک موجودہ شیعوں کو بھی نواسۂ رسولؐ کی صلح امیر معاویہؓ سے ناپسند ہے۔

ایک سوال ۔ رافضیو اگر بقولِ شما حضرت علی رض خلیفۂ بلافصل کے بعد تمام ائمہ یکے بعد دیگرے منصوص من اللہ ہی تھے تو امام معصوم حضرت حسنؓ

نے چھ ماہ کے بعد امامت و خلافت کا تاج (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) دشمنِ اہلبیت امیر معاویہ رض کے سر پر کیوں رکھ دیا۔ خلافت و امامت سے دستبردار ہونے کی یہی وجہ ہے کہ آپ کا تیرہ وہی جناب امیر معاویہ رض کو حق پر سمجھتے تھے جبھی تو آپ نے امیر معاویہ رض کے ہاتھوں پر بیعت بھی فرمائی۔ حوالہ سابقہ اوراق میں گزر چکا ہے۔ امامت سے امام حسن رض دستبردار کیوں ہوئے یہ ایک ایسا سوال ہے۔

جس کا جواب ۱ پاکستان کے علاوہ دنیا کے کسی خطے میں بسنے والا ذاکر یا شیعہ مبلغ نہیں دے سکتا تو اجرجا تکو ان کنتم صادقین۔ ہاں اگر البتہ یہ معمہ امام غائب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے تو ممکن ہے جب حضور تشریف لائیں بقولِ روافض دشمنانِ اہل بیت رض کی سرکوبی فرمائیں اصلی قرآن کی زیارت کرائیں ساتھ ہی اس پوشیدہ راز سے پردہ بھی اٹھائیں۔

دُعا: یا اللہ جیتے جی امام العصر کی زیارت نصیب ہو جائے۔ آمین

ایک شیعہ امام حسن رض کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے ہمیں ذلیل کیا ہے کیونکہ ہم شیعوں کو غلامانِ بنی امیہ بنادیا

جلاء العیون فارسی ص ۲۷۰ پر مرقوم ہے:

" در کتاب احتجاج روایت کردہ است مردے بخدمت حضرت امام حسن رفت گفت یا ابن رسول اللہ گردن ہائے ما را ذلیل کردی و ما شیعیان را غلامان بنی اُمیہ گردانیدی حضرت فرمود چرا گفت بسبب آنکہ خلافت را بمعاویہ گذاشتی حضرت فرمود بخدا سوگند کہ یاوری نیافتم اگر یاوری می یافتم شب و روز با او جنگ می کردم تا خدا میان من و او حکم کند ولیکن شناختم اہل کوفہ را و امتحان کردم ایشاں را و دانستم کہ ایشاں بکار من نمائید"

ترجمہ: کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ ایک شخص امام حسن رض کی خدمت میں آیا اور کہا ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا ہے اور ہم شیعوں کو غلامانِ بنی امیہ بنادیا۔ حضرت نے فرمایا کیونکر اس نے کہا اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ رض کو دے دی۔ حضرت نے فرمایا قسم خدا میں نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا اگر ناصر و یاور پاتا تو رات دن معاویہ رض سے جنگ کرتا یہاں تک کہ خدا میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچانا اور امتحان کیا اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے کام نہ آئیں گے۔

قارئین! امام حسن رض کا یہ فرمان جو خبر ہیں بھی نواسۂ رسولِ خدا کو ذلیل کہنے والا شیعہ کوئی ہی منظر آتا ہے۔ امام معصوم کا بار بار شیعانِ کوفہ کی مذمت فرمانا ایک واضح برہان ہے۔ جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب علی المرتضیٰ کو کوفہ کی جامع مسجد میں دوران نماز شہید کروا دیا اس مقام پر

امام حسنؓ نے بھی کوفیوں کو بدعہد، بے وفا کہا بعد ازیں یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے شہید اوّل مسلمؓ بن عقیل کو معہ اُن کے بچوں کو بے دردی سے شہید کیا میدانِ کربلا میں قاتلانِ اہل بیت بھی یہی لوگ تھے، اب اس دورِ جدید میں تعزیہ سازی گھوڑا بازی سے مسلمانانِ عالم کو ورغلایا تو جا سکتا ہے لیکن حقائق و تاریخ کو چھپایا نہیں جا سکتا۔

شیعہ حضرات کے مجتہد شہید ثالث نور اللہ شوستری مجالس المومنین جلد اوّل ص ۲۵ مطبوعہ تہران پر راقم ہے کہ:

"بالجملہ تشیع اہلِ کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل محتاج بدلیل است اگر چہ امام ابو حنیفہ کوفی است"

ترجمہ: خلاصہ کلام اہلِ کوفہ کا شیعہ یقینی اور حتمی ہے اس پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں، ہاں کوفے کا باشندہ اگر سُنی ہو تو یہ خلاف اصل و عقل اور دلیل کا محتاج ہے۔ اگر چہ امام ابو حنیفہ امام سُنیاں کوفی ہے"

حضرت علیؓ نے لوگوں کو کہا میرے بیٹے حسنؓ کو کوئی رشتہ نہ دے یہ بلاوجہ طلاق دے دیتا ہے!

جلاء العیون فارسی ص ۲۷۷ پر مرقوم ہے:

"در قرب الاسناد بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است حضرت امام حسین ہر پیشین روز جمعہ بزیارت قبر امام حسنؓ می، ابن شہر آشوب روایت کردہ است حضرت امام حسنؓ دو بیست و پنجاہ بروایتی سی صد زن بنکاح خود در آورد تا آنکہ امیر المومنین بر منبر فرمود حسنؓ بسیار طلاق می گوید دختران خود را باو تزویج نمی کنید"

ترجمہ: جلاء العیون جلد اوّل ص ۳۰۷-۳۰۸، ایضاً ص ۳۲۶ پر ملاحظہ فرمادیں۔

"قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت ہے کہ امام حسینؓ ہر آخری جمعہ کو قبر امام حسنؓ کی زیارت کو جاتے تھے ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے امام حسین علیہ السلام نے دو سو پچاس اور بروایت دیگر تین سو عورتوں سے نکاح کئے۔ یہاں تک کہ جناب امیرؓ نے منبر پر فرمایا کہ میرا فرزند حسنؓ مطلاق یعنی طلاق دینے والا ہے اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو"

قارئین۔ ہم اہل سنت و جماعت پھر مطالبہ کرتے ہیں اگر کوئی غیر مسلم آج حُب داران علیؓ سے سوال کرے کہ تمہارے دوسرے امام اس قدر حریص اور لوگوں کی معاذ اللہ بیٹیوں کی عزت کے ساتھ کھیلنے والے تھے تو اس کا جواب شیعانِ علیؓ کے ذمہ ہے۔ ہم بری الذمہ ہیں یہ توہین اہلِ سنت کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔

دانشمندوں کو دعوتِ فکر — روافض کیلئے لمحہ فکریہ!

حضرات - پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کے امتحانات بند کمروں میں ممتحن حضرات کی نگرانی میں ہوا کرتے ہیں وہ اس لیے کہ کوئی طالب علم نقل لگانے کی کوشش نہ کرے۔ یہاں پرچے کاغذ کے مختلف اجزا کو جمع کرنے کے بعد کیمیکل طریقہ سے تیار شدہ سیاہی قلم پلاسٹک کے تیار کردہ استعمال ہوتے ہیں۔

مدینہ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء کے امتحان کا وقت آیا تو خالقِ کائنات نے ارشاد فرمایا!

"اے محبوب تمہارے شاگردوں کا امتحانی مرکز میدانِ بدر ہوگا۔ مدینہ کی چار دیواری کے اندر امتحان لیا گیا تو مخالفینِ اسلام طعنہ دیں گے شاید نقل لگانے کا موقعہ مل گیا ہوگا"

بدر میں محبوب ممتحن تیری ذات ہوگی۔ امتحان دینے والے تمہارے شاگرد ۳۱۳ جن میں صدیق اکبرؓ۔ فاروق اعظمؓ۔ عثمان غنیؓ۔ حیدرِ کرارؓ۔ جناب حمزہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہوں گے۔ نتائج میرے دستِ قدرت میں ڈگریاں میں عطا فرماؤں گا۔

اب ۲ ہجری سترہ رمضانِ کریم تاریخِ امتحان مقرر ہوئی۔ پابندیٔ اوقات معہ صوم و صلوٰۃ آغازِ امتحان ہوا یہاں پرچے غازیانِ اسلام کے سینے سیاہی اُن کے سینوں سے نکلا ہوا خونِ جگر اور قلم مخالفین کے تیر۔

الحمد للہ رب العالمین امتحان ہوا مشکل ترین پرچے پڑھنے تیاری کا کھلا موقعہ بھی نہ ملا۔ ۳۱۳ میں سے ایک بھی فیل نہ ہوا بلکہ فسٹ ڈویژن لے کر پاس ہوئے ان میں وظیفہ حاصل کرنے والے صدیق اکبرؓ۔ فاروق اعظمؓ۔ عثمان غنیؓ۔ جناب علی المرتضیٰؓ شیرِ خدا بھی تھے۔

پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کے امتحانی پرچے بعد از امتحان ایک سال ردّی میں فروخت ہونے لگے۔ لیکن مدینہ یونیورسٹی کے طلباء کے امتحانی پرچے قرآن بن کر آ گئے۔ جنہیں قاری ہمیشہ چوم کر سینے سے لگاتے اور تلاوت فرماتے رہیں گے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔

(پارہ ۴ سورہ آلِ عمران رکوع)

ترجمہ: (اے محبوب) بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرمارہے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔

کامیابی و کامرانی کے بعد خالقِ کائنات نے ۳۱۳ غازیانِ بدر کو جنت کے ٹکٹ عطا فرما دیئے ساتھ ہی وظائف حاصل کرنے والے۔ حضرت ابوبکرؓ

کو صداقت کی ڈگری عطا فرمادی۔ حضرت عمرؓ کو فاروقِ حق و باطل ہونے کے ساتھ صاحبِ عدالت کا تمغہ ملا۔ حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین ہونے کے ساتھ صاحبِ سخاوت کا اعزاز ملا۔ حضرت علیؓ کو مرتضیٰ ہونے کے علاوہ جرأت شجاعت کی سند عطا فرمائی۔ پھر بھی اگر آج کوئی دریدہ دہن غازیانِ اسلام کی شان میں بکواس کرے تو سوائے رسوائی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَار

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَطَقَ الْمَوْجُوْدَاتُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَعَلَیْہِ مِنَ الْعَدَمِ اِلَی الْوُجُوْدِ فَشَھِدَتْ اَنْ لَّا مَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ كَالْحَسْنِیْ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاَشْرَفِ الْاَكْمَلِ عَلٰی سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ شَفِیْعِنَا عِنْدَ الْمَلِكِ الدَّیَّانِ الْھَادِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِنُصُوْصِ فَضْلِہٖ وَكَرَمِہٖ حَنَّانٌ وَمَنَّانٌ وَقَھَّارٌ عَلٰی اَخْیَالِ الْبَغِیِّ وَالْعِنَادِ وَالْفَسَادِ وَالْكُفْرَانِ حَمِیْدًا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی مَنْ كَفَرَ بِہٖ وَبِرَسُوْلِہٖ وَعَیْرَ رَسُوْلِہٖ وَصَحَابَتِہٖ وَخُلَفَائِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ حَمٰی الْاِیْمَانِ وَمَاحِی الطُّغْیَانِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا النَّبِیِّ الْعَظِیْمِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّنَا الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ صَدَّقُوْہُ بِالْاِذْعَانِ وَاٰمَنُوْا بِہٖ وَلَاھُمْ بِالتَّصْدِیْقِ وَالْاِتْقَانِ خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَالْغُفْرَانِ وَخَلِیْفَتِہٖ بِلَا فَصْلٍ بِحُكْمِ قَائِلِ اَھْلِ الْعِرْفَانِ لِاَنَّہٗ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ فَضَّلَنِیْ عَلٰی رَابِعِ الْخُلَفَاءِ فَعَلَیْہِ حَدُّ ... ابن شھر اشوب جلد ۲ ص ۲۷ كَمَا ھُوَ مَذْكُوْرٌ فِیْ كُتُبِ الرَّافِضَۃِ وَالسِّیَرِ ... بِلَقَبِ الصِّدِّیْقِ وَالْعَتِیْقِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّ الرَّحْمٰنِ وَعَلٰی اَتْبَاعِھِمْ وَعَلَیْھِمْ اِلٰی مَا دَامَتِ الْمَلَوَانِ وَالْعَصْرَانِ۔

اما بعد میں نے حضرت علامہ ابوالعباس علامہ رسول مقبول مولانا غلام رسول صاحب ... کی تصنیف "خلافت بلا فصل" کا مطالعہ کیا جس میں علامہ موصوف نے بے حد عرق ریزی و جانفشانی سے مخالفین کی کتب معتبرہ سے ہر عنوان کے تحت متعدد حوالہ جات اپنے مؤقف کے ثبوت کے لیے نقل فرمائے ہیں۔ جن کے انکار کی مخالف کو جرأت نہیں علاوہ ازیں مخالف معاند متعصب و عناد کو کھلی انار گر کتاب مذکور کے دلائل و اشعرہ بر اہین قاہرہ بیسا حق اللہ سے مکرر ... تو وہ

مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی صداقت و دیانت کو شمس و امس کی طرح عیاں پا کے گا، اور رفض و تشیع کے تار و پود کو بیت عنکبوت سے بھی اوہن و کمزور تر نظر آنے لگیں گے فقالوا الکم انتم العالمون ثم نکسوا علی رؤسھم و قالوا الحق مع اھل السنت واھل السنت مع الحق۔ اس لیے کہ سیدنا و مولانا و ملجانا و ماوانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان واجب الاذعان ہے۔ اما اھل السنۃ فالمتمسکون بما سنہ اللہ و رسولہ یعنی اہلسنت ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سنیہ و طریقہ علیہ کو اپنانے اور سینے لگانے والے ہیں۔

واما اھل الجماعۃ فما وھم تبعی۔ اور اہل جماعت یہی اور میرے متبعین ہیں (احتجاج طبرسی)

نیز علامہ موصوف نے یہ بہت عجیب کیا کہ اہل سنت و جماعت مبلغین پر احسان عظیم فرمایا جن کو شیعہ حضرات کی اصل کتابیں میسر نہ آتی تھیں یا گرانی کے باعث ان کے خریدنے کے متحمل نہ تھے۔ پر لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا نے تمام حوالہ جات ائمہ اطہار یا شیعہ حضرات کے ثقہ مجتہدین سے نقل فرمائے جو ان کے لیے گلے کی چھچھوندر بن کر رہ گئے ہیں کہ نہ نگلے بنیں نہ اگلے بنیں۔ میری دعا ہے مولیٰ کریم حضرت مولانا صاحب کو مزید علمی تقریری، تحریری دینی خدمات انجام دینے کی توفیق انیق عطا فرمائے تاکہ عوام الناس کو مستفیض و مستفید ہونے کا موقع ملتا رہے۔ فقط اللہ و رسولہ اعلم

ابو الضیاء محمد عبد الرشید مہتمم جامعہ قطبیہ رضویہ

چک نمبر ۲۳۳ قطب آباد شریف ضلع جھنگ

۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ